ازواج الانبیاء

www.KitaboSunnat.com

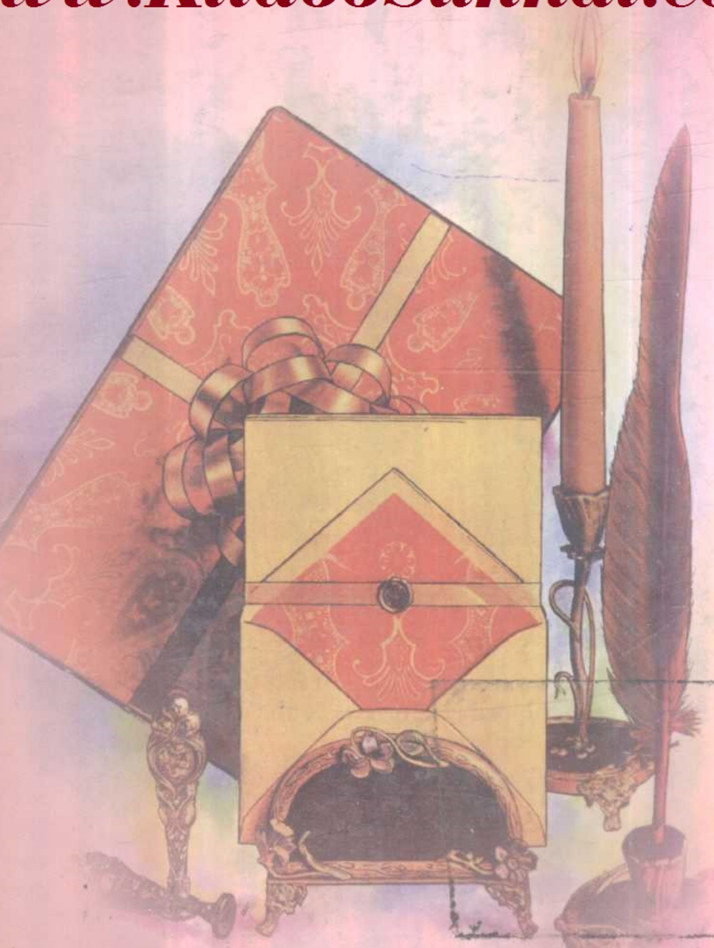

مولوی محمد حسین محوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

DATA ENTERED

MFN
3309

ازواج الانبیاء

23957

مولوی محمد حسین محوی

www.KitaboSunnat.com

الفیصل
ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

297.6 Mehvi,Maulvi Muhammad Hussain
Azwaaj-ul-Ambiaa / Maulvi Muhammad
Hussain Mehvi- Lahore:Al-Faisal Nashran,2005.
132p.

1.Seerat Sahabiat I. Title Card.

ISBN 969-503-374-1

جنوری 2005ء

محمد فیصل نے

تعریف پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

قیمت: -/60 روپے

AI-FAISAL NASHRAN
Ghazni Street,Urdu Bazar,Lahore.Pakistan
Phone : 042-7230777 Fax : 09242-7231387
http : www.alfaisalpublishers.com
e.mail : alfaisal_pk@hotmail.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

2395
www.KitaboSunnat.com

فہرست اسماء رسل وازواج

نمبر شمار	نام انبیاء	نام ازواج	تعداد ازواج	کیفیت
۱	آدمؑ	حوا	۱	
۲	شیثؑ	(۱) حروزہ (۲) مخوائلہ	۲	
۳	ادریسؑ	ہدانتہ	۱	
۴	نوحؑ	(۱) ولہلہ (۲) عمورہ	۲	
۵	ہودؑ			
۶	صالحؑ			
۷	ابراہیمؑ	(۱) سارہ (۲) ہاجرہ (۳) قطورا (۴) حجورا	۴	
۸	لوطؑ	واہلہ	۱	
۹	اسمٰعیلؑ	(۱) عمرہ (۲) سیدہ یا خفاء	۲	
۱۰	اسحٰقؑ	رفقہ	۱	
۱۱	یعقوبؑ	(۱) راحیل (۲) لیا	۲	
۱۲	یوسفؑ	(۱) آسنات (۲) زلیخا (راعیل)	۲	
۱۳	ایوبؑ	رحمتہ	۱	
۱۴	شعیبؑ			افسوس ہے کہ انکی بیوی کے حالات اور نام کسی تاریخ سے بھی باوجود تلاش نہیں معلوم ہو سکے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵	موسیٰؑ بن عمران	صفورا بنت شیثؑ	۱	
۱۶	ہارونؑ بن عمران برادر موسیٰؑ	الیسبع	۱	
۱۷	الیاسؑ			ان کی بیوی کا وجود کسی تاریخ سے نہیں پایا جاتا
۱۸	الیسعؑ			ایضاً
۱۹	یونسؑ			
۲۰	ذوالکفلؑ			
۲۱	داؤدؑ	(۱) میکل (۲) ابی جیل (۳) بتشبع (۴) اخنوعم (۵) حجیت (۶) محکہ (۷) ابیطال (۸) عجلتہ	۸	
۲۲	سلیمانؑ	(۱) بنت فرعون (۲) جرادہ (۳) بلقیس	۳	
۲۳	زکریاؑ	الیسبات یا اشباع ام مریم حنہ زوجہ عمران بن ماثان	۱	
۲۴	یحییٰؑ			تابع حالات زکریا علیہ السلام کوئی نکاح نہیں کیا
۲۵	عیسیٰؑ			

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین ازواج الانبیاء

مقدمہ ۷تا۹ دیباچہ ۱۱-۱۲

فہرست اسماء رسل وازواج ۳-۴

نام	صفحہ	نام	صفحہ
حواء	۱۳	راحیل ولیا	۶۵
حروزا	۲۰	آسنات	۷۱
مخوائلہ	۲۱	زلیخا	۷۳
ہدانتہ	۲۲	رحمت	۸۱
والہلہ	۲۴	صفورا	۸۶
عمردرہ	۲۶	الیسبع	۹۱
سارہ	۲۷	میکل بنت طالوت	۹۲
ہاجرہ	۳۳	ابی جیل	۹۸
قطورا	۴۴	یحبیع	۱۰۴
حجورایا حجین	۴۵	بنت فرعون	۱۰۹
واعلہ	۴۶	جرادہ	۱۱۱
عمرہ	۵۱	بلقیس	۱۱۴
سیّدہ بنت مضاض	۵۴	الیسبات	۱۲۳
رفقہ	۵۷	حنہ	۱۲۶

ضمیمہ) فہرست اُن کتابوں کی جن سے "ازواج الانبیاء" کی تالیف میں مدد لی گئی (۱۲۹-۱۳۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدّمہ

ازواج الانبیا کی تالیف سے ایک ضروری مقصد یہ تھا کہ ہماری بہنوں میں چونکہ اب تعلیم کا چرچا شروع ہو گیا ہے اور ان کی صنف خاص کے متعلق جو کچھ بھی لکھا جاتا ہے وہ اس کو دیکھنا چاہتی ہیں لہٰذا ایک ایسی مستقل کتاب تالیف کی جائے جس سے نبیوں کی بیویوں کے حالات واخلاق معلوم ہوں اور ان سے وہ نیک سبق حاصل کریں۔ ان میں بہت سی بیویاں ایسی ہیں جنہوں نے غیر حق کے مقابلہ میں اپنی صداقت کے آگے بادشاہوں کے جبروت اور اپنی جان کا خوف بھی نہیں کیا اور بڑی جرأت سے کام لیا ہے۔ نیز اپنے شوہروں کی فرمانبرداری اور اپنی ایمانداری کا پورا ثبوت دیا ہے۔ انہیں میں بعض ایسی بھی تھیں جو اپنی بدبختی کی وجہ سے کفرونفاق میں مبتلا رہیں اور گنہگار و مورد عذاب الٰہی ہوئیں۔ انہوں نے اپنے شوہروں کی نافرمانی کر کے دنیا اور آخرت دونوں کو بگاڑ لیا اور اپنے طرز عمل سے ہم پر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ کسی رشتہ دار کی عظمت و بزرگی سے خواہ وہ شوہر ہی کیوں نہ ہو عورت کی نجات نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اپنے افعال و اعمال اچھے نہ ہوں۔ ایسی بیبیوں کو زوجۂ لوط و زوجۂ نوح علیہما السلام کے حالات وانجام سے عبرت حاصل کرنا چاہئے کیونکہ اگرچہ یہ دونوں نبیوں کی بیویاں تھیں لیکن چونکہ وہ اپنے خدا اور خاوند کی نافرمان تھیں آخر ان کا کتنا برا حشر ہوا۔

دوسرا مقدمہ اس تالیف سے یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے حالات میں تقریباً دنیا کی ہر زبان یا یوں کہئے کہ تمام ترقی یافتہ زبانوں میں بہت کچھ ذخیرہ بصورت کتب موجود ہے لیکن جہاں تک مجھے علم ہے ان کی ازواج کے حالات میں غالباً اردو، فارسی، ہندی، عربی اور انگریزی زبانوں میں کوئی مستقل کتاب تالیف نہیں کی گئی لہٰذا ایک حد تک یہ کمی اس کتاب سے پوری ہو جائے گی۔

جس وقت تالیف کا ارادہ ہوا تو ساتھ ہی یہ گمان غالب تھا کہ ازواج انبیا کے مفصل حالات بڑی بڑی تاریخوں میں مل جائیں گے بلکہ اس موضوع پر مستقل تالیفات کا ہونا بھی ممکن ہے جس سے ازواج الانبیاء کی تالیف ترتیب میں زحمت نہ ہو گی لیکن یہ خیال تجربہ و مشاہدہ سے بالکل غلط ثابت ہوا بلکہ جس قدر یہ کام آسان سمجھا گیا تھا اسی قدر دشوار نظر آیا کیونکہ باوجود جستجو و تلاش کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی فارسی اردو انگریزی کی کوئی کتاب اس موضوع پر نہ ملی[1]۔

بعض مشہور ارباب علم سے دریافت بھی کیا گیا کہ اگر اس قسم کی کتابیں نظر سے گزری ہوں تو نام بتائیے لیکن اکثر نے لاعلمی ظاہر کی اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ کام بہت اہم ہے تاہم اگر تکمیل کو پہنچ گیا تو مشرقی زبانوں میں سب سے پہلا اور نیا کام ہوگا اور ضرور تکمیل کو پہنچانا چاہیے۔ ان واقعات نے اور ہمت دلائی اور حوصلہ بڑھا کر مجھے ازواج الانبیاء کی تکمیل پر بالکل آمادہ کردیا۔

اب جو تاریخ و تفسیر و حدیث کی کتابیں دیکھیں تو عجب دشواریوں کا سامنا ہوا یعنی کوہ کندن و کاہ برآوردن کی مثال پوری پوری صادق آئی۔ اس کے علاوہ ایک ہی واقعہ کے متعلق ایسی متضاد اور مختلف تحریریں نظر سے گزریں کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا اور امتیاز قائم کرنا مشکل سے مشکل تر ہوگیا لیکن یہ سچ ہے کہ استقلال کو کوئی قوت نہیں توڑ سکتی اور اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ کی تعمیل فرض لازمی ہے لہٰذا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا کہہ کر اپنی ہمت کی کشتی اس دریائے بے پایاں میں ڈال دی۔ عزم بالجزم کو اپنا رفیق سفر اور خدا کو ناخدا بنایا اور بغیر کسی سوچ بچار کے اپنی تمام ہمت و وقت اسی میں صرف کرنے لگا، شکر ہے کہ اللہ نے جلد اس بیڑے کو پار لگایا۔ اب اسی سے یہ توقع بھی ہے کہ میری محنت رائیگاں نہ جائے گی بلکہ کیا عجب کہ یہ ساری زحمت میرے لئے رحمت ہو جائے اور اللہ اسی سعی کو مقبول بنائے۔

میں نے اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حالات عمداً درج نہیں کیے اور میں جانتا ہوں کہ یہ ایک بڑی فروگذاشت ہے لیکن اس سے بھی واقف ہوں کہ یہ ایک بہت عظیم الشان کام ہے تاہم چونکہ اور لائق ترین اصحاب اس کام کی تکمیل کر رہے ہیں اس واسطے میں نے ان حالات کے لکھنے کی جسارت نہیں کی۔ مجھے جہاں تک علم ہے شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی مرحوم و مغفور نے سیرت نبوی میں اجمالی طور پر ازواج مطہرات کے حالات کا ایک حصہ رکھا ہے۔ ان کے علاوہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے حالات میرے محترم دوست مولوی مظہر الحسن

---

[1] پنجاب کی ایک زندہ دل مسیحی سوسائٹی نے اردو زبان میں بعض بیبیوں کے حالات مختصر چھاپے ہیں مگر وہ نہایت ہی ناکافی ہونے کے علاوہ مذہبی نقطۂ نظر سے لکھے گئے ہیں اور ان میں بھی زیادہ حصہ ایسا ہے جس کو حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات سے خواہ مخواہ چسپاں کرنے اور نسبت دینے کی کوشش کی گئی ہے مگر میں جو کچھ لکھ رہا ہوں صرف تاریخی نقطۂ نظر سے اور اس کی اہمیت سورج سے زیادہ روشن ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے بڑی تحقیق وتدقیق اور کئی مہینے کی محنت سے تحریر کیے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے حالات مولانا سید سلیمان صاحب ندوی لکھ رہے ہیں۔

اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اپنے موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے اسی طرح تصنیف وتالیف کے دشوار گزار میدان میں میرا یہ پہلا قدم ہے۔ گو واقعات کے اخذ کرنے میں بہت صحت وتحقیق سے کام لیا گیا ہے تاہم بہت ممکن ہے کہ لغزش ہوئی ہو اور میں نشانۂ ملامت بنایا جاؤں کیونکہ مَنْ صَنَّفَ فَقَدْ اُسْتُهْدِفَ نہایت مشہور ومجرب مقولہ ہے مگر اپنے علم پرور احباب وارباب نقد سے گزارش ہے کہ سہو ونسیان سے معاف کریں اور جہاں تک ممکن ہو مجھے میری غلطیوں پر مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ درستی ہو سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

23957

دیباچہ

اس سے قبل کہ ازواج الانبیاء کی سیرت لکھی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیباچہ کی صورت میں چند ضروری باتیں لکھی جائیں جو یقیناً دلچسپی سے پڑھی جائیں گی اور ہماری خواتین کی معلومات میں ضرور اضافہ ہوگا اور ان کا جاننا ''ازواج انبیا'' کے حالات پڑھنے سے پہلے فائدہ سے خالی نہیں۔

انبیا کی تعداد: مستند مورخین نے لکھا ہے کہ ابوذر غفاری اور صحابہ کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ''یا نبی اللہ اس وقت تک دنیا میں کتنے نبی گزرے ہیں''۔ آپ نے فرمایا ''ایک لاکھ'' ابوذر کہتے ہیں پھر میں نے پوچھا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے رسول کتنے ہیں'' آپ نے فرمایا ''تین سو تیرہ'' پھر میں نے دریافت کیا کہ ان میں سب سے اول کون ہوا۔ آپ نے فرمایا آدم علیہ السلام۔ میں نے پوچھا کیا وہ نبی مرسل تھے۔ آپ نے فرمایا ''ہاں''۔ پھر آپ نے فرمایا ''اے ابی ذر چار نبی مرسل سُریانی ہیں آدم، شیث، اخنوخ یعنی ادریس علیہ السلام (اور وہ دنیا میں سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے لکھا اور سیا) اور نوح علیہ السلام اور چار نبی مرسل عرب میں ہوئے ہیں۔ ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام اور تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے ابوذر! اور بنی اسرائیل میں سب سے پہلے نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر عیسیٰ علیہ السلام''۔

قرآن وحدیث میں کتنے نبی مذکور ہیں: قرآن شریف میں جن انبیاء کے نام آئے ہیں ان کی مجموعی تعداد صرف ۳۰ تک پہنچتی ہے ان کے نام فہرست میں درج ہیں۔ بعض کی نبوت ورسالت میں بھی علما کا اختلاف ہے تاہم کوشش یہی کی گئی تھی کہ جن انبیا ورسل کے نام قرآن شریف میں آئے ہیں انہیں کی ازواج کے نام دستیاب ہو جائیں لیکن افسوس ہے کہ باوجود بے حد جستجو وتلاش کے پوری کامیابی اس میں بھی نہ ہوئی اور کئی مشہور انبیاء کی بیبیوں کے حالات و نام نہ مل سکے اور جو مل گئے وہ حتی الامکان نہایت تحقیق وصحت کے ساتھ اطمینان کر کے درج کیے گئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کی بیوی کی عظمت: جس طرح انبیاء کی عظمت کرنا اور ان پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری اور فرض ہے اسی طرح ان کی بیویوں کی عزت وحرمت بھی ہمارے لئے لازمی ہے بہ شرطیکہ وہ بیوی اپنے شوہر کے خلاف اور منافق نہ ہو جیسے کہ لوط اور نوح علیھما السلام کی بیویاں تھیں۔

نبیوں کی نیک بیویاں مؤمنین کے لئے قابل تعلیم اور بمنزلۂ امہات یعنی ماؤں کے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (ترجمہ) ''نبی کے ساتھ ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ لگاؤ ہے اور اس کی عورتیں ان کی مائیں ہیں''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوّا

(زوجۂ آدم علیہ السّلام)

حوّا ازوجہ حضرت آدم علیہ السّلام دنیا میں سب سے پہلی عورت ہیں۔ اللہ نے نوع انسان کو انہیں کے بطن سے پیدا کیا۔ حوّا کی پیدائش کا سبب اصلی تو دنیا کو آباد کرنا اور انسانی نسل کو بڑھانا تھا لیکن اُن کے وجود میں آنے کی ظاہر وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر چکا اور وہ جنت میں بھیج دیئے گئے تو وہ تن تنہا رہنے لگے۔ گو کوئی فکر کسی قسم کی نہ تھی لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں تنہائی کی وجہ سے جنت ایسا خوش فضا روح افزا اور لاجواب باغ اُنہیں سُنسان نظر آنے لگا اور وہاں کے خوش آواز پرندوں کے گیت بالکل بے مزہ محسوس ہوتے۔ خوش رنگ اور خوشبودار پھول کچھ دلچسپ نہ معلوم ہوتے۔ اچھے اچھے منظر بھیانک اور عمدہ عمدہ چمن بے رونق دکھائی دینے لگے کیونکہ کسی چیز میں وہاں حضرت آدم کے دل کو لُبھا لینے اور اپنا فریفتہ بنا لینے کی قوت جاذبہ نہ تھی۔ وہاں کوئی مخلوق ایسی نہ تھی جو ہمدم و ہم جنس کہی جاسکتی۔ انیس و محرم ہونے کی صلاحیت رکھتی۔ غرض اس تنہائی نے حضرت آدم کو بہت جلد کسی قدر دل گرفتہ بنا دیا اور جنت کی سیر سے وہ کچھ خوش نہ ہوئے بلکہ جی نڈھال رہنے لگا اور روز بروز افسردگی بڑھتی جاتی تھی دل کمھلایا جاتا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیوں طبیعت میں شگفتگی کے عوض پژمردگی بڑھتی جاتی ہے۔ آخر خدائے تعالیٰ نے اسے محسوس فرمایا اور اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام پر نیند بھیجی۔ دنیا میں یہ پہلی نیند تھی۔ آدم علیہ السلام کو خود بخود غنودگی بڑھنے لگی اور تھوڑی ہی دیر میں وہ سو رہے اور دیر تک بے خبر سویا کیے۔ جب آدم علیہ السّلام بیدار ہوئے تو حوّا سرہانے بیٹھی ہوئی نظر آئیں۔ ایک نئی، حسین و ہم جنس مورت کو دیکھ کر آدم علیہ السلام پر حیرت چھا گئی۔ دیر تک خوبصورت چہرے کو دیکھتے رہے۔ پھر پوچھا تم کون ہو اور یہاں کس ضرورت سے آنا ہوا؟ حوّا علیہا السلام نے جواب دیا "میں آپ کے اجزائے جسم ہی میں سے ایک جزو ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی موانست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے پیدا کیا اور آپ کی زوجیت و خدمت میں دیا ہے"۔ آدم علیہ السّلام یہ سُن کر بہت ہی خوش ہوئے اور فوراً سجدۂ شکر بجالائے۔ پھر اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے دونوں کا عقد کر دیا۔ اب گویا دنیا کی تمام مسرتیں حاصل ہو گئیں اور یکایک لطف و خوشی کی ایک لہر رگوں میں دوڑنے لگی۔ دونوں میں محبت کے پیمان بندھ گئے اور خوشی خوشی جنت کی سیر کیا کرنے لگے۔

علمائے تاریخ کا اس باب میں بہت اختلاف ہے کہ حوّا علیہا السّلام کیسے پیدا ہوئیں اور کس چیز سے اُن کا جسم بنایا گیا۔ توریت کی روایت یہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام سو گئے تو اُن کی بائیں پسلی نکال کر اُس سے حوّا بنائی گئیں اور کئی بزرگ صحابیؓ بھی اس طرف گئے ہیں مگر اور مستند مؤرخین کا قول ہے کہ جو خمیر آدم علیہ السلام کی جسمانی ساخت کے لئے تیار کیا گیا تھا اُس میں سے کچھ حصہ جسم آدم تیار ہو جانے کے بعد بچ رہا تھا اُسی سے حوّا کا پیکر بنایا گیا اور پھر اُس میں روح پھونکی گئی۔ امام رازی[1] اور علامہ ابوالسعید کا بھی یہی قول ہے۔ مؤرخ کامل ابن اثیر فرماتے ہیں کہ جو فرشتے اِس وقت موجود تھے اُنہوں نے آدم علیہ السلام کا مبلغ علم دریافت کرنے کے لئے حوّا کو پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے؟ آدم علیہ السلام[2] نے جواب دیا حوّا فرشتوں نے پوچھا حوّا اس کا نام کیوں رکھا گیا؟ آدم نے کہا "لِاَنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ حَيٍّ"۔ اس لئے کہ وہ زندہ شے سے پیدا کی گئی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم اور تمھاری بیوی حوّا دونوں جنت میں رہا کرو اور وہاں کے موجودہ میووں میں سے جو تم دونوں کا جب جی چاہے کھاؤ لیکن ایک درخت کی نسبت حکم فرمایا کہ اس کے پاس کبھی نہ جانا ورنہ تم گنہگار اور مجرم ہو جاؤ گے۔ تاہم چونکہ لوح محفوظ میں تحریر ہو چکا تھا کہ ایک روز دونوں میاں بیوی اس درخت کا پھل کھائیں گے اور اس حیلے سے جنت سے نکالے جائینگے کیونکہ اصل مقصد آدم علیہ السلام کی پیدائش سے جنت کا قیام نہیں بلکہ دنیا کو آباد کرنا اور زمین پر ایک ایسی نئی مخلوق کو پھیلانا تھا جو سب میں شریف اور تمام مخلوقات سے افضل ہے۔ ایک روز شیطان نے جی میں ٹھانی کہ جس صورت سے بھی ممکن ہو جنت میں پہنچ کر آدم و حوّا کو درخت ممنوعہ کا پھل کھلانا اور دونوں کو اس نعمت گاہ عیش سے نکلوانا چاہیے آخر اُس نے رضوان داروغۂ جنت سے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ رضوان جو دراصل فرشتہ تھا مانع آیا اور اُس نے شیطان کو

۱۔ تفسیر حقانی

۲۔ تاریخ طبری صفحہ ۱۰۲ کامل ابن اثیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روک دیا۔ اب شیطان نے ہر جانور سے (جو زمین پر رہتا اور چلتا پھرتا تھا) استدعا کی کہ مجھے کسی صورت سے جنت میں پہنچا دو تا کہ آدم وحوّا سے اُس کو جو کچھ کہنا ہے کہہ سُن لے مگر تمام ذی روح مخلوق نے انکار کر دیا یہاں تک کہ شیطان ایک سانپ کے پاس حاضر ہوا اور منت وسماجت سے اُس نے سانپ کی خوشامد کی۔ سانپ اُس کے فریب میں آ گیا اور اپنے منہ میں اُسے بٹھا کر جنت میں پہنچا آیا۔ اس زمانہ تک سانپ چوپایہ جانوروں میں تھا اور دنیا کے نہایت حسین وخوش پیکر مخلوق میں شمار ہوتا تھا مگر اس گناہ کی سزا میں اُس کے چاروں ہاتھ پاؤں توڑ دیئے گئے۔ جب سانپ جنت میں داخل ہوا تو شیطان منہ سے نکلا اور اس دردناک آواز سے چیخا کہ آدم وحوّا دونوں سن کر بے حد اثر پذیر و دل گیر ہوئے اور اُس مکار سے پوچھا کہ کیوں روتا ہے۔ شیطان نے کہا اے خوبصورت انسانو مجھے اس پر رونا آتا ہے کہ تم دونوں کو اب جلد موت آنے والی ہے اور یہ جو کچھ نعمت و دولت جنت میں تم کو میسر ہے عنقریب تم اس سے محروم ہو جاؤ گے۔ وہ دونوں بھولے بھالے یہ سُن کر سوچ میں پڑ گئے اور نہایت غمگین ہوئے۔ ان کا سوچ میں پڑ جانا شیطان کے لیے کافی[1] تھا۔ اب شیطان نے دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا اور درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اُبھارا اور اللہ کی معصیت کو بہترین پیرایہ میں نمایاں کیا اور کہا کہ اے آدم علیہ السلام میں تمھیں اُس (شجر خلد) کو نہ بتا دوں جسکا کوئی پھل وغیرہ اگر تم کھالو تو ہمیشہ زندہ رہو اور کبھی نہ مرو بلکہ خدا کی طرح بادشاہ ہو جاؤ۔ پھر اُس نے خدا کی قسم کھا کر اور حلف اُٹھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ اور مہربان ناصح ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اس درخت کا پھل کھانے سے صرف اس وجہ سے منع کیا ہے کہ تم دونوں بادشاہ نہ ہو جاؤ تمھیں زندگی جاوید نہ حاصل ہو جائے کیونکہ اس پھل کی یہ خاصیت ہے کہ جو کوئی کھالیتا ہے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے اور پھر اُسے کبھی موت نہیں آتی اس سے شیطان کو صرف آدم علیہ السلام کی ذلت ورسوائی اور اُن کی پردہ دری مدنظر تھی اور اُسے معلوم تھا کہ یہ دونوں انسانِ اولین شرمگاہ رکھتے ہیں اور برہنہ ہو جانا اُن کے لئے بڑی ذلت ورسوائی کی بات ہے لیکن آدم علیہ السلام اُس کے اِس ارادے اور اُس کے انجام سے گو واقف نہ تھے تاہم اُنہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اب شیطان اُس درخت کا ایک پھل توڑ کر حوّا کے پاس لایا اور اُن سے کہا کہ اِس درخت کو تو دیکھئے اِس کی بُو کس قدر اچھی مزہ کتنا عمدہ اور رنگ کیسا پیارا ہے۔ حوّا نے شیطان

---

[1] کامل ابن اثیر وطبری جلد اول ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاتھ سے وہ پھل لے کر کھالیا۔ پھر آپ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں اور اُن سے بھی کہا کہ ''دیکھو اس درخت کے پھل کا مزہ اور رنگ کتنا اچھا ہے اور بو بھی اچھی ہے۔ تم بھی کھاؤ۔ میں نے تو کھالیا کوئی نقصان نہیں معلوم ہوا''۔ تب تو آدم علیہ السلام کو بھی جرأت ہوئی اور آپ نے اپنی پیاری بیوی حوّا کی خاطر ایک پھل کھالیا۔ پھل کا کھانا تھا کہ دونوں کے جنتی لباس جسم سے خود بخود گر پڑے اور شرمگاہیں بے پردہ نظر آنے لگیں۔ جنّت کے پتّے اُن کی یہ حالت دیکھ کر شرمائے اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ آدم علیہ السلام مارے شرم کے ایک درخت کی آڑ میں چھپنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے پکارا آدم تم کہاں ہو؟ آپ نے جواب دیا یارب میں حاضر ہوں اور یہ موجود ہوں۔ ندا آئی کہ درخت کی آڑ سے باہر کیوں نہیں نکلتے؟ آدم علیہ السلام نے کہا یارب مجھے تجھ سے شرم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس زمین کی خاک سے تو پیدا کیا گیا ہے اُس کی زمین قابل نفرین رہے گی جب تک کہ اُس کے پھل کانٹے نہ بن جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حوّا سے خطاب کر کے فرمایا ''اے حوّا تو نے میرے بندے آدم علیہ السلام کو دھوکا دیا اب تو جب حاملہ ہوگی تو سخت تکلیف کے بعد حمل کی گرانی سے نجات پائے گی اور جب وضع حمل کا زمانہ آئے گا تو اُس کی تکلیف موت سے زیادہ تلخ اور ناگوار ہوگی''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا ہم نے تم دونوں کو اس درخت کے پھل کھانے سے منع نہیں کیا تھا اور ہم نے یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ شیطان تم دونوں کا پکا دشمن ہے۔ آدم علیہ السلام نے کہا میں نے حوّا کے کہنے اور اصرار کرنے سے خطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حوّا سے دریافت فرمایا تم نے کیوں ایسی جرأت کی؟ حوّا نے کہا کہ میں نے سانپ کے کہنے سے فریب کھایا۔ اللہ تعالیٰ نے سانپ سے کہا کہ ''تو اپنے مُنہ میں شیطان ملعون کو لے کر جنت میں داخل ہوا اور میرے بندوں کو دھوکا دیا تو بھی ملعون ہے۔ جا تیرے چاروں ہاتھ پاؤں توڑ دیئے گئے اور اب خاک دھول کے سوا تیری اور کچھ غذا نہیں تو ہمیشہ کے لئے اولادِ آدم کا دشمن رہے گا اور اولادِ آدم تیری دشمن ہے اور ایسی سخت دشمن کہ جہاں تجھے پائے گی سر کچل ڈالے گی۔ تم سب ایک دوسرے کے دشمن قرار دیئے گئے اب سب کے سب نکل جاؤ''۔ سانپ اور شیطان دونوں اُسی وقت زمین پر پھینک دیئے گئے اور آدم علیہ السلام و حوّا علیہما السلام کو جو کچھ نعمت و کرامت عطا ہوئی تھی وہ سب اللہ نے سلب کر لی تب وہ بھی آسمان سے زمین کی طرف دھکیل دیئے گئے۔

---

۱ تاریخ طبری بروایت وہب ابن منبہ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤرخ کامل ابن اثیر بہ روایت ابوہریرہؓ ایک حدیث کے سلسلہ میں بیان کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش اور جنت میں سکونت۔ پھر جنت سے خروج جمعہ کے دن ظہور میں آیا اور اس جمعہ ہی کے دن اللہ نے آدم علیہ السلام وحوّا کی توبہ قبول کی اور دونوں بچھڑے ہوئے غمزدہ میاں بیوی ایک جگہ جمع ہوئے اور جنت سے آدم علیہ السلام وحوّا پچھلے دن نکالے گئے تھے جبکہ تقریباً نو یا دس گھنٹے طلوع آفتاب کو گزر چکے تھے اور یہ دونوں میاں بیوی جنت میں صرف پانچ گھنٹے رہنے پائے۔ غرض جس روز آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اُس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو غروب شمس سے پہلے حوّا سمیت جنت سے نیچے زمین کی جانب پھینک دیا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام ہندوستان میں اُس پہاڑ پر آ کر گرے جس کو نود[1] کہتے تھے اور جو سرزمین سراندیپ پر واقع ہے اور حوّا جدہ[2] میں آ کر گریں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آدم علیہ السلام نود سے حوّا کی تلاش میں روانہ ہوئے اور حوّا آدم علیہ السلام کی تلاش میں جدہ سے ''مکہ'' کی طرف سدھاریں چلتے چلتے دونوں آدمی مقام جمع پر پہنچے۔ حوّا آدم علیہ السلام کو دور ہی سے دیکھ کر پہچان گئیں اور جھٹ اُن کی طرف جھپٹیں۔ اب اُس مقام کو مُزدلفہ کہتے ہیں۔ آدم علیہ السلام نے بھی حوّا کو پہچانا اور دونوں بچھڑے ہوئے ملے جہاں دونوں کا باہمی تعارف ہوا ہے اُس مقام کا نام عرفات ہے۔ اب تک یہ دونوں برگزیدہ بالکل برہنہ رہتے تھے۔ جنت میں جو لباس انجیر کے پتوں اور بالوں کا عطا ہوا تھا وہ وہیں بوجہ معصیت چھین لیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اب دونوں کو حکم دیا کہ ایک مینڈھے کو ذبح کریں۔ آدم علیہ السلام نے حسب ہدایت الٰہی مینڈھے کو ذبح کیا اور اُس کا صوف لیکر حوّا کو دیا۔ حوّا نے اُس کو خوب صاف کیا اور پھر سوت بٹا۔ پھر آدم علیہ السلام نے اُس سے کپڑا بُن کر ایک جُبہ اپنے لئے اور ایک اوڑھنی اور ازار (تہمد) حوّا کے لئے تیار کی اُس طرح دونوں نے برہنگی سے نجات پائی۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو فرشتے آدم علیہ السلام وحوّا کی خدمت میں بھیجے گئے جنہوں نے اُن کو جانوروں کی کھال کا لباس بنانا سکھایا اور بقول بعض چمڑوں کا لباس بنانا اور پہننا اولاد آدم کی ایجاد ہے۔ یہ دونوں درختوں کے پتوں ہی سے ستر پوشی کرتے تھے۔ اب مکہ میں اللہ تعالیٰ

---

[1] اب یہ پہاڑ جزیرۂ سراندیپ میں کوہ آدم کے نام سے مشہور ہے ۱۲۔

[2] ساحلِ بحر قلزم پر جزیرۂ عرب میں مشہور مقام ہے ۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حرم محترم بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ بہ معیت حضرت جبرئیل خانہ کعبہ کو آدم نے تیار کیا اور دونوں آدمی خانہ کعبہ میں حاضر ہو کر اپنے گناہ پر پشیمان ہوئے اور جو کچھ جنت کی نعمتیں اُن سے چھین لی گئی تھیں اُن سے تلف ہو جانے پر تقریباً دو سو برس تک روتے اور توبہ کرتے رہے۔ اور قریبا چالیس روز تک دونوں نے کچھ نہ کھایا پیا۔ کوئی سو برس تک آدم علیہ السلام حوّا سے ہم قرین نہیں ہوئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے دونوں کے گناہ معاف کئے اور کسب معاش کے طریقے بتائے اور اب یہ راضی بہ رضائے الٰہی ہو کر اپنی زندگی بسر کرتے رہے۔ پھر اللہ نے اولاد کا سلسلہ جاری کیا۔ حوّا سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ساتھ ہی پیدا ہوتے تھے اور پہلے حمل کا لڑکا دوسرے حمل کی لڑکی سے بیاہ دیا جاتا تھا۔ اپنی جڑواں بہن سے عقد جائز نہ تھا لیکن اِس دنیاوی زندگی میں اُن کو پہلا یہ صدمہ پیش آیا کہ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو اس سبب سے قتل کر ڈالا کہ اُس کی قربانی اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی تھی کیونکہ قابیل اقلیمیا کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا جو اُس کی جڑواں بہن تھی اور اُس کا مستحق ہابیل تھا۔ آدم علیہ السلام و حوّا دونوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تو دونوں کو بے حد رنج و قلق ہوا۔ اُس کے بعد کئی ایک اور اولادیں بھی ہوئیں لیکن ہابیل کے غم جدائی نے خاص کر حوّا کو نہایت دل شکستہ اور افسردہ بنا دیا تھا اور دنیا کی مسرتیں جن کے وہ خوگر ہو گئے تھے اب ہیچ معلوم ہونے لگیں۔ اس واقعہ سے اولاد آدم میں باہمی رنجش پیدا ہو گئی اور برابر بڑھتی گئی جو آدم علیہ السلام و حوّا کے لئے اور زیادہ رنج دینے والی تھی۔ تاہم قتل ہابیل کے پچاس سال بعد شیث علیہ السلام پیدا ہوئے ان سے ماں باپ کا غم غلط ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ یہ اکیلے ہی پیدا ہوئے کوئی لڑکی ان کے ساتھ نہیں ہوئی مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شیث علیہ السلام بھی توام ہی پیدا ہوئے تھے اور آدم علیہ السلام کی وفات کے بعد شیث علیہ السلام ہی اُن کے جانشین اور وصی قرار پائے۔ حوّا اور آدم علیہ السلام کی اولاد کی صحیح تعداد افسوس ہے کہ نہ معلوم ہو سکی اور ایک ہزار سال کی عمر پا کر آدم علیہ السلام نے اِس دنیا سے کوچ کیا اور حوّا آدم علیہ السلام کی وفات کے بعد صرف ایک سال تک زندہ رہیں پھر ان کا بھی انتقال ہو گیا اور وہ بھی "جبل ابو قبیس" کے اُس غار میں دفن کی گئیں جس میں اُن کے عزیز شوہر حضرت آدم علیہ السلام مدفون ہوئے تھے۔ طوفان کے وقت نوح علیہ السلام نے دونوں کی نعشیں نکال کر ایک محفوظ تابوت میں بند کر کے اپنے ہمراہ کشتی میں رکھ لی تھیں جو طوفان کے بعد مقام "بیت المقدس" میں اُسی جگہ دفن کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی گئیں جہاں قبل طوفان کے یہ نعشیں رکھی گئی تھیں۔

علامہ شہاب الدین قلیوبی اپنی کتاب النوادر صفحہ ۲۱۲ میں بہ سلسلۂ حکایات لکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام وحوّا نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا کر دس ایسے نقصان اُٹھائے جن کی تلافی کسی صورت سے نہیں ہو سکتی اور ہر ایک نقصان اپنی جگہ پر ایک بلائے بے درمان سے کم نہیں۔ اوّل تو اللہ تعالیٰ کا اِن دونوں پر عتاب اَلَمْ[1] اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٥ دوسرے جنت کا لباس اُن کے پاک جسموں پر سے گر جانا۔ تیسرے نورِ فردوسی کا چھن جانا۔ چوتھے جنت سے دونوں کا خروج۔ پانچویں سو برس تک فراق باہمی۔ چھٹے اپنی معصیت پر دونوں کی ندامت ساتویں اُن سے قیامت تک شیطان کی عداوت آٹھویں اُن کی اولاد کے نفوس پر ابلیس کا تسلط۔ نویں اُن کی اولاد مؤمنین کے لئے دنیا کا قید خانہ ہو جانا۔ دسویں طلب معاش کی تکالیف میں پڑ جانا۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ حوّا اپنی زندگی میں نہایت نیک اور سادہ مزاج اور بے حد محنتی عورت تھیں۔ اُنہوں نے اپنی حیات میں خانہ داری کے سب کام کیے جن کی ایک انسان اوّل کے لئے ضرورت تھی۔ یعنی صُوف صاف کیا۔ سوت بٹا اور کپڑا بُنا اور اُنھیں نے دنیا میں سب سے پہلے آٹا پیسا اور گوندھا پھر روٹی پکائی اور عمر بھی اپنے شوہر سے کم نہیں پائی۔ وہ زندگی بھر اپنے شوہر کا ہر کام میں ہاتھ بٹایا کرتی تھیں اور ہر ایک حرفت وصنعت میں برابر سے عملی طور پر حصہ لیتی تھیں۔ اِس کے علاوہ جو اُمور صرف عورتوں سے مخصوص اور متعلق ہوا کرتے ہیں وہ سب اکیلی آپ اپنی ذات سے کیا کرتی تھیں وہ دنیا کے تمام امیر وغریب، فقیر و بادشاہ کی ماں ہیں۔ تمام عمر میں اُنہوں نے بڑی بڑی تکلیفیں اپنی اولاد کی خاطر جھیلیں اور بڑی بڑی مصیبتیں اپنے مولا کی مرضی کے لئے اُٹھائیں۔ اُن کا ہر کام ہماری عورتوں کے لئے شمع ہدایت ہے اور ہم اُن کے کاموں کے قصے سُن کر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اپنے کام کو خود انجام دینا کوئی شرم و ذلت کی بات نہیں ہے اور کسی پیشے یا کسی کام کو آدمی حقیر و ذلیل نہ سمجھے کیونکہ کوئی ایسا کام یا ایسا پیشہ نہیں جو اُس کے اسلاف نے نہ کیا ہو۔ خاص کر بی بی حوّا کی شوہر کے ساتھ ہر کام میں شرکت و مدد ہی ضرور سبق آموز ہے۔

---

[1] کیا ہم نے تم دونوں کو اس درخت (کا پھل کھانے) سے منع نہیں کیا تھا اور جتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے۔ سورۂ اعراف پارہ (۸۔۱۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حروزہ

(زوجۂ شیث علیہ السلام)

مورخ ابن جریر طبری بہ روایت ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ شیث علیہ السلام کی بیوی کا نام حروزہ تھا اور یہ آپ کی بہن تھیں۔ نکاح کرنے کے بعد ان کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام یانش تھا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام شیث علیہ السلام نے نعمۃ رکھا۔ اس وقت شیث علیہ السلام کی عمر ایک سو پچاس برس کی تھی اور شیث علیہ السلام یانش کی ولادت کے بعد کوئی آٹھ سو سات برس تک زندہ رہے اور توریت میں آیا ہے کہ "انوش (یانش) جس سال پیدا ہوئے اس سال شیث علیہ السلام کی عمر کے چھ سو پانچ سال گزر چکے تھے"۔ انوش شیث علیہ السلام کے وصی اور جانشین ہوئے۔ شیث علیہ السلام کی حروزہ سے اور بھی بہت اولاد ہوئی مگر سب سے بڑے اور باپ کے جانشین انوش ہی تھے۔ انوش کا نکاح نعمۃ کے ساتھ کر دیا گیا تھا ان سے ایک لڑکا قینان پیدا ہوا اس کے علاوہ اور بھی بہت سی اولاد ہوئی اور دنیا میں پھیلتی گئی لیکن آدم علیہ السلام کے اور بیٹوں کی اولاد روز بروز کم ہوتی گئی اور ان کے نسب مجہول اور منقطع ہوتے گئے۔ اب تمام نسب و نسل کی انتہا شیث علیہ السلام اور حروزہ تک ہی پہنچتی ہے گویا شیث علیہ السلام ابو البشر اور ام البشر ان کی بیوی حروزہ ہوتی ہیں۔ اس معاملہ میں حروزہ بڑی خوش قسمت عورت تھیں کہ اس وقت دنیا میں جس قدر انسان آباد ہیں خواہ وہ وحشی ہوں یا مہذب یورپین ہوں یا ایشیائی سب حروزہ کی اولاد میں ہیں اور وہ سب کی ماں ہوتی ہیں۔ مزید حالات افسوس ہے کہ کہیں نہ معلوم ہو سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخوائلہ

(زوجۂ شیث علیہ السلام)

مصنف[۱] جامع التواریخ لکھتے ہیں:-

شیث علیہ السلام اپنے باپ کے سب سے زیادہ عزیز فرزند اور خدا کے برگزیدہ ترین بندوں میں سے تھے۔ اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مسند نبوت پر یہی ان کے جانشین ہوئے۔ مخوائلہ ان کی بیوی اور حُور جنت تھیں۔ ان کے بطن سے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے جن کا نام ''انوش'' تھا اور یہی شیث علیہ السلام کے وصی ہوئے مخوائلہ نہایت حسین اور خوبصورت اور اپنے شوہر کی فرمان بردار واطاعت گزار تھیں لیکن نہیں معلوم کہ مورخ مذکور کا ماخذ کیا ہے کیونکہ اس وقت جس قدر کتب ہمارے پیش نظر ہیں۔ ان میں کہیں یہ ذکر مذکور نہیں کہ شیث علیہ السلام کی بیوی ''حور'' تھیں اور ان کا نام مخوائلہ تھا اور نہ قیاس چاہتا ہے کہ شیث علیہ السلام کا نکاح حور جنت سے دنیا میں کیا جاتا کیوں کہ یہ توالد وتناسل کا ابتدائی زمانہ تھا اور بہ کثرت لڑکیاں اور لڑکے آدم علیہ السلام کے صلب اور حوّا کے بطن سے پیدا ہو رہے تھے اور نیز اُن کی اولاد کی اولادیں بڑی سرعت کے ساتھ بڑھتی جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کو بنی آدم علیہ السلام سے دنیا کو آباد کرنا تھا پھر شیث علیہ السلام کا نکاح حور جنت سے ہونا کیسا؟ اور کسی تاریخی کتاب سے شیث علیہ السلام کا دوسرا نکاح ہونا بھی نہیں پایا جاتا جو یہ خیال کیا جائے کہ مخوائلہ شیث علیہ السلام کی دوسری زوجہ ہوں گی۔ البتہ ''روضۃ الصفا'' میں بھی بحوالۂ عرائس المجالس مؤلفہ ثعالبی لکھا ہے کہ شیث علیہ السلام کی بیوی حور تھیں ممکن ہے کہ مخوائلہ کے حسن و جمال بے مثال کی وجہ سے ان کو حور سمجھ لیا گیا ہو یا از راہ مبالغہ حور جنت لکھ دیا ہو اور وہ دراصل انسان اور اولاد آدم ہی ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حروزہ ہی کو بعض مورخوں نے مخوائلہ سمجھ لیا ہو یا کتابت میں یہ تحریف ہوئی ہو اور نیز شیث علیہ السلام کا دوسرا عقد ہونا بھی کوئی خلاف قیاس وتعجب خیز نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

[۱] منشی فقیر محمد ولد قاضی محمد رضا ساکن راجہ پور۔ یہ کتاب ۱۲۵۲ھ ۱۸۳۶ء میں کلکتہ کے مطبع منشی ارادت الدین میں مدرسہ عالیہ کلکتہ کی جانب سے ٹائپ میں چھپی ہے اور قدیم مطبوعات اور نایاب کتب میں ہے۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدانہ
(زوجۂ ادریس علیہ السلام)

بقول مورخ کامل ابن اثیر جزری وعلامۂ ابن جریر طبری، ادریس علیہ السلام[1] کی زوجہ کا نام ہدانہ تھا اور بقول بعض ادانہ' یہ باویل بن محویل بن خنوخ بن قابیل کی بیٹی اور اپنے زمانہ کی نہایت خوش قسمت عورت تھیں جن کو ادریس علیہ السلام کی بیوی ہونے کی عزت حاصل ہوئی کیونکہ ادریس علیہ السلام دنیا میں بہت بڑے[2] مرتبہ کے نبی اور آدم علیہ السلام وشیث علیہ السلام کے بعد تیسرے نبی ہوئے ہیں۔ ۶۵ سال کی عمر میں ادریس علیہ السلام نے ان سے اپنا عقد کیا مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس وقت ہدانہ کی عمر کیا تھی اور وہ کس شکل وشمائل کی عورت تھیں کیونکہ حسن انسانی کی ابتداء اور عروج کا زمانہ تھا۔ لیکن ادریس علیہ السلام کا اپنی زوجیت کے لیے ان کو انتخاب کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ نیک سیرت بھی ہوں گی۔

ادریس علیہ السلام کے صاحبزادے متوشلخ نامی انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے جو اپنے بزرگ باپ کے قائم مقام اور وصی بھی تھے۔ ادریس علیہ السلام متوشلخ کی ولادت کے بعد تین سو سال تک دنیا میں رہے۔ اس کے بعد وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ انہوں[3] نے اپنے بیٹے اور تمام اہل بیت کو اللہ کی اطاعت اور حکم ماننے کی وصیت کی اور کہا کہ عنقریب اللہ اولاد قابیل پر عذاب نازل کرنے والا ہے اور نیز ان لوگوں پر جو اولاد قابیل سے میل جول رکھتے ہیں لہٰذا تم سب لوگ ان سے میل ملاپ ترک کر دو اور رشتہ ناتہ توڑ دو۔

۱۔ ادریس علیہ السلام بہت بڑے حکیم بھی دنیا میں شمار ہوتے تھے اور کتب تاریخ وقرآن وحدیث میں ان کے بڑے بڑے فضائل مذکور ہیں۔ ابن جریر طبری بہ روایت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا ''مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سریانیوں میں چار رسول ہوئے آدم علیہ السلام، شیث، نوح، خنوخ (ادریس) اور وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے قلم سے لکھا اللہ تعالیٰ نے خنوخ پر تیس صحیفے نازل فرمائے''۔ آپ بیوراسب بادشاہ کے زمانہ میں تھے اور بعض مورخین کا گمان ہے کہ تمام دنیا پر آپ نبی کیے گئے تھے۔

۲۔ طبری جلد اول صفحہ ۴۷ او کامل ابن اثیر جلد اول۔

۳۔ توریت، کتاب پیدائش وطبری وغیرہ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب متوشلخ کی عمر ۱۳۷ سال کی ہوئی تو انہوں نے اپنی مرضی سے عزازیل بن انوشیل بن خنوخ کی بیٹی عرباء سے شادی کرلی ان کے بطن سے دو بیٹے ملک اور صابی پیدا ہوئے پھر ان دونوں کی اولاد کثیر ہوئی۔ بیٹے کی شادی کرنے کے تھوڑے زمانہ کے بعد ہدانہ کا انتقال ہوگیا۔ افسوس ہے کہ ہدانہ کے مزید حالات ہم کو کسی مستند تاریخ سے نہ مل سکے اور نہ ان کی ماں کا نام معلوم ہوا۔ ہاں ان کی ساس کا نام برکنا تھا جو یرد کی بیوی اور ان کے چچا درمشیل بن محویل بن خنوخ بن قائن کی بیٹی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واہلہ

(زوجۂ نوح علیہ السلام)

اگر چہ واہلہ کو ایسے جلیل القدر نبی کی بیوی ہونے کا فخر حاصل ہوا مگر افسوس ہے کہ اس نے اپنی بددینی کی وجہ سے اپنے نامدار شوہر کی ذرا بھی قدر نہ کی اور دنیا کے ساتھ اپنی آخرت بھی بگاڑ لی اور ان پر ایمان نہ لائی۔ واہلہ اور اس کی قوم نے جس پر نوح علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے تھے نعوذ باللہ آپ کو مجنوں اور دیوانہ مشہور کیا اور ان کو مختلف ایذائیں دیں اور آخر طوفان عظیم میں اور دوسرے منکرین نبوت و دشمنان دین کے ساتھ واصل جہنم ہوئی۔ پارہ (۲۸) قرآن شریف سورۂ تحریم میں واہلہ زوجۂ نوح علیہ السلام اور واعلہ زوجہ لوط علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہوا ہے:-

[1] ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَةَ نُوْحٍ وَّامْرَاَةَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا وَلَمْ يُغْنِيَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِيْنَ ۝

واہلہ منافق[2] اور بددین عورت تھی اور اس نے اپنے شوہر کا کبھی کہا نہ مانا نہ ان کے حقوق کا کچھ خیال کیا آخر وہ ہلاک ہوئی اور جب تک دنیا قائم ہے وہ اپنی بددیانتی کی وجہ سے رسوا اور ذلیل رہے گی۔ واہلہ اپنے شوہر کی جانب کبھی متوجہ نہ ہوتی تھی اور نہ ان کے ادب کو ملحوظ رکھتی تھی بلکہ ان کی ہر خدمت سے پہلو تہی اور بددلی کا اظہار کرتی رہتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اپنی دنیا اور آخرت خراب کر لی اور اب وہ اپنے کئے کا ہمیشہ بھگتان بھگتے گی اور دوزخ کے عذاب سے کبھی رہائی نہ پا سکے گی اس کا بیٹا کنعان بھی طوفان میں ہلاک ہوا کیونکہ یہ دونوں کشتی پر سوار ہونے سے باز رہے اگر چہ نوح علیہ السلام نے بہت کچھ نصیحت فرمائی اور اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا۔

---

[1] ترجمہ: خدا نے کافروں کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے۔ یہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں۔ دونوں نے اپنے شوہروں کی خیانت کی تو ان کے شوہر خدا کے مقابلہ میں ان کے کام نہیں آئے اور ان سے کہا گیا کہ اور داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں داخل ہو۔ (سورۂ تحریم پارہ ۲۸) اس آیت میں خیانت سے بدکاری مراد نہیں ہے مؤلف''

[2] جامع التواریخ ۱۲،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَابُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِيْنَ[1] "اے فرزند ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور خیانت کرنے والوں (کافروں) کا ساتھ نہ دے" مگر اس نے نہ مانا اور یہ جواب دیا سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاءِ "میں ایک پہاڑ کی جانب پانی سے پناہ لوں گا"۔

اس بیٹے کا نام بعض مؤرخین نے یام بعض نے رائع اور بعض نے کنعان لکھا ہے۔ غرض دونوں نذر طوفان ہوئے اور اپنے کیے کی سزا پائی۔

علامہ[3] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نوح بن لمک نے اپنا نکاح عزرہ بنت ہراکیل بن محویل بن خنوخ بن قین سے کیا۔ اس سے تین بچے حام، سام اور یافث پیدا ہوئے اور نوح علیہ السلام اپنی قوم کو نصیحت کیا کرتے تھے مگر یہ قوم ان پر ہنستی اور ان کی سبکی کیا کرتی تھی اور اس زمانہ میں کوئی شخص بھی دنیا میں ایسا نہیں رہا تھا جو بُری باتوں سے انسان کو روکتا اور اچھی باتوں پر لگاتا۔ تب نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے اور انہوں نے نصیحت شروع کی۔ ان کی بیوی بھی در پردہ قوم کفار سے اتفاق رکھتی تھی اور بظاہر مسلمان بنی ہوئی تھی۔

مفحمات[4] القرآن للسیوطی میں نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام واہلہ لکھا ہے مگر "جامع التواریخ" و "روضۃ الصفا" میں اس کا نام واعلہ درج ہے۔ مورخ ابن جریر طبری کا بیان ہے کہ طوفان کے بعد نوح علیہ السلام کی جو اولاد ہوئی اسی سے دنیا آباد ہوئی۔ اس وقت تک ان کی بیوی زندہ اور کشتی پر سوار ہو کر نجات پانے والوں میں تھی اور اس کا نام عمر ورہ تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نوح علیہ السلام کی یہ دوسری اور ایماندار بیوی ہو جس سے اولاد نوح کا وہ سلسلہ جاری ہوا جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ۔ "اور ہم نے نوح کی ذریت کو دنیا میں باقی رکھا" اور باقی سب لوگ نذر طوفان ہوئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ طوفان ساری دنیا میں آیا تھا مقامی نہ تھا اور اب جس قدر آدمی دنیا پر ہیں یہ حام، سام، یافث کی اولاد سے ہیں اور وہ ماں بیٹے جو نذر طوفان ہوئے مشرک و نافرمان رہے۔ ان کا سلسلہ بھی باقی نہیں رہا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

---

[1] سورۂ ہود پارۂ دوازدہم ۱۲

[2] روضۃ الصفا جلد اول صفحہ ۱۹۔ ۱۲،

[3] تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول ۱۲،

[4] مطبوعہ مصر ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرورہ

(زوجۂ نوح علیہ السلام)

نوح علیہ السلام دنیا میں وہ پہلے نبی ہیں جو عذاب سے اپنی قوم کو ڈرانے اور ان کو توحید کی طرف بلانے کے لیے نبی کیے گئے۔ اولوالعزم نبیوں میں ہیں۔ قرآن شریف میں کئی جگہ آپ کا ذکر مذکور ہے۔ آپ نے اپنا نکاح عمرورہ سے کیا جو قابیل کی اولاد میں ہے۔ عمرورہ کے باپ کا نام ہرا کیل ہے اور اس کا نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

عمرورہ بنت ہرا کیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم علیہ السلام۔ نوح علیہ السلام جب پانچ سو برس کے ہوئے تو عمرورہ کے بطن سے ان کے تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ سام، حام، یافث۔ تینوں مسلمان اور نوح علیہ السلام کے فرمانبردار تھے۔ ابن اثیر اور ابن جریر دونوں نے نوح علیہ السلام کی بیوی کا نسب ایک ہی لکھا ہے نام میں اختلاف ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کاتب کا سہو ہو اور عمرورہ کو عرزہ لکھا گیا ہو یا عرزہ کو عمرورہ مگر اول صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ تاریخ طبری جو ہمارے مطالعہ میں ہے نہایت صحیح اور بڑے اہتمام سے طبع کی گئی ہے اور تاریخ کامل مصر کی معمولی چھپی ہوئی ہے جس کے مقابلہ میں اول الذکر کو ترجیح دینا بالکل عقل کے موافق ہے۔

علامۂ طبری نے نوح علیہ السلام کی ایک اور بیوی کا اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ مجھ سے حارث نے بروایت ابن سعد مرفوعاً بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام نے ”بنی قابیل“ میں ایک اور عورت سے عقد کیا اس کے بطن سے نوح علیہ السلام کا ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بوناظر تھا۔ توریت میں ہے کہ ایک مقام تھا جس کو معلول شمسا کہتے تھے وہاں یہ لڑکا پیدا ہوا۔ ممکن ہے کہ وہ عورت جو قابیل کی اولاد میں تھی واہلہ ہو جو حضرت نوح علیہ السلام کے خلاف تھی اور یہی طوفان میں ہلاک ہوئی جس کا حال اس سے قبل لکھا جا چکا ہے اور عمرورہ و عرزہ دراصل ایک ہی عورت ہے۔ یہ محض تغیر کتاب ہے۔

---

۱ طبری جلد اول جزء اول صفحہ ۲۲۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارہ

(زوجۂ اول ابراہیم علیہ السلام)

سارہ ابراہیم علیہ السلام کی پہلی اور بڑی پیاری بیوی تھیں جب تک وہ زندہ رہیں حضرت نے ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کیا۔ بی بی سارہ کی دلداری ہر وقت آپ کو ملحوظ رہتی تھی، اور وہ دنیا کی نہایت حسین وجمیل اور نہایت نیک بخت عورتوں میں تھیں۔ مصر، شام وعرب بلکہ اور ممالک میں بھی ان کی خوبصورت اور نیک سیرتی ضرب المثل ہے۔ وہ جس طرح اپنے حسن و جمال میں بے مثل تھیں اسی طرح خدا کی عبادت اور رضا جوئی میں بھی تمام عمر مصروف رہیں جس روز ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں پھنکوایا اور وہ آگ آپ کی برکت سے سرد ہوگئی تو بابل[1] کے اکثر باشندے آپ پر ایمان لے آئے اور اپنے قدیم دین کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ انہیں میں سے حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت سارہ ہیں۔ سہیلی نے لکھا ہے کہ سارہ ہاران ابن ناحور کی بیٹی تھیں جو ابراہیم علیہ السلام کے بڑے چچا تھے۔ ان کا خاندان ہمیشہ سے بابل میں رہتا تھا حضرت سارہ یہیں پیدا ہوئیں اور وہ اپنے ماں باپ کی بہت دلاری بیٹی تھیں۔ گو ان کا سن اس وقت تک زیادہ نہ تھا مگر اللہ نے بڑی سلیم عقل عطا فرمائی تھی۔

ابھی اس واقعہ کو کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بذریعہ وحی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مصر کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ہوا اور نمرود نے بھی کہلا بھیجا کہ تمہارے مذہبی اثر سے میری بادشاہی تباہ ہو رہی ہے اور رعایا سلطنت کے دباؤ سے نکل کر نبوت کے سایہ میں پناہ لے رہی ہے، بہتر یہ ہے کہ تم بابل کی سکونت کو خیر باد کہو اور جہاں چاہو جاؤ تمہارا خدا حافظ ونگہبان ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے گھر آ کر عزم سفر کیا پھر لوط علیہ السلام کو بلا کر فرمایا کہ تم مجھ پر ایمان لے آؤ اور میرے ساتھ چلو میں یہاں سے بہت جلد ہجرت کرنے والا ہوں۔ لوط علیہ السلام نے

---

[1] بابل مشہور اور قدیمی شہر ہے لیکن موجودہ نقشوں میں اس کا پتہ نہیں چلتا۔ صاحب قاموس الجغرافیہ لکھتا ہے کہ یہ جگہ بغداد کے جنوب میں اس سے تقریباً ۹۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اس کو نمرود ابن کوش نے آباد کر کے اپنا دارالحکومت بنایا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد جو بادشاہ ہوئے انہوں نے بھی اسی کو دارالحکومت رکھا اور اس کو بہت کچھ وسعت دی۔ (قاموس الامکنہ والبقاء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوچھا کدھر جانے کا قصد ہے آپ نے فرمایا اِنِّی ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ (میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں) پھر سارہ سے کہا وہ بھی بخوشی راضی ہوگئیں اور ایمان بھی لے آئیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے والد[1] آزر اور بڑے بھائی ناحور ابن تارح (آزر) اور ان کی بیوی ملکہ اور جو لوگ ایمان لائے تھے وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے اب یہ خدائی قافلہ ملک شام کی طرف سدھارا اور شہر حران[2] میں داخل ہوا۔ یہ ایک قدیم شہر تھا جو طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے آباد کیا گیا تھا۔ یہاں پہنچ کر ایک مدت کے لیے سب رہ پڑے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارہ سے عقد کر لیا اور یہ شرط قرار پائی کہ بعد نکاح دکھ تکلیف[3] نہ دیں گے اور نہ بدزبانی سے پیش آئیں گے۔

علامۂ سدی اور بعض دیگر مورخین کا یہ قول ہے کہ سارہ شاہ حران کی بیٹی تھیں۔ جب آگ سے ابراہیم علیہ السلام صحیح وسلامت نکل آئے تب یہ ایمان لائیں اور شرط مذکور پر باپ کی رضامندی کے خلاف عقد کر لیا لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے بڑے چچا ہاران کی بیٹی اور لوط علیہ السلام کی بہن تھیں۔ توریت سے بھی یہی پایا جاتا ہے اور اکثر مورخین نے اسی کو مانا ہے۔ غرض نکاح کے بعد سارہ نے اپنی عقلمندی اور حسن سیرت سے بہت جلد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مزاج میں دخل پیدا کر لیا۔ یہ حران میں نہایت آرام سے رہنے لگیں مگر جب دو سو پچاس سال کی عمر کو پہنچ کر آزر کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس شہر کی سکونت کو خیر باد کہا اور ملک کنعان کی راہ لی جہاں اللہ نے دولت، زمین، مال، اور اہل وعیال عطا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ ۷۵ برس کی عمر میں آپ سارہ اور لوط علیہ السلام کو لیے ہوئے اس جگہ تشریف لائے جہاں بیت المقدس ہے ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اس مقام کا نام پہلے حرون تھا جسے اب مقام خلیل کہتے ہیں۔ اس کو صابئیہ ہیکل ومشتری کہتے تھے اور متبرک سمجھ کر عود وغیرہ جلاتے تھے اور

---

۱ تاریخ ابن خلدون جلد دوم۔

۲ حران دمشق کے متصل جزیرۂ اقور میں عفر اور رہا کے درمیان ان سے تقریباً ایک دن کی مسافت پر ایک قصبہ ہے۔ مؤلف

۳ تحفۃ المجالس سیوطی

۴ جلد ششم صفحہ ۲۹۹ کتاب الھبۃ عینی شرح بخاری وتوریت باب پیدائش وغیرہ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبرانیوں نے اس کا نام ایلیا یعنی اللہ کا گھر[1] رکھا تھا۔

لیکن ابھی یہاں کے قیام کو کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ سخت کال پڑا جس نے اس مقام کو بھی چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ تو آپ لوط علیہ السلام و سارہ کو لے کر مصر میں تشریف لائے اور ایسی جگہ ٹھہرے کہ کسی کو آپ کے آنے اور رہنے کی کانوں کان خبر[2] نہ ہو کیوں کہ یہاں کا والی بڑا ظالم تھا اس کا نام سنان بن علوان[3] تھا مصر کی سرزمین پر یہ سب سے پہلا فرعون ہوا اور مدت تک زندہ رہا ہے۔

سہیلی نے لکھا ہے کہ اس کا نام عمرو بن قیس بن سبا ہے اور بعض مورخین نے کہا ہے کہ یہ ضحاک کا بھائی سنان بن اہیوب ہے۔ ضحاک نے اس کو مصر کا والی کر دیا تھا اور بعض مورخین نے اس کا نام طولیس لکھا ہے یہ بڑا ظالم تھا اس کی عادت تھی کہ جو مسافر شہر میں آتا اور اس کی بیوی حسین ہوتی تو زبردستی طلاق دلا کر اپنی حرموں میں داخل کر لیتا اور اگر وہ شخص اپنی عورت کو طلاق نہ دیتا تو یہ اسے قتل کر ڈالتا تھا چونکہ حضرت سارہ نہایت حسین اور خوبصورت تھیں اس خوف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بہت مخفی طور پر مصر میں داخل ہوئے اور چھپے چھپے رہنے لگے لیکن حضرت سارہ کے حسن کا شہرہ مصر میں رفتہ رفتہ پھیلنے لگا یہاں تک کہ بادشاہ کو بھی ایک جاسوس کے ذریعہ سے اطلاع پہنچ گئی کہ آج کل ایک شخص یہاں آیا ہوا ہے جس کے ساتھ ایک بڑی خوبصورت عورت ہے اس حسن و جمال اور چال ڈھال کی عورتیں بہت کم دیکھنے میں آئی ہیں۔ وہ اس قابل ہے کہ حضور کی خدمت میں رہے۔ یہ سنتے ہی سنان نے ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں اپنے ایک خاص معتمد کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ ہم نے سنا ہے تم یہاں ایک عرصہ سے رہتے ہو اور تمہارے ساتھ ایک نہایت حسین عورت بھی ہے بہتر ہوگا کہ اسے بنا سنوار کے فوراً ہماری خدمت میں بھیج دو۔ اس حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہونے پائے۔ ابراہیم علیہ السلام نے سارا قصہ سارہ سے بیان کیا اور کہا کہ عدول حکمی میں مجھے اپنی اور تمہاری دونوں کی جان کا خوف ہے۔ بسم اللہ پڑھ کے بے کھٹکے جاؤ خدا حافظ ہے۔ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس ہدایت کے بعد ابراہیم علیہ السلام نماز

---

[1] جزء ثانی تاریخ ابن خلدون ۱۲

[2] روضۃ الصفا جلد اول و تاریخ طبری جلد اول جزء اول وغیرہ ۱۲۔

[3] پورا نسب نامہ یہ ہے: سنان بن علوان بن عبید بن عویج بن عملاق بن لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے واسطے کھڑے ہو گئے۔ حضرت سارہ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر دعا مانگی اور کہا اے خدا میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں تو مجھ پر کافر کو قابو نہ دینا۔ نماز اور دعا سے فراغت کر کے اسے لو لگائے ہوئے اس معتمد کے ساتھ فرعون کے سامنے پہنچیں۔ اس کی نگاہیں حضرت سارہ کے حسن کی چمک دمک سے چوندھیا گئیں۔ بے اختیار ہو کر ان کی طرف ہاتھ بڑھائے مگر دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھ کر رہ گئے اور خود بخود اس قدر گلا[1] گھٹنے لگا کہ شدت تکلیف سے زمین پر تڑپنے اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا پھر حضرت سارہ سے بہ عاجزی کہنے لگا کہ اپنے معبود سے التجا کر کے مجھے جلدی اس مصیبت سے چھڑا تیرے خدا کی قسم میں اب تجھے ستانے کا ارادہ نہ کروں گا۔ سارہ علیہا السلام نے اسی وقت دعا کی اے میرے خدا اگر یہ سچ کہتا ہے تو اسے نجات دے وہ اسی وقت اپنی اصلی حالت پر آ گیا تین دفعہ اس کی نیت میں فتور آیا مگر ہر بار ایسی ہی تکلیف میں مبتلا ہو کر آخر کو اپنے ناپاک ارادہ سے باز[2] رہا۔ اس واقعہ سے اس کے دل پر دہشت چھا گئی پھر اس منحوس جاسوس کو بلا کر کہا کہ تو میرے پاس انسان کو نہیں لایا بلکہ شیطان کو لے آیا ہے اسے لے جا اور ہاجرہ میں نے اس کی خدمت کے لیے دی۔ اب حضرت سارہ بی بی ہاجرہ کو ساتھ لیے ہوئے خوش خوش اپنے گھر واپس آئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے آہٹ پاتے ہی نماز ختم کی اور اشارہ سے پوچھا؟ کہو کیسی گزری۔ حضرت سارہ نے کہا:۔

"رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ وَالْفَاجِرِ وَاَخْدَمَنِيْ هَاجَرَ ط

"یعنی لوٹایا اللہ نے مکر کافر فاجر کا اس پر اور مجھے اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ[3] دی ہے"۔

پھر سنان نے حضرت ابراہیم کی خدمت میں حکم بھیجا کہ اب آپ جلدتر مصر سے چلے جایئے اور[4] یہاں نہ رہیے چنانچہ حضرت مصر سے نکل کر سارہ اور ہاجرہ کو لیے ہوئے سرزمین فلسطین میں چلے آئے اور مقام سبع میں قیام فرمایا۔[5]

۱؎ یہ سب واقعات بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث سے لئے گئے ہیں ۱۲۔

۲؎ جلد اول تاریخ کامل ابن اثیر و عینی شرح بخاری وغیرہ ۱۲۔

۳؎ مزید تفصیل ہاجرہ کے بیان میں آئے گی۔

۴؎ عینی شرح بخاری جلد ششم صفحہ ۳۵۲ مطبوعہ اسلامبول ۱۲

۵؎ تفسیر خازن جلد سوم صفحہ ۳۴۷ عینی شرح بخاری کتاب الانبیاء و تاریخ طبری وغیرہ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض سبع میں پہنچ کر آپ نے زراعت کا کام شروع کیا اور چند ہی روز میں اللہ نے وہ برکت دی کہ ابراہیم علیہ السلام بہت سے مویشی اور زمین کے مالک ہو گئے۔ متعدد غلام اور نوکر چاکر کے آقا بن گئے۔ آپ نے یہاں ایک کنواں بنوایا اور ایک مسجد تعمیر کرائی کیونکہ آپ سمجھ چکے تھے کہ اب عمر بھر یہیں رہنا ہے لیکن چند روز کے بعد سبع کے لوگوں نے بہت پریشان کیا اور آپ کے کنوئیں پر قبضہ کر لیا تب تنگ آ کر نکلنا پڑا۔ پس آپ سارہ اور ہاجرہ کو لے کر قط میں آ رہے یہ شہر ایلیا (بیت المقدس) اور رملہ کے درمیان میں واقع[1] ہے۔ یہاں ہر طرف سے ابراہیم علیہ السلام اور سارہ کو اطمینان اور فراغ حاصل تھا اور مصر سے نکلے ہوئے دس سال کا زمانہ گزر چکا تھا لیکن سارہ بانجھ ہونے کی وجہ سے اولاد کی نعمت سے اب تک محروم رہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم سے اولاد دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ آخر سارہ نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ مجھے تو اولاد کی طرف سے ناامیدی ہو چکی ہے آپ ہاجرہ سے عقد کر لیجئے کہ اللہ نے اولاد دینے کا وعدہ فرمایا ہے تو شاید اسی سے کوئی اولاد ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ کی خواہش کے موافق بی بی ہاجرہ سے عقد کر لیا خدا کی شان کہ ایک سال بعد ہی ان کے بطن سے اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے لیکن اس ولادت سے جس قدر خوشی ہوئی تھی تھوڑے دن کے بعد حضرت سارہ کو اسی قدر رنج بھی پہنچا کیونکہ انہیں اپنے بانجھ ہونے پر بہت افسوس رہنے لگا اور وہ بے اولادی کے غم سے بہت افسردہ رہنے لگی تھیں مگر چند سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی خوشی دکھائی اور اسحٰق کے پیدا ہونے کی خوش خبری سنائی جس کو ہم یہاں کسی قدر تفصیل سے لکھتے ہیں۔

قط میں مستقل قیام فرمانے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت ہو گئی تھی کہ وہ روزانہ چند مہمانوں کے ساتھ کھایا کرتے تھے لیکن ان دنوں تقریباً ۱۵ روز سے کوئی مہمان نہ آیا۔ حضرت بہت دل گرفتہ اور رنجیدہ ہوئے اور گھر سے باہر نکل کر اس انتظار میں کھڑے تھے کہ شاید کوئی مہمان نظر آئے تو لے آئیں۔ ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ تین شخص نظر آئے ان کے چہروں سے انسانی اوصاف سے بالاتر متانت و وجاہت نمایاں تھی۔ اس رعب و داب اور حسن و جمال کے مہمان ابراہیم علیہ السلام نے کبھی کاہے کو دیکھے تھے۔ ان کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر آپ نے بڑھ کے استقبال کیا اور تینوں نے آپ کو سلام کیا۔ یہ تینوں نووارد مہمان اصل میں جبرائیل، اسرافیل، میکائیل

---

[1] معجم البلدان یاقوت حموی جلد ۷ مطبوعہ مصر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرشتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا کہ حضرت کی خدمت میں انسانی صورت میں حاضر ہوں۔ آپ انہیں دیکھ کر بہت ہی مسرور ہوئے اور سلام کا جواب دے کر خوش خوش اندر لے آئے۔ جب وہ بیٹھ چکے تو آپ نے گائے کے ایک موٹے تازے بچھڑے کو ذبح کر کے گرم گرم پسندے تیار کئے اور اس وقت سامنے لاکر رکھے لیکن مہمانوں نے کچھ رغبت نہ کی اور نہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ آپ نے اصرار کیا مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ حضرت ابراہیم اپنے دل میں ڈرے کیونکہ اس زمانہ میں جو لوگ کسی کے یہاں برے ارادے سے آتے تھے وہ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ فرشتے بھی سمجھ گئے کہ حضرت کو بمقتضائے بشریت خوف ہوا انہوں نے کہا آپ ڈریے نہیں ہم فرشتے ہیں۔ لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ اسے ہلاک کریں اور آپ کو بطن سارہ سے فرزند ہونے کی خوشخبری سنائیں۔ حضرت سارہ بھی اپنے مہمانوں کو کھانا کھلانے کی خاطر آ کھڑی ہوئی تھیں یہ سن کر بے اختیار ہنس پڑیں۔ حضرت سارہ کی عمر اس وقت ۹۰ برس اور ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس کی ہو چکی تھی۔ اپنے بڑھاپے پر افسوس اور تعجب کر کے کہنے لگیں میں بوڑھی ہوں اور میرا شوہر بھی بوڑھا ہے۔ یہ ایک عجیب بات کہتے ہو جو دنیا کی عادت کے خلاف ہے۔ اب میں کیا لڑکا جنوں گی۔ فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی قدرت پر آپ تعجب کرتی ہیں۔ یہ تو کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ آپ لوگوں پر تو اللہ کی رحمت اور برکت خاص ہے اور وہ بڑا بزرگ معبود اور ہر فعل پر قادر ہے۔ یہ کہہ کر فرشتے تو چلے گئے اور سارہ نہایت مسرت اور خوشی سے بیٹے کی ولادت کا انتظار کرنے لگیں اور اسی خوشگوار دھن میں اپنا عزیز وقت گزارنے لگیں۔
چنانچہ چند ماہ بعد ہی حاملہ ہوئیں اور ابھی اس واقعہ کو ایک ہی سال کا عرصہ گزرا تھا کہ اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ان کی ولادت سے جو کچھ خوشی حضرت سارہ کو ہوئی ہوگی اور جو محبت ان کو اپنے اس اکلوتے بیٹے سے ہوگی وہ ظاہر ہے وہ بڑے لاڈ پیار سے پالے گئے اور ان کی خاطر پیاری ماں کو بے حد عزیز تھی یہاں تک کہ ایک روز اسحٰق علیہ السلام و اسمٰعیل علیہ السلام سے لڑائی ہوئی تو حضرت سارہ نے ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام کو گھر سے نکلوا دیا اور اب اپنے باپ کی تمام جائیداد کے مالک اسحٰق علیہ السلام ہی تھے یہاں تک کہ وہ جوان ہوئے اور ان کی شادی اور اولاد ہوئی۔
بی بی سارہ نے بیٹے اور بہو اور پوتے تک کی بہار دیکھی۔ اور بڑے عیش و آرام سے زندگی گزاری۔ ایک سو ستائیس یا ایک سو تیس سال کی عمر کو پہنچ کر وہ سخت بیمار ہوئیں۔ آخر یہی بیماری ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے موت کا پیام ثابت ہوئی اور انہوں نے ہمیشہ کے لیے ابراہیم و اسحٰق علیہ السلام کو داغ مفارقت دیا اور دنیا سے کنارہ کیا۔ آپ کی وفات کے وقت حضرت اسحٰق کی عمر ۷۰ سال کی تھی۔ ان کو اور حضرت ابراہیم دونوں کو سارہ کے مرنے کا جس قدر صدمہ ہوا ہو تھوڑا ہے۔

ابراہیم نے عفرون بن صحر نامی ایک شخص سے مقام جرون میں ایک سرسبز و شاداب زمین کا ایک قطعہ چار سو مثقال چاندی میں خرید کر اس میں بی بی سارہ کو دفن کیا۔

حضرت کو بی بی سارہ سے بے حد محبت تھی کیونکہ وہ نہایت حسین اور نیک سیرت و باعصمت اور عقلمند بیوی تھیں۔ انہوں نے جس طرح ایمان لا کر خدا کو خوش کیا اسی طرح فرمان برداری اور عفت مآبی سے دنیا میں وہ عزت پائی جو ہمیشہ زندہ اور ہر شریف خاتون کے لیے سبق آموز رہے گی۔ سعدی

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاجرہ
(مادر اسمٰعیل علیہ السلام)

حضرت ہاجرہ کو آجر اور ہاجر و آجرہ بھی کہتے ہیں مگر اصل نام عبرانی زبان میں ہاغار تھا۔ ان کی اصل مصر کے شہر حفن سے ہے۔ اس شہر کے مضافات میں ایک قریہ بنام ام العرب اور بقول اسحاق[1] ام دفین ہے وہاں پیدا ہوئیں اور بعض نے کہا ہے کہ ہاجرہ کی اصل شہر عین شمسی سے ہے جس کا نام اب مطریہ ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ ام العرب ہی کو بی بی ہاجرہ کے مولد ہونے کا فخر حاصل ہے چنانچہ مورخ ابن خلکان ابو اسحاق ابراہیم بن یحییٰ بن عثمان بن محمد کے تذکرہ میں ابونواس کے اس شعر کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

طَوَالِبُ بِالرُّكْبَانِ غَزَّةَ هَاشِمٍ
وَبِالْفَرَمَاءِ مِنْ حَاجِهِنَّ شُقُوْرٌ

ترجمہ: جو عورتیں قافلہ کے ساتھ غزوۂ ہاشم کو جاتی ہیں اور فرما میں بڑے بڑے کام ان کا انتظار کر رہے ہیں۔

ابونواس کے شعر میں دو لفظ تفسیر کے محتاج ہیں فرما بفتح فا و رائے مہملہ بڑا شہر ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں دیار مصر کا دارالحکومت تھا۔ اس علاقہ میں ایک گاؤں ام العرب ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہاجرہ یہیں کی تھیں۔ فرما ریگستان کے شروع میں سائح اور مصر کے درمیان میں ایک مشہور منزل ہے۔ یہ اس شخص کے بائیں ہاتھ پر رہ جاتا ہے جو مصر کے ساحل بحر قلزم پر شام کی جانب جاتا ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہ مقام ویران پڑا ہے کھنڈروں کے ایک اونچے ڈھیر کے سوا اور کچھ باقی نہیں ہے۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تو عرب کے باپ ہیں اور ان کی ماں اس گاؤں کی رہنے والی ہیں جس کا نام ام العرب[2] ہے۔

---

[1] کتاب لطائف اخبار الاول فی من تصرف فی مصر من ارباب الدول۔ مطبوعہ مصر ۱۲

[2] تاریخ ابن خلکان جلد اول مطبوعہ ایران۔ "قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحْتُمْ مِصْرَ فَاسْتَوْصُوْا بِاَهْلِهَا خَیْرًا فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا۔ یعنی ولادت ہاجرہ" ترجمہ: فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم مصر فتح کرو تو اس کے باشندوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کیونکہ ان کا حق اور صلۂ رحم (تم پر فرض) ہے۔ یعنی ہاجرہ کے مولد ہونے کی وجہ سے کامل ابن اثیر جلد اول صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مورخین کے ایک بڑے گروہ نے لکھا ہے کہ وہ قبطیہ اور سنان بن علوان بادشاہ مصر کی لونڈی تھیں لیکن یہ امر تحقیق کے خلاف اور نہایت افسوسناک اتہام ہے اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے وہ بڑی غلطی میں مبتلا ہیں کیونکہ کسی ذریعہ سے ان کا لونڈی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت سے جو حدیث صحیح بخاری میں آئی ہے اول تو وہ مرفوع نہیں بلکہ حضرت ابوہریرہ تک موقوف ہے اس کے سوا ابن سعد کی روایت طبقات کبیر میں اور حافظ ابونعیم کی روایت میں بھی وقف ہے۔ دوسرے یہ کہ بخاری کی تینوں روایتوں کے الفاظ کتاب البیع، کتاب الانبیاء کتاب النکاح اور نیز مسلم فضائل کی روایت میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے ہاجرہ کے سریہ (غنیمت جنگ میں حاصل شدہ) یا ملک یمین (خرید شدہ) ہونے کا ادنیٰ شائبہ بھی پایا جائے۔ کتاب البیع میں (اخدم ولیدہ) ہے اور ولیدہ اس لڑکی کو کہتے ہیں جو خدمت کرے اور خادمہ اور لونڈی میں بڑا فرق ہے اور کتاب الانبیاء میں (اخدم ہاجرہ) ہے یہاں بھی ہاجرہ کا خدمت میں دیا جانا ان کی غلامی کو ثابت نہیں کرتا۔ یہی حال کتاب النکاح والی روایت کا ہے کہ اس میں (اخدمنی ہاجرہ) اور ''صحیح مسلم'' کی روایت میں (اخدمنی خادماً) ہے اور ان الفاظ سے ہاجرہ کا لونڈی باندی ہونا ثابت نہیں ہوتا پھر ایسا سمجھ لینا محض بے بنیاد بدگمانی اور ایک ایسی بے اصل بات ہے جس کو تحقیق اور اصلیت سے کوئی لگاؤ نہیں اور یہ بھی خیال رہے کہ یہ اصل الفاظ نہیں جو سارہ نے کہے تھے کیونکہ ان کی زبان عربی نہیں بلکہ عبرانی تھی اور روایتوں میں نقل بالمعنی[1] ہوتی ہے۔ اس زمانہ کے حالات پر جو ہم نظر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ لونڈی غلام دو طرح پر ہوتے تھے۔ ''شرا'' (خرید) سے اور ''غنیمت جنگ'' سے یعنی یا تو وہ لونڈی، غلام ہوتے تھے جو لڑائی میں اسیر ہو کر آتے تھے اور وہ (شیبوث حرب) کہلاتے تھے یعنی ''غنیمت جنگ سیف'' یا وہ لونڈی اور غلام کہلاتے تھے جو خرید کئے جاتے تھے اور ان کو (مقنث کسف) کہتے تھے۔ یا ان کی اولاد لونڈی اور غلام ہوتی تھی۔ وہ (ولید بایث) یعنی ولید البیت یعنی ''خانہ زاد'' تھے حضرت ہاجرہ علیہا السلام ان سب باتوں سے پاک تھیں پھر وہ کیونکر لونڈی ہو سکتی تھیں ان کو لونڈی کہنا بہتان عظیم[2] ہے۔

---

[1] حجۃ الظاہرہ فی حریۃ الہاجرہ۔ تہذیب الاخلاق جلد سوم از نواب اعظم یار جنگ مرحوم مطبوعہ لاہور ۱۳۱۴ء صفحہ ۱۰۸

[2] النصوص الباہرہ فی حریۃ الہاجرہ خطبات احمدیہ جلد اول مطبوعہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ پریس ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقاتل کا بیان ہے کہ وہ ''ہود علیہ السلام'' کی اولاد میں تھیں اور ضحاک نے کہا ہے کہ وہ والی منف کی بیٹی تھیں اور ان کی ماں کا نام قیلہ ہے۔ قیلہ کاہل بن عدرہ بن معد بن قضاعہ یا راقم بنت عمر بن حفصہ کی بیٹی تھیں[1] اور سفر ایشار میں جو یہودیوں کی ایک معتبر تاریخ ہے لکھا ہے کہ بابل دار السلطنت نمرود میں جہاں ابراہیم علیہ السلام وسارہ کے خاندان کے لوگ رہتے تھے۔ ایک شخص حکیم ہنرمند، ذکی جو اکثر علوم میں کمال رکھتا تھا۔ اس کا عبرانی نام رقیوت تھا مگر اپنی گمنامی اور تنگدستی میں رہنا نامناسب سمجھ کر مصر چلا آیا وہاں کے باشندوں پر جو اس کی لیاقت و دانش مندی کی شہرت پھیلی تو بادشاہ مصر نے براہ قدر دانی اعیان سلطنت میں شامل کر لیا۔ رفتہ رفتہ بالکل حاوی اور بالآخر خود مصر کا بادشاہ ہو گیا۔ یہ پہلا شخص ہے جس کا لقب فرعون ہوا۔ حضرت ہاجرہ اسی فرعون کی بیٹی تھیں۔ چنانچہ کتاب برشیث ریاہ (۵۱) میں جو یہود کی مذہبی کتاب ہے لکھا ہے کہ ہاجرہ بادشاہ مصر کی بیٹی تھی اور علامہ قسطلانی نے شرح بخاری صفحہ ۸۲ جلد چہارم میں لکھا ہے "وَكَانَ اَبُوْاجِرَةَ مِنْ مُلُوْكِ الْقِبْطِ مِنْ حَفْنٍ (بفتح الحاء المهملة وسكون القاف) قَرْيَةٌ مِصْرِ۔

ترجمہ: تھا باپ ہاجرہ کا بادشاہان قبط میں سے حفن (کا رہنے والا) جو قریہ ہے مصر میں''۔ اور پھر جلد ۵ صفحہ ۲۷۹ میں لکھا ہے "وَكَانَ اَبُوْهَاجِرَةَ مِنْ مُلُوْكِ الْقِبْطِ یعنی ہاجرہ کا باپ شاہان قبط سے تھا''۔

ایسا ہی ''تاریخ طبری'' اور ''تاریخ خمیس'' سے بھی معلوم ہوتا ہے مگر ان مورخوں نے لکھا ہے "قَبْلَ ذٰلِكَ الْمِلْكِ" یا "قَبْلَ الرِّقِ" مگر اس کے کیا معنی کہ وہ اس سے پہلے بادشاہ کی بیٹی تھیں'' کیا مملوکیت سے بادشاہ کی بیٹی ہونا باطل ہو گیا۔ توریت کے صحیفہ اول باب ۱۶ پسوق (آیت ۳) سے ظاہر ہے کہ حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی تھیں اور وہی لفظ ''سارہ'' کی نسبت لکھا ہے یعنی ایشا جورو پھر اسی باب ۱۶ میں لکھا ہے کہ سارہ نے ہاجرہ کو ابراہیم علیہ السلام کی زوجیت میں دیا۔ پس ہمارے یہاں کے جن مورخین ورواۃ نے حضرت ہاجرہ کو لونڈی لکھا ہے وہ ان سے تسامح[2] ہوا ہے۔

علامہ ابن ہشام نے کتاب التیجان میں بحوالہ ابن قتیبہ اور ابن قتیبہ نے کتاب المعارف

---

[1] عینی شرح بخاری صفحہ ۳۵۴ کتاب الہبۃ بروایت ابن کلبی وہمدانی ۱۲۔

[2] دیکھو صفحہ ۱۰۸ تا ۱۲۷۔ خطبات احمدیہ مطبوعہ انسٹیٹیوٹ پریس ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۷ء ۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لکھا ہے کہ حران سے رخصت ہو کر جب ابراہیم علیہ السلام سرزمین اردن میں پہنچے تو یہاں صادوف بادشاہ تھا۔ اس نے بی بی سارہ پر ہاتھ ڈالنا چاہا اور جب وہ ناکام رہا جیسا کہ سارہ کے بیان میں گزر چکا ہے تو اس نے اپنی بیٹی ہاجرہ کو ابراہیم علیہ السلام کے حوالہ کر دیا[1]۔ صادوف غالباً لقب ہے اور اس کا نام عبرانی زبان میں رقیون اور عربی میں سنان بن علوان ہے اور مصر کا دارالسلطنت علاقۂ اردن ہی میں بمقام منف ہوگا۔ اردن مصر سے بالکل متصل ہے بلکہ مصر میں شامل سمجھا جاتا ہے (ولپی شلوموالحق) مفسر توریت نے کتاب پیدائش کے سولھویں باب کی پہلی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ فرعون کی بیٹی تھی جب دیکھا (فرعون نے) ان کرامات کو جو سارہ سے ظاہر ہوئیں تو کہا کہ بہتر ہے کہ رہے میری بیٹی اس کے گھر میں خادمہ ہو کر اس سے کہ ہو دوسرے کے گھر میں ملکہ پھر رخصت کے وقت فرعون نے ہاجرہ کو بھی سمجھایا کہ تیرا ان کے پاس رہنا تیرے لیے میرے پاس رہنے سے بہتر ہے۔ ہاجرہ اگرچہ ایک بادشاہ کی بیٹی اور نہایت ناز پرورده تھیں لیکن اللہ نے ان کو بڑی عقل سلیم عطا فرمائی تھی اور اپنے ماں باپ کی اطاعت گزاری کو وہ فرض سمجھتی تھیں اور جو رقیون کا خیال تھا وہی انہوں نے بھی سمجھ لیا کہ یہ دونوں بزرگ اور صاحب برکت ہیں۔ ان کی خدمت میں رہ کر تعلیم و تربیت بھی اچھی ہوگی چنانچہ وہ حضرت سارہ کے ساتھ ہولیں۔ سارہ خوش خوش ان کو اپنے گھر لے آئیں اور سارا قصہ ابراہیم علیہ السلام سے بیان کیا۔ آپ نے اللہ کا بہت شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد جب مصر سے ہجرت کا ارادہ کیا تو فرعون نے ان کے لیے پیادے مقرر کیے تاکہ بحفاظت پہنچا دیں چنانچہ یہ سب لوگ بہ آرام و اطمینان مال و اسباب اور لونڈی غلام اور مواشی کو لیے ہوئے جو فرعون نے آپ کو دیئے تھے بخیر و خوبی مقام سبع میں پہنچ گئے۔ جہاں آپ نے پہلے سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس وقت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ کی بدولت دولتمند و مالدار ہو گئے چنانچہ توریت میں لکھا ہے:-

''اور کوچ کیا ابراہیم علیہ السلام نے مصر سے اس نے اور اس کی بیوی نے مع کل مال کے اور مع لوط علیہ السلام کے شمال کی طرف''[2]۔

اب ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل بیت فراغت اور اطمینان سے رہنے لگے تھے لیکن سبع

---

[1] عینی شرح بخاری و تفسیر خطیب شربینی۔۱۲

[2] توریت کتاب پیدائش باب ۱۳ آیت ۱۔۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باشندوں نے پریشان کیا اور آپ کے بنائے ہوئے کنوئیں پر قبضہ کرلیا تب آپ قط میں جا رہے ان دونوں کی یکجائی کی برکت سے۔ ہاجرہ کی بہت حالت بدل گئی۔ عقل سلیم اللہ نے پہلے ہی دے رکھی تھی۔ اب جو ایک نبی کی تربیت و تعلیم و نگرانی حاصل ہوئی تو طبیعت کی پہلے سے زیادہ اصلاح ہوگئی۔ وہ نہایت نیک بخت فرمانبردار لڑکی ثابت ہوئیں۔ سارہ کو سب کچھ خدا کا دیا حاصل تھا لیکن بے اولادی نے افسردہ بنا رکھا تھا۔ دس سال تک تو محروم ہی رہیں آخر کو حضرت سارہ نے اپنے عزیز شوہر سے کہا کہ ''ہاجرہ ایک کمسن صورت دار نازنین عورت ہے اسے اپنی خدمت میں قبول فرمایئے اور نکاح میں لایئے شاید اللہ آپ کو اس سے کوئی اولاد دے''۔

ان کا سن ۸۶ برس کا ہو چکا تھا اور اولاد کی کوئی امید نہ تھی اگرچہ وہ ایک دفعہ دعا بھی مانگ چکی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اولاد دینے[1] کا وعدہ بھی فرمایا تھا لہٰذا وہ سوچیں کہ شاید یہ اولاد ہاجرہ ہی کے بطن سے ہونے والی ہو چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی چہیتی بیوی سارہ کی اجازت سے بی بی ہاجرہ کو زوجیت کی عزت بخشی۔ خدا کی شان کہ ایک سال کے بعد وہ حاملہ ہوئیں۔ اب ان کو بے حد مسرت تھی کہ میرے بطن سے جو اولاد ہوگی تو میں اور زیادہ محبوب ہو جاؤں گی لیکن سارہ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ ہاجرہ اب مجھے حقیر سمجھنے لگی ہے تب ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ یہ ناانصافی جو مجھ پر ہوئی ہے آپ کے ذمہ ہے کہ میں نے اپنی خادمہ آپ کو بخشی اور اب جو وہ حاملہ ہوئی تو مجھے ذلیل خیال کرنے لگی ہے۔ میرا اور آپ کا انصاف خدا کے ہاتھ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اب بھی ہاجرہ کو اپنی خادمہ سمجھو اور جو مناسب ہو وہ کرو تو سارہ نے ہاجرہ پر سختی شروع کی یہاں تک کہ مجبوراً ان کو گھر چھوڑنا پڑا اور وہ بھاگ کر ایک میدان بیابان میں چلی گئیں۔ تھکی ماندی تھیں ایک چشمہ پر پہنچ کر پڑ رہیں جو صور کی راہ میں تھا۔

وہاں ان کو خدا کی جانب سے خواب میں الہام ہوا کہ تم پھر واپس جاؤ اور سارہ کے تابع ہو کر رہو اللہ وہاں تمہیں بیٹا دے گا اور اس کی اولاد کو اتنی برکت دے گا کہ بے شمار ہوگی اور بیٹے کا نام اسمٰعیل رکھنا۔ انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس گئیں[2]۔ چنانچہ مدت حمل پوری ہونے کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور وحی اتری کہ اس لڑکے کے بارہ بیٹے ہوں گے اور ہر ایک

---

[1] تاریخ طبری جلد اول ۱۲

[2] توریت کتاب پیدائش باب ۱۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹا ایک بڑے سلسلہ کا جدِامجد ہوگا۔ حضرت اسمٰعیل کی ولادت پر اہل بیت نے بے حد خوشی منائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چونکہ یہ پہلوٹنے اور اکلوتے بیٹے تھے وہ ان سے انتہا درجہ کی محبت کرتے اور فرط الفت سے ہر وقت گود میں لیے رہتے پیار کرتے۔ ان کی وجہ سے ہاجرہ کی خاطر بھی رفتہ رفتہ زیادہ عزیز ہوگئی تھی جب یہ عزت اور نعمت بی بی ہاجرہ نے پائی تو حضرت سارہ کو بڑا صدمہ رہنے لگا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی فریاد بھی سنی اور دس سال کے بعد حضرت سارہ حاملہ ہوئیں اور اسحٰق پیدا ہوئے مگر جب حضرت اسحٰق کئی برس کے ہوگئے اور دودھ بھی چھوٹ گیا تھا اور اسمٰعیل علیہ السلام ان سے سن میں بڑے تھے تو دونوں بھائیوں میں باہم کچھ تکرار ہوگئی جیسی کہ دو بچوں میں اکثر ہو جایا کرتی ہے۔ حضرت سارہ کو یہ بات سخت ناگوار گزری پھر تو حضرت ابراہیم کو بہت مجبور کیا اور قسم دے کر کہا کہ اس لونڈی اور اس کے بچہ کو گھر سے نکال دو میں ہرگز اپنے گھر میں اسے نہ رہنے دوں گی بلکہ مجھے یہ بھی منظور نہیں کہ وہ اس بستی میں رہے۔

اس موقع پر حضرت سارہ نے جو ہاجرہ کو لونڈی کہا اس سے یہ استدلال نہیں ہو سکتا کہ درحقیقت وہ لونڈی تھیں بلکہ اسی طرح عورتیں لڑائی میں غصہ سے خصوصاً سوکنیں اور وہ بھی اس وقت جب کہ دو بچوں پر تکرار ہو جائے، حقارت اور ہتک کے فقرے کہہ اٹھتی ہیں اس طرح سارہ نے بھی لفظ امۃ (یعنی لونڈی) کا حضرت ہاجرہ کو کہہ[1] دیا۔

حضرت سارہ کی اس بات سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نہایت ناراض اور متردد ہوئے۔ سارہ جیسی عزیز بیوی کا یہ تقاضا کہ دونوں کو گھر سے نکال دیجئے اور اولاد کی مامتا یہ کہ کسی وقت کلیجے سے جدا نہ کیجئے لیکن اللہ تعالیٰ کو بھی حضرت سارہ کی خاطر عزیز تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تسلی بھی۔

چنانچہ وحی نازل ہوئی کہ آپ انہیں مکہ لے جایئے اور وہیں سکونت کے لیے چھوڑ[2] دیجئے۔

علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ حضرت سارہ کو ولادت اسمٰعیل سے بڑا صدمہ ہوا مگر اس کے سال بھر کے بعد ہی ان کے بطن سے اللہ نے اسحٰق کو پیدا کیا۔ جب یہ دونوں کسی قدر بڑے ہوئے تو ایک جگہ کھیلا کرتے تھے۔ ایک دن آپس میں کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی آخر دونوں میں

---

[1] النصوص الباہرہ، خطبات احمدیہ جلد اول، خطبہ اولیٰ ۔۱۲

[2] تفسیر علامہ خطیب شربینی صفحہ ۱۷۶ جلد دوم سورۂ ابراہیم پارہ سیزدہم ۔۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مار پیٹ کی نوبت آ گئی۔ حضرت سارہ نے غصہ میں آ کر ابراہیم علیہ السلام کو ماں بیٹوں کے نکال دینے کی قسم دی چنانچہ حضرت ابراہیم بی بی ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک خچر پر سوار کر کے ایک توشہ دان میں تھوڑی کھجوریں اور ایک مشکیزہ میں پانی بھر کر روانہ ہوئے اور مکہ کی سرزمین پر مقام حجر میں ایک بڑے سایہ دار درخت کے نیچے چاہ زمزم کے قریب دونوں کو اتار کر ایک جھونپڑی بنا دی اور فرمایا کہ تم یہاں اپنے رہنے کا ٹھکانا کرو اس زمانہ میں مکہ کی سرزمین پر کوئی نہیں رہتا تھا اور دور دور تک بیروں کی جھاڑیوں کے سوا کہیں دانہ پانی کا نام نہ تھا۔

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ موڑا اور بعجلت جدھر سے آئے تھے ادھر ہی پلٹ کر چلے ہاجرہ بی بی نے جو دیکھا ابراہیم علیہ السلام تنہا چھوڑ کر بھاگے جاتے ہیں تو وہ بھی دوڑیں اور کہا آپ مجھے ان بیریوں کی جھاڑیوں میں بے کس و تنہا چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں یہاں نہ کوئی میرا انیس ہے اور نہ کچھ کھیتی باڑی نہ مواشی کا دودھ نصیب ہے نہ پانی اور نہ کچھ سامان۔ ابراہیم تیز تیز چلے جاتے تھے ادھر انہوں نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور نہ کچھ بولے۔ حضرت ہاجرہ نے پھر دو تین دفعہ پکار پکار کر یہی کہا لیکن خاموشی اور سکوت کے سوا کچھ جواب نہ ملا۔ بی بی ہاجرہ نے کہا کیا اللہ نے آپ کو یہی حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا "ہاں"۔

بی بی ہاجرہ "جایئے خدا حافظ اب ہم کو وہ ضائع نہ کرے گا"۔ اتنا کہہ کر اپنے ننھے بچے کے پاس آ بیٹھیں اور سوچنے لگیں کہ اب اس بیکسی میں کیا کروں وہ صبر و شکر کر کے بھوک کے وقت اپنے ننھے معصوم بچے کو دودھ اور پیاس کے وقت مشکیزہ سے پانی پلا دیتی تھیں۔

جب حضرت ابراہیم ایک ٹیکری تک پہنچ گئے اور بی بی ہاجرہ کی طرف سے آڑ ہو گئی تو ٹھہرے ان کا دل بی بی اور بچے کی مفارقت سے بھر آیا۔ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے اور دونوں ہاتھ اٹھا کے عاجزانہ لہجہ میں یہ دعا مانگی:

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝

ترجمہ: اے رب میں نے اپنی اولاد اس جنگل میں بسائی ہے (جہاں) کھیتی بھی نہیں اور جو تیرے متبرک گھر کے نزدیک ہے۔ اے رب تیری نماز قائم کرنے کے لئے پھر تو کچھ لوگوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو میووں کی روزی دے[۱]۔ یہ دعا پوری کر کے ابراہیم علیہ السلام مقام سبع کی جانب روانہ ہو گئے مگر انہیں گئے ہوئے ابھی ایک شب و روز بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ پانی بھی ختم ہو گیا اور کھجوریں بھی۔ ننھے اسمٰعیل پیاس کی شدت سے تڑپنے اور بلکنے لگے۔ ہاجرہ خود بھی پیاس کی شدت اور بچہ کی بیقراری سے غمگین اور بیتاب ہو کر مایوسانہ نظر سے ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔ انہیں اس وقت زمین کے قریب صَفا پہاڑ کے سوا کچھ نہ دکھائی دیا۔ وہ اس پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھنے اور کان لگا کر آہٹ لینے لگیں۔ انہں خیال تھا کہ شاید وادی میں کوئی بستی ہو اور وہاں سے کسی کی آواز سنائی دے یا کوئی نظر آئے مگر بیکسی میں یاس کا امید سے بدل جانا کم دیکھا گیا ہے چنانچہ کوشش اور امید کے خلاف نہ ان کے کانوں نے کوئی آواز سنی اور نہ آنکھوں نے کسی کو دیکھا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ان کو اپنے بچے کے قریب جنگلی درندوں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ گھبرا کر ایک ہاتھ سے پیراہن سنبھالے دوڑتی ہوئی اتر آئیں تا کہ ننھے بچے کی حفاظت کریں[۲]۔ یہاں آ کر کسی جانور کا نام و نشان بھی نہ پایا۔ پھر انہوں نے کوہ مروہ کی جانب کسی کے بولنے کی آواز سنی تو ادھر گئیں۔ اسی طرح سے صفا سے مروہ تک سات چکر لگائے مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ابھی وہ مروہ پر ہی تھیں کہ پھر چپکے چپکے کسی کے بولنے کی آواز سنی۔ یہ سمجھیں کان بجتے ہیں مگر تھوڑے غور کے بعد یقین آ گیا کہ کوئی ضرور بول رہا ہے لیکن نظر نہیں آتا۔

انہوں نے بہت مایوسی کے لہجہ میں کہا اے اللہ تو نے میرے کانوں تک آواز کی بھنک پہنچائی ہے تو میری مدد بھی کر اور ننھے بچے کی جان پر ترس کھا۔ اب میں اور یہ دونوں ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ دونوں تیرے ہی بھروسہ پر اس جنگل میں تنہا چھوڑے گئے ہیں۔ اب جو گردن اٹھا کر دیکھتی ہیں تو سامنے ایک بزرگ صورت کھڑے ہیں (یہ جبرئیل علیہ السلام تھے) اور پوچھتے ہیں اے نیک بخت تو کون ہے اور یہاں تیرا کیوں کر آنا ہوا؟ بی بی ہاجرہ نے کہا:۔

''میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خانہ آباد لونڈی ہوں وہ مجھے اور میرے اس چھوٹے بچے کو یہاں چھوڑ گئے ہیں''۔

جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا:۔

---

[۱] تفسیر علامہ خطیب شربینی جلد دوم صفحہ ۲۴۸ پارہ ۱۳ سورۂ ابراہیم تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول وغیرہ ۱۲۔

[۲] درالمنثور مطبوعہ مصر صفحہ ۵۲۹۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابراہیم علیہ السلام نے تمہیں کس کو سونپا یہاں ان کا کون بیٹھا ہے''۔

ہاجرہ نے جواب دیا:۔

''ہمیں خدا کو سونپا ہے''۔

خدا کے فرشتہ نے کہا:۔تمہیں اسی کا سہارا کافی ہے''۔اور پھر بی بی ہاجرہ کو لے کر اس جگہ آئے جہاں زمزم کا کنواں ہے اور زمین پر ایک ٹھوکر لگائی ٹھوکر لگانا تھا کہ پانی کا ایک چشمہ ابل پڑا۔ یہ قاعدہ ہے کہ ناامیدی اور ضرورت کے وقت نہایت معمولی چیز بھی بڑی نعمت معلوم ہوتی ہے۔بی بی ہاجرہ نے پہلے تو اپنے مشکیزہ کو آنے والی ضرورتوں کے خیال سے جھٹ پٹ بھر کر رکھ لیا پھر نہایت بے صبری کے ساتھ اسمٰعیل کو پانی پلایا اور خود بھی بہت سا پی لیا لیکن وہ چشمہ اب بھی زور کے ساتھ ابلتا اور بڑھتا جاتا تھا اور ہاجرہ کو اس وقت ایک ایک قطرہ کا ضائع جانا ناگوار تھا آخر جلدی جلدی آس پاس گڑھا کھودا اور چاروں طرف مٹی کی مینڈ باندھ[1] دی۔

جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا تم ڈرو نہیں اور نہ اس ملک کے پیاسے باشندوں سے اندیشہ کرنا۔یہ چشمہ یونہی جاری رہے گا اور اللہ کے مہمان ہمیشہ اس سے سیراب ہوں گے اس بچے کے باپ بھی جلد آنے والے ہیں یہ دونوں مل کر اس جگہ ایک گھر خدا کے لیے بنائیں[2] گے۔

بی بی ہاجرہ کو اب اطمینان ہوا تھوڑے دنوں کے بعد قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ اس راہ سے گزرا جو ملک شام کو جا رہا تھا۔اس نے نشیبی مکہ میں منزل کرنے کے لیے پڑاؤ ڈالا اور چند لوگ گھومتے پھرتے پہاڑی پر چڑھے یہاں سے انہیں وادی پر کچھ پرندے منڈلاتے ہوئے دکھائی دیے۔وہ سخت متعجب ہو کر کہنے لگے کہ یہ جانور کیوں منڈلا رہے ہیں۔اس وادی میں تو کہیں پانی کی ایک بوند بھی نہیں۔آؤ ذرا بڑھ کر دیکھیں تو آخر یہ گروہ مقام حجر میں پہنچا تو وہاں ایک عورت ایک دودھ پیتا بچہ اور ایک لبریز کنواں نظر آیا۔یہ لوگ اس ویرانہ میں ان کو دیکھ کر بہت حیران تھے۔پھر پلٹ کر اپنے ساتھیوں میں پہنچے اور جو کچھ دیکھا تھا کہہ سنایا۔اب یہ پورا قافلہ بی بی ہاجرہ کی خدمت

---

[1] حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بسبیل تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔رحم اللہ ام اسمٰعیل لو ترکت زمزم اوقال لولم تعرف من الماء مکانت زمزم بنیًا معینًا۔متفق علیہ۔عینی شرح البخاری کتاب الابشریہ ۱۲

[2] تفسیر خازن پارۂ اول سورۂ بقر۔تاریخ ابن خلدون جلد اوّل۔تاریخ کامل ابن اثیر جلد اوّل وغیرہ۔۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حاضر ہوا اور کہا اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم بھی یہیں رہ پڑیں ہم خلوص اور محبت کا برتاؤ کریں گے ہم آپ کے پانی میں اور آپ ہمارے مواشی کے دودھ میں شریک ہو جائیں لیکن کنوئیں پر مالکانہ قبضہ آپ ہی کا رہے[۱] گا اور ہم آپ کی حفاظت جان و مال کے ذمہ دار ہیں۔ بی بی ہاجرہ نے اس شرط کو خوشی سے قبول کر لیا کیونکہ وہ مدتوں سے یہاں تنہا رہتی تھیں اور اپنے بنی نوع کی صورت دیکھنے کو ترس گئی تھیں۔ ان لوگوں کا آنا ہاجرہ کے لیے بہت غنیمت اور بڑی نعمت تھا چنانچہ یہ لوگ یہیں اتر پڑے اور اپنے بال بچوں کو بھی لے آئے اور حسب ضرورت مکانات بنائے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام انہیں میں پلے۔ انہیں میں بڑھے اور انہیں میں باہمی محبت اور الفت کے رشتے قائم کئے اور اسی خاندان میں اپنا عقد[۲] کر لیا جس کا ذکر آئے گا۔

اس واقعہ کے تقریباً بارہ تیرہ سال بعد حضرت ہاجرہ نے انتقال فرمایا اور مقام حجر میں دفن کی گئیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بنی جُرہم کے ساتھ کفن دفن کے مراسم اپنے ہاتھوں ادا کئے۔

یہ بی بی کس قدر بےنفس و بےجگر تھیں۔ اللہ نے طبیعت میں شوہر کی رضا پر راضی رہنے کا وہ مادہ دیا تھا کہ بےعذری اور ہمت کے ساتھ سنسان بیابان میں رہنا گوارہ کیا۔ البتہ جناب ابرہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہ کی اجازت سے ہر سال ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھنے ایک بار ضرور آیا کرتے تھے۔

---

۱ اشرکنیافی مائک نشرکک فی البانا ۔ یعنی تو ہمیں اپنے پانی میں شریک کر ہم تجھے اپنے دودھ میں۔ تفسیر روح المعانی صفحہ ۲۳۹ جلد چہارم مطبوعہ مصر پارہ سیزدہم سورۂ ابراہیم ۱۲

۲ تفسیر خطیب شربینی صفحہ ۱۷۷ جلد دوم مطبوعہ مصر ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطورا

(زوجۂ ابراہیم علیہ لسلام)

جب تک سارہ زندہ رہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی وجہ سے کسی دوسری عورت سے اپنا عقد نہیں کیا۔لیکن ان کی وفات کی تھوڑی مدت بعد ایک اور عورت کو آپ اپنے نکاح میں لائے جس کا نام قطورا یا قنطورا تھا۔

قطورا کے بطن سے ابراہیم علیہ السلام کے ٦ لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام بترتیب یہ ہیں۔ زمران، یقسان، مدان، ریان، اسباق،سوخ جیسا کہ توریت کتاب پیدائش باب ۲۵ سے ثابت ہوتا ہے۔

توریت میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی سب جائیداد اسحٰق کو دے دی اور دوسری حرموں کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی تھی اس کو کچھ انعام دے کر اپنے جیتے جی پورب کی سرزمین کی جانب بھیج دیا۔تاکہ وہیں سکونت اختیار کریں اور وہیں ان کی نسل پھیلے لیکن قطورا کے علاوہ کسی اور حرم کا نام توریت میں مذکور نہیں ہے گو یہ ضرور پایا جاتا ہے کہ قطورا کے علاوہ اور حرمین بھی آپ کی تھیں۔

قطورا ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے بعد زندہ تھیں مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کب تک حیات رہیں اور کہاں اور کیونکر ان کا انتقال ہوا۔

مورخ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ قطورا یا قنطورا سر زمین کنعان کی رہنے والی تھی اور اس کے باپ کا نام یقطن تھا اور علامہ سیوطی نے نزہت المجالس میں لکھا ہے کہ قطورا سے چار بچے پیدا ہوئے مگر نام نہیں لکھے اور نہ یہ تعداد صحیح معلوم ہوتی ہے جبکہ توریت اور تاریخ ابن خلدون میں چھ بیٹوں کے نام تک مذکور ہیں۔واللہ اعلم بالصواب ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قجورا یا قجین

(زوجۂ ابراہیم علیہ السلام)

علامہ سیوطی نے قطورا کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک اور عورت سے بھی نکاح کیا جس کا نام قجورا تھا۔ اس کے بطن سے ابراہیم علیہ السلام کے سات بیٹے پیدا ہوئے لیکن مورخ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ علامہ سہیلی کا خیال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی ایک تیسری بیوی اور تھیں جن کا نام قجون یا قجین تھا۔ یہ بی بی اہب نامی ایک شخص کی بیٹی تھیں اور طبری اور ابن اثیر نے اہب کو ارہیر یا اہیر لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قطورا کی موجودگی ہی میں جناب ابراہیم نے اس بی بی سے عقد کر لیا تھا اور یہ بھی غالباً سرزمین کنعان ہی کی رہنے والی تھیں۔ اس کے بطن سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام بترتیب یہ ہیں۔ کیسان، فروخ، امیم، لوطان، نافس تو ریت میں اس بی بی کا ذکر مذکور نہیں ہے اور نہ کہیں ان کی اولاد کا نام بیان کیا گیا ہے۔

اور علامہ طبری، بنو قطورا کا ذکر کرتے ہوئے یقشان کے ذکر کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ اور باقی سب لڑکے ابراہیم علیہ السلام کی بیوی قجور نامی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ گویا ابراہیم علیہ السلام کے لڑکوں کی صحیح تعداد اس بنا پر تیرہ ہوئی اور اس میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ اسمٰعیل علیہ السلام جو سب لڑکوں سے بڑے تھے بی بی ہاجرہ سے اور اسحٰق بطن سارہ سے اور چھ لڑکے قطورا سے۔ جیسا کہ توریت میں مذکور ہے اور پانچ لڑکے سہیلی کی روایت کی رو سے قجین یا قجون سے اور علامہ طبری کے بیان کے موافق قجور بنت ارہر کے بطن سے پیدا ہوئے۔ افسوس کہ مزید حالات قجورا یا قجین کے کسی تاریخ سے نہ معلوم ہو سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واعلہ

(زوجۂ لوط علیہ السلام)

اِس عورت کا نام اکثر تاریخ نگاروں کی تحریر کے موافق واعلہ تھا اور ثعالبی نے بروایت باروق ہلفسع نام بھی لکھا ہے وہ صورت کی اچھی مگر سیرت کی بری تھی۔ حضرت لوط کو اس کی ذات سے جو راحت پہنچنی اور جو مدد ملنی چاہئے تھی وہ نہ ملی اس کا ظاہر و باطن یکساں نہ تھا وہ دکھانے کو اپنے شوہر کی فرمانبردار اور مسلمان مگر حقیقت میں منافق اور اپنی قوم کی ہم خیال اور حمایتی بنی رہی۔ اس کے عقائد اور مذہبی خیالات بہت خراب تھے۔ قرآن شریف میں کئی جگہ اس کا ذکر ہے۔

سدوم میں جانے اور اس سے بیاہ کرنے کا یہ سبب ہوا کہ مقام سبع میں جب ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے مواشی زیادہ ہو گئے تو یک جا قیام کرنا دشوار معلوم ہونے لگا۔ اسی عرصہ میں دونوں کے چرواہوں میں لڑائی ہوگئی۔ تب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اب ہمارا ایک دوسرے سے جدا ہو جانا بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ آگے چل کر اور جھگڑے بڑھیں لہٰذا مناسب ہے کہ تم پورب کی طرف چلے جاؤ یا میں چلا جاؤں اور تم یہاں رہو۔ لوط علیہ السلام اپنے جی میں غور کرنے کے بعد اپنی املاک سمیت مقام سدوم میں[1] آ رہے یہ مقام سرحد شام و حجاز کے درمیان بلاد فلسطین کے متصل اردن کی[2] ترائی میں واقع ہے۔

ابھی یہاں آئے ہوئے کچھ زیادہ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ ایک سردار نے اپنی بیٹی واعلہ سے آپ کا عقد کر دیا۔ اب سدوم میں رہنے کی مستقل صورت نکل آئی اور مسافرانہ حالت نہیں رہی مگر اس وقت تک آپ کو اس قوم کی حالت کے صحیح اندازہ کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ آپ نے واعلہ کے ساتھ نکاح کیا تھا بھلائی سوچ کر اور پیش آئی برائی۔ کیونکہ اردن کی ترائی میں اس وقت پانچ بڑی بڑی بستیاں آباد تھیں۔ سدوم، عمور، اردومہ، ساعور، صغر۔ ان سب میں سدوم بہت بڑی تھی لیکن صغر کے سوا باقی اور چاروں بستیوں کے باشندوں کی اخلاقی حالت نہایت خراب ہو رہی تھی۔ ان میں بت پرستی کے علاوہ بعض نہایت شرمناک عادتیں پیدا ہوگئی تھیں۔ وہ بدکاریوں کے اس

---

۱ توریت کتاب پیدائش ۱۲

۲ مروج الذہب مسعودی جلد اول مطبوعہ مصر ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر خوگر ہو رہے تھے کہ بھلے برے کی تمیز ہی ان کے دل و دماغ سے سلب ہو گئی تھی۔ ان کی شرمناک عادتوں کو خدائے تعالیٰ نے قرآن پاک میں انہیں مخاطب کر کے یوں بیان فرمایا ہے۔

اِنَّكُمْ لَتَاتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَاسَبَقَكُمْ بِهَامِنْ اَحَدٍمِّنَ الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكُمْ لَتَاتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَ تَاتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ.

ترجمہ: بے شک تم مرتکب ہوتے ہو ایسی بے حیائی کے جو دنیا بھر میں کبھی کسی قوم سے وجود میں نہیں آتی۔ تم مردوں سے صحبت کرتے ہو اور مسافروں کی راہ مارتے ہو اور اپنی مجلسوں میں (سب کے سامنے) باہم بُرا کام کرتے ہو"۔ آخر جب ساری قوم کی بداخلاقیاں حد سے بڑھ گئیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوط علیہ السلام کو رسالت کا مرتبہ دیا گیا اور حکم ہوا کہ اس قوم کو ہدایت فرمائیں اور کفر و بداعمالی کی ظلمت سے نکال کر ایمان و اخلاق کے روشن اور سیدھے راستہ پر لائیں۔ چنانچہ آپ نے نصیحت اور اصلاح شروع کی۔ مگر قوم تو کیا واعلہ بھی بات بات پر مخالفت کرنے لگی اور احکام نبوت پر ہنسی اڑانے لگی۔ یہ مخالفت اس کی کھلم کھلا تو نہیں مگر بالکل خلاف امید تھی۔ جس وقت سے آپ نے فرائض رسالت کی بجا آوری شروع کی اس وقت یہ خیال تھا کہ بیوی سے بھی مدد ملے گی اور کم سے کم اس کے خاندان میں ضرور آپ کی کوششیں کامیاب ہوں گی لیکن افسوس ہے کہ یہ خیالات غلط ثابت ہوئے۔ واعلہ کا طرز عمل بہت بُرا نظر آیا۔ اس نے اپنی بدنصیبی سے قوم کی رفاقت کو شوہر کے حقوق سے بڑھ کر سمجھا پھر بھی آپ برابر سب کو سمجھاتے رہے لیکن وہ کسی طرح راہ راست پر آنے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ ان ہٹ دھرمیوں میں واعلہ بھی درپردہ برابر کی شریک بنی رہی۔ وہ ایسی باتیں کرتی تھی جو لوط علیہ السلام کی ذلت اور دل دکھنے کا سبب ہوتی تھیں لیکن آپ اپنا خون جگر پیتے غم کھاتے مگر ضبط سے کام لیتے رہے اور متفکر تھے کہ کیا کریں کیونکر اس کو راہ راست پر لائیں۔ آپ نے ہزار سمجھایا بجھایا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا دھمکایا لیکن واعلہ اور اس کی قوم کو آپ پر ایمان لانے اور ان کے حکم پر عمل کرنے کی کبھی توفیق نہ ہوئی۔ آخر اپنی ساری قوم کے ساتھ وہ بھی عذاب سخت میں گرفتار ہوئی اور اپنے عزیز شوہر کی عمدہ باتوں پر کان نہ دھرنے کا پورا بھگتان بھگتا۔ وہ انیس سال لوط علیہ السلام کی خدمت میں رہی مگر اس برگزیدہ شوہر کی صحبت کو برکت نہ سمجھی اور نہ ان کی کبھی کچھ پروا کی۔

واعلہ کے بطن سے حضرت لوط علیہ السلام کی چند لڑکیاں بھی ہوئیں جن کی شادیاں اسی قوم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کر دی گئی تھیں لیکن صرف دو بیٹیاں مسلمان اور بن بیاہی تھیں جو برابر اپنے باپ کا رنج وخوشی میں ساتھ دیتی رہیں۔صرف انہیں نے نجات بھی پائی اور باقی سب بیٹی داماد ہلاک ہوئے۔

واعلہ اور اس کی قوم ووطن کی بربادی و ہلاکت کا قصہ نہایت پر درد اور افسوسناک ہے جس کو ہم بھی ذرا تفصیل سے لکھتے ہیں تا کہ عبرت کا باعث ہو۔

جب واعلہ کی قوم آپ کے حسن سلوک سے ذرا بھی متاثر نہ ہوئی نہ اپنے برے کاموں سے باز آئی اور اس کی بدکرداری حد کو پہنچ گئی تو آپ نے اس قوم کے لیے بددعا کی۔ابھی بددعا کئے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تینوں فرشتے بھیجے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ولادت اسحٰق کی بشارت دے کر ادھر چلے آ رہے تھے۔ٹھیک دوپہر کے وقت یہ سدوم کے کنارے پہنچے یہاں لوط علیہ السلام کی ایک صاحبزادی سے ملاقات ہوئی۔یہ اپنے گھر کے لیے پانی بھر کر لے جانا چاہتی تھیں۔تینوں نو وارد بڑھے اور کہا کہ یہاں آپ کا کوئی ایسا گھر بھی ہے کہ ہم ایک رات ٹھہر سکیں؟

صاحبزادی حوصلہ مند اور نبی کی بیٹی تھیں کیونکر ممکن تھا کہ مہمان آئے اور وہ میزبانی کی شریفانہ خدمت سے پہلو تہی کریں۔انہوں نے فرشتوں سے کہا کہ جی ہاں! گھر بھی موجود ہے اور آپ کے آرام کی سب چیزیں بھی ہیں۔لیکن جب تک میں نہ آؤں آپ یہیں ٹھہریں۔اب یہ لپک کے اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ نہر کے کنارے تین جوان آئے ہوئے ہیں میں نے تو ایسے ذی وجاہت اور خوبصورت لوگ کبھی نہیں دیکھے۔انہیں چپکے سے لے آئیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی قوم کے لوگ انہیں پا جائیں اور پھر ندامت ورسوائی حاصل ہو میں انہیں اپنے یہاں ٹھہرانے کا وعدہ کر چکی ہوں۔

لوط علیہ السلام کو پہلے تو کچھ تردد ہوا لیکن یہ کب گوارا تھا کہ ہمارا مہمان رسوا ہو وہ جھٹ فرشتوں سے جا کر ملے اور ان کو بڑی عزت اور خاطر سے گھر میں لا کر ٹھیرایا۔

لوط علیہ السلام کے گھر والوں کے سوا اور کسی کو ان مہمانوں کے آنے کی خبر بھی نہ ہوئی لیکن ان کو آئے ہوئے ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ واعلہ چپکے سے گھر سے نکلی اور اپنی قوم کے اشراف کو خبر دے دی کہ تین خوبصورت نوجوان آج ہمارے یہاں آئے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ آپ انہیں اپنا مہمان بنائیں اور اگر لوط علیہ السلام انکار کریں تو زبردستی اس سے چھین لائیں۔یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے خوش ادا اور خوبصورت ہیں کہ کبھی میں[1] نے ایسے لوگ نہیں دیکھے چنانچہ انہوں نے دس آدمی اس غرض سے بھیجے، یہ لوگ آئے اور لوط علیہ السلام سے تحریک کی کہ مہمان ہمارے حوالے کئے جائیں۔ آپ نے بہت سمجھایا بجھایا مگر جب یہ بدنصیب قوم کسی طرح نہ مانی تو آپ نے صاف انکار کر دیا۔ ان لوگوں نے زبردستی مہمانوں کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پکڑ کر لے جانا چاہا تو اسی وقت دسوں اندھے ہو گئے۔ اب کچھ بھائی نہیں دیتا تھا آخر بھاگے اور گرتے پڑتے اپنی قوم میں پہنچ کر کہا کہ لوط علیہ السلام نے اپنے یہاں جادوگروں کو ٹھہرایا ہے۔ انہوں نے ہمیں اندھا کر دیا۔ یہ سن کر ساری قوم غصہ کے مارے آپے سے باہر ہو گئی اور جمع ہو کر لوط علیہ السلام کے مکان پر امنڈ آئی۔ اب آپ بہت گھبرائے اور بے اختیار زبان سے نکل گیا۔ لَوْ اَنَّ لِیْ قُوَّۃً اَوْ آوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ ٥

ترجمہ: کاش آج مجھے کوئی قوت حاصل ہوتی یا کسی محفوظ ٹھکانے میں پناہ لے سکتا" واعلہ تو خوش تھی کہ اب لوط علیہ السلام کو اپنے کئے کی سزا ملے گی اور ساری نصیحت گری آج نکل جائے گی مگر قبل اس کے کہ وہ لوگ حملہ کریں جبرئیل علیہ السلام نے لوط علیہ السلام کو تسلی دی اور کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتہ ہیں۔ یہ لوگ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے بلکہ صبح تک ہلاک ہو جائیں گے۔

آپ بال بچوں سمیت راتوں رات اس بستی سے نکل چلئے مگر یہ خیال رہے کہ کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے۔ ہم اس بستی کے باشندوں پر عذاب الٰہی نازل کرنے اور انہیں مٹا دینے کے لیے آئے ہیں۔ صبح تک یہ ساری قوم فنا ہو جائے گی اور اپنے ظلم و بدکاری کا خمیازہ اٹھائے گی۔ لوط علیہ السلام یہ سُن کر مطمئن بلکہ بہت خوش ہوئے کیونکہ ان کے مظالم سے تنگ آ گئے تھے اور فرمایا کہ یہ سب اسی وقت ہلاک ہو جائیں تو اچھا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اس کے لیے صبح کا وقت مقرر کیا گیا ہے اور صبح بھی (کچھ دور) نہیں ہے غرض دن اس گڑبڑ میں گزرا اور شام ہوتے ہی لوطؑ نے رخت سفر باندھا اور اپنی دونوں بیٹیوں اور بیوی کو باصرار ساتھ لے کر روانہ ہوئے اپنی اور بیٹیوں اور دامادوں سے بھی بہت کہا وہ کسی طرح ساتھ چلنے پر راضی نہ ہوئے۔ واعلہ بھی خوشی سے جانا نہیں چاہتی تھی تاہم اسے مخالفت نہ کرتے بنی اور مجبوراً باظہار فرمان برداری ساتھ ہو گئی مگر وہ بار

---

[1] طبری جلد اول و جز اول و کامل ابن اثیر جلد اول ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار مڑ مڑ کے اپنی بستی کو دیکھتی جاتی تھی جب صبح کے آثار نمایاں ہوئے اور وعدہ کا وقت آ گیا تو جبرئیل علیہ السلام اپنے قوی بازوؤں کو زمین میں ڈال کر صغر کے سوا اور چاروں بستیوں کو آسمان تک اٹھا لے گئے اور وہاں سے اس زور سے الٹ کر دے مارا کہ سب باشندے دم بھر میں ہلاک ہو کر رہ گئے جس وقت یہ چاروں بستیاں اوندھی گری ہیں تو ایک نہایت ہی دہشت ناک اور بڑے زور کی آواز ہوئی جوان جانے والوں نے بھی سنی مگر فرشتوں کی ہدایت اور خوفِ عذاب کے مارے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا البتہ واعلہ یہ بھیانک آواز سن کر بہت گھبرائی پیچھے مڑ کر دیکھا اور کہا کہ وَاقَوْمَا ''ہائے میری قوم'' اس کی زبان سے ابھی اتنا ہی جملہ نکلا تھا کہ ایک پتھر بڑی زور سے آ کر لگا اور یہ وہیں مر کے نمک کا ڈھیر ہو کر رہ گئی اور دنیا کو اپنی ہلاکت و نافرمانی سے عبرت آمیز سبق دے گئی۔
اسی طرح اور جو عورتیں اپنے مردوں کی طرف سے دلوں میں کھوٹ رکھتی ہیں اور ان کو ذلیل کر کے اپنے میکے والوں کا بھرنا بھرتی ہیں یا ایک غلط راستہ اختیار کر لیتی ہیں وہ کبھی دنیا اور آخرت میں سرخرو نہیں ہو سکتیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ذلّت و رسوائی اٹھاتی اور اپنی جنس کے لیے عبرت چھوڑ جاتی ہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓا اُولِی الْاَبْصَارِ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرہ [1]

(زوجۂ اسمٰعیل علیہ السلام)

جب حضرت ہاجرہ نے عمر طبعی کو پہنچ کر وفات پائی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بالکل تنہا رہ گئے تھے۔ اس وقت ان کی عمر تخمیناً پندرہ سال کی تھی۔ ماں کی وفات کا صدمہ ایسا نہ تھا کہ جلد دل سے بھلایا جا سکتا۔ انہوں نے اپنا غم غلط کرنے کے لیے یہ مشغلہ اختیار کیا کہ صبح سے تیر و کمان لے کر بستی سے دور شکار کو چلے جاتے اور وہاں سے شام کو پلٹتے۔ اس کے سوا اور نہ کچھ دل بہلنے کا ذریعہ تھا اور نہ کوئی سچا ہمدرد شریک حال تھا۔ لیکن چند روز کے بعد شکار سے دل اکتا گیا۔ اول تو شفیق ماں کا رنج جدائی دوسرے تنہائی۔ اس غم نے مکہ سے دل اچاٹ کر دیا اور شام کی طرف اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہونے کی دھن سمائی مگر خدا کو تو ان کی ذریت سے عرب کی سرزمین کو آباد اور ان کی اولاد میں ایک خاتم النبیین پیدا کرنا تھا جو سب کا سردار اور دنیا کی پیدائش کا اصلی سبب تھا۔ جس کی نورانی شعائیں قیامت تک دنیا کے چپہ چپہ میں پھیلنے والی تھیں انہوں نے اپنا ارادہ وہاں کے سرداروں کے آگے ظاہر کیا اور چاہ زمزم جس کے اب تک یہی مالک اور متولی تھے انہیں سونپنا چاہا لیکن بنی جرہم نے ان کو اس عزم سے نہایت اصرار کے ساتھ باز رکھا اور آپس میں یہ مشورہ کیا کہ یہ ایک خدا رسیدہ بندے ہیں انہیں کی برکت سے زمزم میں پانی ہے ممکن ہے کہ ان کے چلے جانے سے کنوئیں کا پانی خشک ہو جائے۔

ایک سردار نے کہا ہم اپنی بیٹی ان کے عقد میں کیوں نہ دے دیں کہ ان کی دل بستگی ہو؟ اور اس قصد سے باز رہیں۔ اس رائے سے سب نے اتفاق کیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ ہمارے ولی نعمت اور آقا ہیں یہاں سے ہرگز نہ جائیں بلکہ تجرد کی زندگی کو تاہل سے بدل کر گھر گرستی کی فکر فرمائیں جو سب کے لیے ضروری اور ایک فرض انسانی ہے حضرت نے یہ سوچ کر کہ ''آزردن دلِ دوستان جہل ست و کفارۂ یمین سہل''۔ اپنا قصد ملتوی کیا پھر بنی جرہم نے خاندان عمالقہ میں سعید ابن اسامہ بن اکیل کی بیٹی عمارہ سے اسمٰعیل علیہ

---

[1] علامۂ ابن خلدون نے ان کا نام عمارہ لکھا ہے اور سب مورخین نے عمرہ لکھا ہے۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام کا عقد کر دیا[1]۔

عمارہ شوہر کی فرمان بردار تو تھی لیکن عام عورتوں کی طرح غیر قانع اور ناشکر گزار اس سے اپنے شوہر کے مہمانوں کی خاطر داری اور عزت نہیں ہو سکتی تھی گو وہ ایک غریب و مفلس شخص کی بیوی تھی لیکن ایک رئیس کی بیٹی ہونے کی وجہ سے وہ ثروت اور امارت کی خواہاں تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ سینکڑوں بکریوں اور اونٹوں کی مالک ہو اور ایک اچھی حیثیت والے زمیندار کی بیوی۔ لیکن حضرت اسمٰعیل کو اب تک ان دنیاوی جھگڑوں سے لگاؤ ہی نہ تھا۔ وہ اب بھی سیر و شکار میں دن بھر گزار دیتے اور شام کو واپس آتے۔ اس عقد کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام حسب دستور اس سال بھی بی بی سارہ سے اجازت لے کر مکہ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ بی بی ہاجرہ کا انتقال ہو چکا ہے اور اسمٰعیل نے اپنا نکاح بنی جرہم میں کر لیا ہے۔ انہیں ہاجرہ کی وفات کا بے حد صدمہ ہوا۔ پھر اسمٰعیل علیہ السلام کے گھر تشریف لائے تا کہ جو کچھ ترکہ بی بی ہاجرہ نے چھوڑا ہے اسے دیکھیں بھالیں اور اپنے بیٹے کی خبر لیں وہ آئے اور دروازہ پر سواری کو ٹھیرا کر آواز دی۔ عمرہ گھر سے نکل آئی مگر وہ نہ ابراہیم علیہ السلام کو پہچانتی تھی اور نہ ابراہیم علیہ السلام اسے جانتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے چند باتیں دریافت فرمائیں تم کون ہو۔ اسمٰعیل علیہ السلام کہاں گیا۔ ہاجرہ کا کب انتقال ہوا؟ عمرہ نے جواب دیا میں ان کی بیوی ہوں۔ وہ شکار کو گئے ہیں۔ ہاجرہ کا اسی سال انتقال ہوا۔

ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا ''تمہاری بسر اوقات کیونکر ہوتی ہے'' اس کی ذات سے کھانے پینے یا اور کسی قسم کی شکایت تو نہیں؟'' حضرت کو اس سے صرف یہ آزمانا تھا کہ عمرہ کے دل میں اپنے شوہر کی کتنی جگہ ہے اور وہ اس کے طرز عمل سے خوش بھی ہے یا نہیں۔ عمرہ نے کہا'' کیا پوچھتے ہو ہم نہایت تنگی سے بسر کرتے ہیں۔ ان کو شکار کے سوا نہ اپنی حالت درست کرنے کی طرف رغبت ہے نہ کسی کے نیک مشورہ پر عمل کرنے کی عادت۔ گھر میں اتنا بھی تو نہیں کہ کوئی مہمان آئے تو اس کو ایک وقت ٹھکانے کا کھانا کھلایا جا سکے لیکن تمہیں اس سے کیا مطلب؟ تم ہمارے گھر کا حال پوچھنے والے کون؟ ان دو باتوں میں اپنے قابل تعظیم خسر سے عمرہ نے وہ بے پروائی اور بدمزاجی برتی کہ لفظ لفظ سے خودنمائی اور ترش روئی ظاہر ہوتی تھی اور بات بات سے پایا جاتا تھا کہ وہ اس

---

[1] ابن خلدون جلد اول۔ کامل لابن اثیر جلد اول ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوڑھے مسافر سے بات کرنا ذلت سمجھ رہی ہے۔ یہاں تک کہ سواری سے اترنے کو بھی نہ کہا اور نہ سلام ہی کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان باتوں سے زیادہ رنج ہوا۔ بہو کی یہ بدخلقی گراں گزری اور انہوں نے اپنی سخت توہین وذلت محسوس کی کچھ تو وہ سفر کی تکان سے خستہ اور بیوی ہاجرہ کے غم وفات سے ملول ہو رہے تھے۔ بہو کے طرز کلام نے اور بھی دل کو پاش پاش کر دیا۔ جی جلا تو تھا ہی زبان سے نکل گیا کہ "اچھا اب میں جاتا ہوں جس وقت اسمٰعیل علیہ السلام آئیں میرا سلام کہہ دینا اور یہ پیام دینا کہ تمہارے دروازہ کی چوکھٹ اچھی نہیں ہے اسے بدل دو"۔ جب شام کو اسمٰعیل علیہ السلام شکار گاہ سے واپس آئے تو گھر میں اپنے والد بزرگوار کی خوشبو محسوس کی۔ اپنی بیوی سے پوچھا کہ آج کیا کوئی آیا تھا؟ عمرہ نے (اہانت آمیز لہجہ میں) کہا ہاں! ایک بڈھا آدمی اس وضع قطع کا آیا تھا اس نے تم کو مجھ سے پوچھا میں نے جواب دیا شکار کو گئے ہیں۔ پھر پوچھا تمہاری بسر اوقات کا کیا حال ہے زندگی کے دن کیوں کر گزرتے ہیں۔ خوش حالی وثروت ہے یا عسرت وغیرہ میں نے بھی جو کچھ حالت تھی وہ صحیح صحیح بیان کر دی۔

اسمٰعیل علیہ السلام نے پوچھا تمہیں کوئی وصیت تو نہیں کی۔ عمرہ نے کہا "ہاں مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں سلام پہنچا دوں اور یہ پیام دیا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دو۔ یہ اچھی نہیں ہے۔" اسمٰعیل نے کہا وہ میرے والد بزرگوار تھے اور ان کی وصیت کا یہ مطلب ہے کہ میں تم کو اپنی زوجیت سے الگ کر کے دوسرا عقد کر لوں غالباً تم نے ان سے بداخلاقی برتی اب تم اپنے میکے جاؤ اور اپنے کیے کی سزا پاؤ۔ میں طلاق دیتا ہوں[1]۔ اس کے بعد حضرت اسمٰعیل نے بنی جرہم کے قبیلہ کی ایک دوسری عورت سے اپنا نکاح کر لیا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ عمرہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیل کی کوئی اولاد بھی نہیں ہوئی۔ سچ ہے کہ عورت خواہ وہ اپنے خاوند کی کتنی ہی فرمانبردار ہو کسی بزرگ کی بے وقعتی کر کے عزت وبرکت حاصل نہیں کر سکتی اس پر سب سسرالی بزرگوں کی فرمانبرداری اور تعظیم بھی فرض ہے جو عورتیں ایسا نہیں کرتیں وہ کبھی خوشحال نہیں رہ سکتیں۔ زندگی تلخ اور عیش بے مزہ ہو جاتا ہے۔ دنیا کی پھٹکار تو الگ رہی خدا اور اس کا رسول بھی ایسی عورت سے خوش نہیں رہتا۔

---

[1] تفسیر خازن جلد اول سورۃ بقرا بن خلدون جلد اوّل تاریخ طبری وروضۃ الصفا وغیرہ۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ بنت مضاض

(زوجۂ اسمٰعیل علیہ السلام)

جب اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حکم مان کر اپنی بیوی عمرہ کو طلاق دے دی تو ان کے دوسرے حکم کی تعمیل بھی واجب ہوئی کہ وہ اس کی جگہ دوسری بیوی بیاہ لائیں۔ وہ اس فکر میں تھے کہ تھوڑے دن کے بعد معلوم ہوا کہ بنی جرہم کے سردار[1] مضاض ابن عمرو کی ایک بیٹی ہے جس کا نام سیدہ ہے۔ یہ نہایت خوبصورت اور نیک سیرت ہے اپنی نیک بختی، ایثار اور تمامی اخلاق واوصاف میں مکہ کے رہنے والوں میں اس کا جواب نہیں۔ ساری لڑکیاں اس کے حسن واخلاق اور شرافت خاندان و جمال بے مثال کے آگے ہیچ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سیدہ گو کم سن تھی مگر اس کے مزاج میں بہت ہی انکسار، طبیعت میں ایثار تھا، بول چال میں لوچ اور نرمی فطرت میں بھولا پن، مہمانوں اور آنے جانے والوں کی خبر گیری اور خاطر داری کرنے میں پوری، یہ سب اوصاف دیکھ کر اور سُن کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے چند خیر خواہوں نے کہا آپ اس سے عقد کر لیں تو نہایت مناسب ہوگا۔ جیسی بیوی آپ کو چاہیے اور جیسی بہو آپ کے والد چاہتے ہیں یہ ایسی ہی ہے۔ آپ نے اس مشورہ کو منظور کیا اور پیام دے دیا۔ یہ تو تم نے پڑھا ہے کہ مکہ والے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بہت عظمت وعزت کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ اللہ کے خاص بندے ہیں اور زمزم میں صرف انہیں کی برکت سے پانی ہے وہ ہر وقت ان کی خاطر ملحوظ رکھتے تھے اور خدمت گزاری میں کوتاہی نہ کرتے۔ پیام پہنچتے ہی مضاض نے فوراً منظور کیا اور سمجھ لیا کہ ان سے بہتر شوہر میری لڑکی کو نصیب ہونا ممکن نہیں اور سیدہ کے ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام کا نکاح ہوگیا۔ سیدہ اپنے شوہر کی نہایت خدمت گزار فرمانبردار ثابت ہوئی۔ اس نے ظاہر کر دیا کہ ایک ایسے شخص کے لیے جو نبی کا بیٹا ہے اور نبی ہونے والا ہے ایسی ہی بیوی کی ضرورت ہے، جب تک ایسی بے نفس، بے غرض، دنیا کی طرف سے بے نیاز عورت نہ ملے تبلیغ ورسالت کے فرائض ادا کرنے میں سہولت دشوار ہے۔

دونوں میاں بیوی ایک دوسرے سے خوش وخرم زندگی کے دن گزار رہے تھے اور اسمٰعیل سیر

---

[1] تاریخ اسطوال علامہ دینوری مطبوعہ مصر ۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وشکار کی عادت بطور وضع داری نباہے جاتے تھے۔ حسب معمول اس دفعہ جو ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو پھر صاحبزادے شکار کو گئے ہوئے تھے۔ آپ سیدہ کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ اسمٰعیل کہاں ہیں۔

سیدہ نے کہا کہ "وہ ہمارے لیے روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کس حال میں ہو۔ زندگی عیش وعشرت میں گزرتی ہے یا رنج وکلفت میں۔ اسمٰعیل کی ذات سے تمہیں کسی قسم کی شکایت تو نہیں۔ سیدہ نے کہا ہم بہت اچھی حالت میں ہیں۔ خوشحالی وثروت اور مسرت وطمانیت شریک حال ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا کھاتی پیتی ہو۔ سیدہ نے کہا گوشت اور پانی (جو بہترین غذا ہے) ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا **(اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْ طَعَامِھِمْ وَ شَرَابِھِم)** سیدہ نے کہا آپ ہمارے یہاں کیوں نہ قیام فرمائیں اور جو کچھ میسر ہے کھائیں اور پئیں ہم خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ یہ بھی روایت ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام ان کے یہاں آئے تو سیدہ نے عرض کی آپ اتریں تو میں آپ کا سر دھوؤں۔ اس زمانہ میں قاعدہ تھا کہ جو شخص سفر سے تھکا ماندہ آتا گھر کے لوگ سر دھوتے تاکہ تھکن اور خستگی دور ہو۔ مگر ابراہیم علیہ السلام نہ اُترے۔ پھر وہ انہیں اس جگہ لائیں جہاں اب مقام ابراہیم علیہ السلام ہے اور ایک پتھر لا کر داہنی جانب رکھ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام اس پر اپنا قدم رکھ کر جھکے پھر سیدہ نے سر کا آدھا حصہ داہنی طرف کا دھویا پھر وہی پتھر سیدہ بائیں طرف اٹھا لائیں۔ ابراہیم علیہ السلام بایاں پاؤں اس پر ٹیک کر ادھر جھکے لائق بہو نے بائیں جانب کا آدھا حصہ سر کا دھویا اور ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نشان پتھر پر بنے رہ گئے اور یہی اب تک مقام ابراہیم کہلاتا ہے جو حرم شریف میں نصب ہے۔ اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارے شوہر آئیں تو ان کو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ یہی قائم رکھیں پھر چلے گئے۔

جب اسمٰعیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے دریافت کیا۔ کیا کوئی آج ہمارے یہاں آیا تھا۔

بیوی نے کہا۔ ہاں ایک بوڑھے آدمی صاحب وجاہت جو انسانی اوصاف سے بالاتر اور بہت ہی قابل عزت واحترام ہیں تشریف لائے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے آپ کو مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہہ دیا شکار کو گئے ہیں۔ پھر ہماری معاش کو پوچھا، میں نے مطلع کیا کہ ہم بہت اچھی حالت میں ہیں۔

اس کے بعد اور جو کچھ گفتگو ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تھی وہ سب کہہ سنائی۔

اسمٰعیل نے کہا کیا انہوں نے کوئی وصیت بھی کی، کہا ہاں آپ کو سلام کہا اور یہ کہا اپنے دروازے کی یہی چوکھٹ قائم رکھیں۔

اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا وہ میرے باپ تھے اور چوکھٹ سے مراد تم ہو۔ انہوں نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تم کو برقرار رکھوں۔ غرض وہ دونوں ہنسی خوشی رہا کیے۔ اس نیک بخت عورت سے اسمٰعیل کے بارہ بیٹے ہوئے سب میں بڑے بیٹے قیذار اور دوسرے بنت تھے اور یہی اسمٰعیل علیہ السلام کے ولی عہد و جانشین ہوئے۔ تمام عرب بنت اور قیذار ہی کی اولاد میں ہیں۔ جب ان کی اولادیں زیادہ ہوئیں اور مکہ میں گنجائش سکونت کی باقی نہ رہی تو یہ دوسرے شہروں میں پھیل گئی جہاں جاتے اللہ تعالیٰ اس شہر کے لوگوں کو ان کا فرمانبردار کر دیتا۔ بنت اور قیذار کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے سرزمین عرب پر پھیلا دیا اور اسمٰعیل علیہ السلام کو بنی عمالقہ اور یمن کے قبیلوں کی طرف رسول کر کے بھیجا[1]۔ تمام عمر سیدہ ان کی رفیق زندگی و شریک حال رہیں۔ ان کی ایک لڑکی بھی تھی۔ اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی اسحٰق کو وصیت کی کہ اپنے بیٹے عیص سے اس کا عقد کر دیں۔ اس کے بعد اسمٰعیل علیہ السلام نے ۱۳۷ سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور اپنی والدہ ہاجرہ کے پہلو میں بمقام حجر دفن ہوئے۔ سیدہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے اور جو ۱۰ لڑکے پیدا ہوئے تھے ان کے نام یہ ہیں۔ ارذیل، میشا، مسمع، رما، ماش، آزر، قطور، قافس، طمیا، قیدمان اور لڑکی کا نام دسمت جو عیص سے بیاہی گئی۔ سیدہ کے اور حالات تاریخی کتابوں میں کہیں مذکور نہیں ہیں لیکن مورخ یعقوبی نے ان کا نام حنفاء بنت حارث بن مضاض اور انہیں کے بطن سے بارہ لڑکوں کا پیدا ہونا بھی لکھا ہے[2]۔

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد اول مطبوعہ مصر ۱۲۔

[2] دیکھو تاریخ یعقوبی جلد اول صفحہ ۲۵۳ مطبوعہ یورپ ۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفقہ

(زوجۂ اسحٰق علیہ السلام)

اسحٰق علیہ السلام کی بیوی کا نام توریت اور تاریخ کی دوسری کتابوں میں بالاتفاق رفقہ لکھا ہے لیکن علامۂ مسعودی نے اپنی مشہور تاریخ مروج الذہب و معادن الجوہر میں ان کا نام یومحاء بنت بتوئیل لکھا ہے مگر اول الذکر ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ رفقہ ایک نہایت حسین و جمیل اور نیک سیرت بیوی تھیں۔ اسحٰق کی رشتہ میں بہن اور ان کی والدہ سارہ کے بھائی بتوئیل کی بیٹی تھیں۔ ان کی دادی کا نام ملکہ تھا ملکہ نحور کی بیوی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھاوج تھیں۔ بتوئیل کا خاندان اس وقت سے حمران میں رہتا تھا جب کہ سارہ اور لوط علیہ السلام کو لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر ہوتے ہوئے قحط میں چلے آئے تھے اور جو لوگ بابل سے ان کے ساتھ آئے تھے ان سب کو حمران ہی میں چھوڑ کر آپ بیر سبع میں آ رہے تھے۔

رفقہ حمران ہی میں پیدا ہوئیں اور وہیں بڑھیں۔ وہیں سادہ زندگی بسر کرتی تھیں۔

جس قدر یہ خوبصورت تھیں اسی قدر نیک دل، بھولی بھالی، خوش مزاج، تمیز دار اور سلیقہ شعار بھی تھیں۔ ماں، باپ، بھائی اور گھر کے خدمتگار ملازم سب ایسی محبت رکھتے تھے جیسی کہ ایک شریف بیٹی سے گھر کے بڑے بوڑھوں کو ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنی خوش مزاجی، پیاری پیاری باتوں سے تمام بستی کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔

بچپن سے جوانی تک جو سادگی کی ادائیں ان سے نمایاں ہوئیں وہ ہر وقت دل کشی کی تاثیر رکھتی تھیں۔ ایسی دل کشی جیسی ایک پیاری لڑکی سے اس کے عزیز پیاروں کو ہوتی ہے۔ ان کی ذات سے ماں، باپ، بھائی سب کو آرام تھا۔ مواشی، خدمتگار آنے جانے والے مہمان غرض سب کی خدمت گزاری و خبر گیری کے فرائض یہ انجام دیتی تھیں۔ ایسی صورت میں جو گرویدگی ان سے ہو سکتی تھی وہ ظاہر ہے آخر یہی باتیں ان کے ترک وطن اور ایک نبی کی دلاری بہو، ایک نبی کی پیاری دلہن بننے کا سبب ہوئیں۔ وہ یوں کہ جب اسحٰق جوان ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ تب انہوں نے اپنے ایک معتبر نوکر کو جوان کا قدیم کارکن اور سب کاروبار کا مختار تھا آرام النہرین (حمران) کی طرف بھیجا کہ اسحٰق علیہ السلام کے لیے ایسی لڑکی تلاش کرے جو صورت و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت دونوں کے لحاظ سے اسحٰق علیہ السلام کی بیوی بننے کی صلاحیت رکھتی ہو اور فرمایا کہ تو میرے وطن اور خاندان کی کوئی لڑکی انتخاب کر کے لا لیکن تجھے خدا کی قسم کنعانیوں میں (جن میں، میں رہتا ہوں) ہرگز بیاہ نہ کرنا۔ اس نے عرض کی کہ اگر لڑکی والے بیٹی کو بھیجنے پر راضی نہ ہوئے تو کیا اسحٰق علیہ السلام کو میں وہاں لے جاؤں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ''خبردار'' ''ہرگز نہیں'' چنانچہ یہ غلام بہت سا مال، دولت اور دس اونٹ لے کر بڑی شان و شوکت سے منزل مقصود کی طرف روانہ ہو کر راستہ میں مناسب مقامات پر ٹھہرتا ہوا آخر آرام النہرین پہنچا۔ بستی سے تھوڑی دور پر ایک چشمہ تھا جہاں سے سب جانوروں کو پانی پلاتے اور گھر کی ضرورت کے لیے بھر کر لے جاتے تھے۔ یہ دولتمند مسافر یہاں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ یہاں کے رہنے والوں سے کیوں کر ملوں اور اپنی کامیابی کی کون سی راہ نکالوں۔ اس کے دل میں بیسیوں تدبیریں اور خیالات آتے مگر بے نتیجہ ثابت ہو کر نکل جاتے۔ تھوڑی دیر میں شہر کی لڑکیاں وہاں جانوروں کو پانی پلانے اور گھر لے جانے کے لیے آئیں۔ یہ دیکھ کر اس نے خود بخود یہ تدبیر سوچی کہ میں یہیں کھڑا رہوں جو لڑکیاں کنوئیں پر آتی ہیں ان میں ہر ایک سے میں کہوں گا ''اپنا گگرا بھر کر مجھے بھی پانی پلایئے''۔ اس کے جواب میں اگر وہ کہے ''آپ بھی پیجئے اور آپ کے اونٹ بھی'' تو اس سے میں سمجھ لوں گا کہ یہی وہ لڑکی ہے جسے اللہ نے اپنے پیارے بندے اسحٰق علیہ السلام کی بیوی بننے کے لیے انتخاب کیا ہے۔ غلام ابھی اسی سوچ میں تھا کہ رفقہ اپنا گھڑا کاندھے پر رکھے ہوئے ایک ادائے خاص کے ساتھ ادھر آ رہی تھی۔ رفقہ نوجوان دوشیزہ رعنا اور وجیہ و خوش منظر لڑکی تھی۔ اس کے بشرے سے کچھ شرافت و متانت کے آثار بھی نمایاں تھے۔ صورت کا حسن سیرت کی خوبی کو بھی ظاہر کر رہا تھا۔ یہ غور سے دیکھتا رہا جب وہ چشمہ میں اُتری اور اپنا گھڑا بھر کر اوپر آئی اور گھڑا کاندھے پر رکھ کر چلی تو یہ بھی جھٹ قدم بڑھا کر قریب پہنچا اور بولا:- ''کیا آپ اپنے گھڑے سے تھوڑا پانی مجھے بھی پلا سکیں گی میں ایک تھکا ماندہ مسافر ہوں دور سے چلا آ رہا ہوں نہ میرے پاس کوئی برتن ہے نہ یہاں کوئی جان پہچان کا آدمی''۔ یہ سُن کر رفقہ کو ترس آ گیا اس کے اخلاقی جذبات میں ایک لہر دوڑ گئی، اس نے نہایت خندہ روئی اور نرمی سے کہا:- اشرب یاسیدی''۔ آیئے جناب پیجئے اور یہ کہہ کر جھٹ اپنا گھڑا کاندھے سے اتار کر ہاتھ میں لیا اور بڑے خلوص سے پانی پلایا۔ جب وہ جی بھر کے پی چکا تو رفقہ بولی ''اب آپ اپنے اونٹوں کو بھی پلا لیجئے تو مناسب ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراغت ہو جائے گی میں ابھی اور پانی بھر لاتی ہوں"۔ یہ کہہ کر جلدی سے اپنا گھڑا جانوروں کے پانی پینے والے حوض میں انڈیل کر چشمے میں اتری اور گھڑے میں پانی لا لا کر اونٹوں کو پلانا شروع کر دیا۔ وہ پیتے جاتے اور یہ لا لا کر حوض میں انڈیلتی جاتی۔ رفقہ تو اس کام میں بڑی سادگی اور اخلاص سے مصروف تھی اور نو وارد اس کے تمام حرکات و سکنات پر غور کر کے حیرت کر رہا تھا۔ وہ اس کی ہر ادا سے ایک نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرتا۔ اس کا ضمیر کہہ رہا تھا کہ اللہ نے مراد پوری کی کیونکہ جیسی لڑکی میں چاہتا ہوں ویسی یہی معلوم ہوتی ہے اور کچھ عجب نہیں کہ جب اللہ نے میرے منصوبہ کو ظاہر کر دکھایا تو وہ دلی آرزو بھی بر لانے کے سامان کر دے۔ غرض جب سب اونٹ پانی پی چکے اور اس نے رفقہ کے اخلاق اور مہمان نوازی کی شریفانہ عادت کا پورا پورا امتحان کر لیا تو ایک سونے کی نتھ جس کا وزن تقریباً نصف مثقال تھا اور ایک جوڑ سونے کے کڑے کی جن کا وزن دس مثقال تھا نکال کر رفقہ کو دیے اور کہا مہربانی کر کے میری طرف سے اسے قبول فرمائیے، پھر پوچھا کہ آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ آپ کس کی بیٹی ہیں اور آپ کے بزرگ باپ کا اس بستی میں کوئی مکان بھی ہے جس میں ایک رات کے لیے میں پڑ رہوں؟ رفقہ نے مسکرا کر نہایت ہی نرم لہجے میں کہا:۔"جناب میں ملکہ کی پوتی ہوں اور میرے باپ کا نام بتوئیل ہے۔ ہمارے یہاں مہمان کی ضرورت کی ہر چیز موجود ہے آپ ضرور چلیے اور ہمارے یہاں جب تک جی چاہے ٹھہریئے، خدا نے چاہا تو کچھ تکلیف نہ ہوگی میرے ماں باپ اور بھائی خدمت کریں گے اور میں بھی آپ کا حکم بجالاؤں گی۔ آپ کا ہدیہ میں نے خوشی سے قبول کیا"۔ یہ سنتے ہی ابراہیم علیہ السلام کا غلام خوشی کے مارے سجدہ میں گر پڑا، اسی وقت خدا کا شکر بجالایا اور دل میں کہنے لگا"سبحان تیری قدرت تو اپنے لطف و عنایت اور رحم و کرم کے بہتے دریا کو کبھی میرے آقا پر نہیں روکتا۔ میں ابھی راستہ ہی میں تھا کہ مجھے اپنے آقا کے بھائی بندوں میں پہنچا دیا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ یہاں سے کامیاب پلٹوں گا اور بامراد جاؤں گا، تیرا ہزار ہزار شکر ہے"۔ اب رفقہ گھر پہنچیں اپنے ماں باپ کو ان باتوں سے آگاہ کیا اور اپنے بھائی سے کہا، بھائی جان معزز مہمان کو گھر لائیے۔ اسی وقت لابان کنوئیں کی طرف لپکا۔ اس نے دیکھا کہ ایک معمر آدمی اپنے اونٹوں کو لیے ہوئے کنوئیں کے قریب کھڑا ہوا ہے۔ لابان نے کہا میرے معزز مہمان گھر چلئے اب آپ کیوں کھڑے ہیں۔ میں نے آپ کے لیے مکان تیار کر رکھا ہے اور سب ضروری چیزیں موجود ہیں۔ ایک مکان آپ کے اونٹوں کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی الگ خالی کر دیا گیا ہے۔ اب یہ مہمان تو رفقہ کے گھر میں داخل ہوا۔ لابان نے اونٹوں کو دوسرے گھر میں پہنچا کر چارہ اور گھاس دیا پھر اپنے مہمان اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے پاؤں دھونے کے لیے پانی لا کر رکھا جب یہ لوگ اس رسم سے فارغ ہوئے تو لابان نے فوراً کھانا لا کر چنا اور کہا کہ بسم اللہ کیجئے کھانا حاضر ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا غلام ایک اجنبی کے ساتھ یہ برتاؤ دیکھ دیکھ کر حیران تھا آخر اس نے جرأت کر کے کہا "میں جس خاص ضرورت سے گھر سے نکلا ہوں جب تک وہ پوری نہ ہو جائے میں کھانا نہیں کھا سکتا۔ میں آپ کی خدمت میں کچھ کہنا چاہتا ہوں کیا آپ میری استدعا سنیں گے اور قبول فرمائیں گے"۔ لابان نے جواب دیا "فرمایئے فرمایئے"۔ مسافر نے کہا "میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا غلام ہوں جو بیر سبع میں مقیم ہیں اللہ نے میرے آقا کو بہت کچھ دیا ہے۔ خدا کی مہربانی سے اس وقت سینکڑوں بکریوں، گائیوں، اونٹوں، خچروں کے مالک ہیں۔ اللہ نے انہیں چاندی، سونا، لونڈی، غلام اولاد غرض دنیا کی تمام نعمتیں عنایت فرمائی ہیں وہ اپنے داتا کے شکر گزار فرمانبردار بندے ہیں اور ایک بڑے مالدار و مہمان نواز آدمی ہیں۔ انہیں نہ صرف دولت بلکہ نبوت کا درجہ بھی دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی عزت ہے جسے دنیا کے خوش نصیب بندے بھی کم پاتے ہیں۔ ان کی بیوی سارہ کے بطن سے اسحٰق علیہ السلام نام کا ایک سعادت مند نوجوان بیٹا بھی ہے اس کے نام اپنا سارا مال و متاع انہوں نے لکھ دیا ہے لیکن اس ملک کے رہنے والوں سے وہ کچھ خوش نہیں، نہ وہاں کی طرز معاشرت پسند کرتے ہیں۔ مجھے قسم دے کر کہا ہے کہ اسحٰق کے لیے میرے وطن یا میرے خاندان سے کوئی لڑکی لا لیکن کنعانیوں میں (جن میں وہ رہتے ہیں) اسحٰق کا بیاہ ہرگز گوارا نہیں چنانچہ میں اپنے مقصود کی تلاش میں گھومتا پھرتا جب اس چشمہ پر پہنچا تو دیکھا کہ لڑکیاں پانی بھرنے چلی آ رہی ہیں اس وقت ذہن میں یہ بات پیدا ہوئی کہ جو لڑکی مجھے اور میرے اونٹوں کو پانی پلائے اس سے میں کہوں مجھے پانی پلاؤ۔ جواب میں وہ کہے تم بھی پیو، تمہارے اونٹ بھی۔ بس میں سمجھوں گا کہ یہی وہ لڑکی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اسحٰق علیہ السلام کی بیوی بنانا چاہا ہے۔" اس کے بعد اس نے وہ سب باتیں لابان سے بیان کیں جو کنوئیں پر رفقہ اور خود اس کے درمیان میں پیش آئیں پھر کہا میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اچھے راستہ پر لگا دیا ممکن ہے کہ میں اپنے آقا کے بھائی کی بیٹی اس کے پیارے بیٹے اسحٰق علیہ السلام کے لیے لے جا سکوں پس اگر آپ لوگ میرے آقا کے ساتھ حسن سلوک اور امانت داری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پیش آئیں اور میرے ساتھ احسان فرمانا چاہیں تو جو کچھ میں مانگتا ہوں مجھے دیجئے۔ یہ دراصل آپ کے پاس ابراہیم علیہ السلام کی امانت ہے۔ آپ میرے حوالہ کریں تو بہت خوشی کی بات ہے ورنہ میں اُتّر یا دکھن کی جانب کوچ کروں"۔

لابان اور تبوئیل پہلے تو کچھ سوچ میں پڑ گئے پھر بولے کہ یہ حسن اتفاق تو اللہ کی جانب ہی سے پیش آ گیا ہے اب ہم کو بھلا یا برا کہنے کی مجال نہیں۔ رفقہ تمہارے سامنے موجود ہے یہ اگر جانا پسند کرے تو اسے لے جاؤ شاید تمہارے آقا کی بہو ہونے کی صلاحیت اس لڑکی میں ہو اب ہمیں روکنے کا کچھ اختیار نہیں غالباً اسی میں کچھ بھلائی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے غلام نے اسی وقت عاجزی کے ساتھ اپنا سر زمین پر رکھ دیا اور سجدۂ شکر ادا کر کے بہت سا سونا چاندی اور ایک بھاری جوڑا نکال کر رفقہ کے آگے رکھ دیا پھر اور چند تحفے اس کے بھائی لابان اور اس کی ماں ملکہ کی خدمت میں پیش کیے جو شکریے کے ساتھ قبول ہوئے پھر سب نے اطمینان سے کھانا کھایا اور رات وہیں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام کے غلام نے کہا کہ اب مجھے اجازت دیجئے کہ آپ سے رخصت ہو کر اپنے آقا کی خدمت میں روانہ ہوں۔ میزبانوں نے جواب دیا کہ ہمیں کچھ انکار نہیں لیکن خوشی یہ ہے کہ ۱۰ روز ابھی لڑکی یہیں رہے۔

مسافر نے کہا کہ اب آپ لوگ مجھے ذرا بھی نہ روکئے اللہ نے میرا سفر مبارک کیا۔ واپسی بھی مبارک اور جلدی ہونا چاہیے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اچھا ہم لڑکی سے پوچھتے ہیں چنانچہ رفقہ کو بلا کر اس سے پوچھا کہ "تجھے اس اجنبی کے ساتھ جانا منظور ہے اور تو ایک معزز دولتمند نبی کی بہو ہونا پسند کرتی ہے"؟

رفقہ نے بہت خوشی سے کہا "ہاں میں ابھی جاتی ہوں اور جانے کے لیے تیار ہوں"۔ عزیزوں نے رفقہ کو خدا کی امان میں دیا اور یہ کہہ کر غلام کے ساتھ رفقہ کی کھلائی کو بھی اس کی ہمراہی میں رخصت کیا اب یہ سب لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر بیر سبع کو روانہ ہوئے۔ ایک روز شام کو اسحٰق علیہ السلام بطور تفریح گھر سے نکلے اور بیر الحی الرائی کی راہ میں وہ سیر کر رہے تھے کہ انہیں دور پر کچھ غبار سا نظر آیا۔ انہوں نے میدان کی جانب بڑھ کر غور کیا تو چند اونٹ اسی طرف آتے ہوئے دکھائی دیے۔ رفقہ اور اس کے ہمراہی بھی ادھر ادھر نظر دوڑاتے اور میدانوں کی ہوا کھاتے چلے آ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے کہ رفقہ کی آنکھیں اسحٰق علیہ السلام سے چار ہوئیں دیکھا کہ وہ ادھر ہی چلے آ رہے ہیں۔ رفقہ نے اونٹ پر سے اتر کر غلام سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جو کھیت سے ہماری ملاقات کو چلا آ رہا ہے۔اس نے کہا کہ یہی ہمارا آقازادہ ہے۔رفقہ نے یہ سنتے ہی شرما کر چہرہ پر نقاب ڈال لی۔ اتنے میں اسحٰق علیہ السلام بھی اس قافلہ تک پہنچ گئے اور غلام نے بڑھ کر آپ سے ملاقات کی اور تمام ماجرا سنایا۔ اسحٰق علیہ السلام سارا قصہ سن کر بہت خوش ہوئے اور خوش خوش رفقہ اور تمام ہمراہیوں کو اپنی ماں کے خیمہ میں لے آئے اور حسب قاعدہ دونوں کا نکاح ہو گیا۔رفقہ کے اخلاق اور ہردلعزیزی کی ہم پہلے بھی تعریف کر چکے ہیں۔اس نے یہاں بھی اپنی فطری لیاقت سے کام لیا اور بہت جلد سارے گھر خاص کر اسحٰق علیہ السلام کو اپنا بنا لیا اور رفتہ رفتہ اسحٰق علیہ السلام کو رفقہ سے اس قدر محبت ہو گئی کہ اس کو اللہ کی ایک بیش بہا نعمت سمجھنے لگے۔ادھر ابراہیم علیہ السلام نے اپنا تمام مال و اثاثہ اسحٰق علیہ السلام کو سونپ دیا۔تھوڑے دن کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔اب اللہ نے اسحٰق علیہ السلام کو بھی برکت دی اور دینی و دنیاوی حیثیت سے ان کو ایک خوش قسمت آدمی بنا دیا۔ تب آپ بیرالحی الرائی کے پاس جا رہے۔

اسحٰق علیہ السلام کو رفقہ سے بہت محبت تھی کیونکہ وہ بے حد خوبصورت، ہنرمند، فرمانبردار اور خوش ادا عورت تھیں لیکن باوجود ان تمام اوصاف کے بانجھ ہونے کا ایک بہت بڑا عیب بھی تھا جب ان کے نکاح کو انیس برس گزر چکے اور کوئی اولاد نہیں ہوئی تو اسحٰق علیہ السلام نے نماز حاجت پڑھی اور اولاد کے لیے دعا مانگی تھوڑے دن کے بعد ہی رفقہ حاملہ ہوئیں اور مدت حمل گزرنے کے بعد ان کے بطن سے دو بیٹے یعقوب علیہ السلام اور عیص جڑواں پیدا ہوئے۔ پیدائش کے وقت یعقوب علیہ السلام کا ہاتھ عیص کی پیٹھ پر رکھا ہوا تھا۔عیص ایک شکاری اور جنگلی اور یعقوب علیہ السلام نیک مزاج اور اپنے خیموں میں رہنے والے آدمی تھے۔ ماں کو اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب علیہ السلام سے اور باپ کو عیص سے زیادہ محبت تھی۔

بڑھاپے میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بصارت زائل ہو گئی تھی۔ ہر وقت اپنے گھر میں بیٹھے رہتے تھے۔ایک روز شکار کا گوشت کھانے کو جی چاہا تو عیص سے فرمایا کہ تم صبح اٹھ کر شکار لاؤ اور خوش مزہ بھون کر مجھے کھلاؤ، گوشت کھانے کو میرا جی چاہتا ہے۔میں تمہارے لیے دعا کروں گا تو اللہ برکت دے گا۔ادھر عیص تیر و کمان لے کر اپنے باپ کے حکم پر جنگل کی طرف دوڑے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادھر رفقہ نے یہ سنتے ہی یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ جاؤ اپنی بکریوں میں سے دو عمدہ بچے پکڑ کر لے آؤ اور اپنے باپ کے لیے ان کی پسند کا مزیدار کھانا تیار کر کے ان کے سامنے لا رکھو تاکہ وہ اپنی وفات سے پہلے اپنے رب سے تمہارے لیے برکت کی دعا کریں۔

یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ عیص بڑے بڑے بال والے ہیں اور میرا جسم بے رواں ہے وہ مجھے پہچان لیں گے تو برکت کے عوض مجھ پر لعنت و ملامت کریں گے۔ رفقہ نے کہا بیٹا تمہاری لعنت ملامت میرے سر آنکھوں پر ہے تم کھانا تو تیار کر لو۔ یعقوب نے اسی وقت اپنی مہربان ماں کے حکم کی تعمیل کی اور ایک فربہ بچھڑا ذبح کر کے اس کا گوشت پکا لائے جب یہ لذیذ گوشت پک کر تیار ہو گیا تو رفقہ نے یعقوب کو عیص کی فاخرہ پوشاک پہنائی اور ان کے ہاتھوں اور گردن میں بھیڑوں کے بچوں کی کھال لپیٹ کر باپ کی خدمت میں بھیج دیا۔

یعقوب علیہ السلام نے اسحٰق علیہ السلام کے خیمہ میں داخل ہو کر کہا بزرگ باپ آپ کے حکم کی تعمیل میں شکار کا گوشت حاضر ہے اٹھیے اور نوش جان فرمایئے۔ اسحٰق علیہ السلام نے فرمایا پیارے بچے آگے بڑھو یعقوب علیہ السلام آگے آئے۔ اسحٰق علیہ السلام نے بدن پر ہاتھ پھیرا تو بال عیص کے ایسے تھے لیکن آواز یعقوب علیہ السلام کی۔ آپ نے متحیر ہو کر پوچھا تم کون ہو اور کیا لائے ہو۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا میں آپ کا پہلوٹا بیٹا عیص ہوں اور آپ کے حکم پر فوراً تازہ شکار کا لذیذ گوشت پکا کر لایا ہوں۔ اسے کھایئے اور جس برکت کا آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اس کے لیے دعا کیجیے۔

اسحٰق علیہ السلام کھانا کھا کر بہت خوش ہوئے۔ آپ نے اسی وقت دعا کی **بارک اللہ فی ولدک وجعل فیھم النبوۃ والکتاب۔** اس دعا کی برکت سے یعقوب علیہ السلام کی ذریت میں بکثرت لوگ نبوت و رسالت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک نبوت اسی خاندان میں رہی۔

اس کے بعد عیص شکار سے واپس آئے اور گوشت پکا کر باپ کے سامنے پیش کر کے کہا کہ اب مجھے برکت دیجیے تو اسحٰق علیہ السلام سمجھ گئے کہ پہلی بار حیلہ کیا گیا تب فرمایا "اے بیٹے میں تو تمہارے بھائی کے لیے دعا کر چکا وہ میرے لیے کھانا تیار کر کے لایا اور تمہارے نام سے مجھے کھلا چکا ہے۔ یہ سُن کر عیص کو مارے غصہ کے تاب نہ رہی، انہوں نے قسم کھائی کہ میں یعقوب علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام کو مارڈالے بغیر نہ رہوں گا۔ماں کو جب یہ خبر لگی کہ عیص یعقوب علیہ السلام کا جانی دشمن ہوگیا ہے اور قسم کھا چکا ہے کہ اپنے باپ کی وفات کے بعد یعقوب علیہ السلام کو مارڈالے گا کیونکہ اس نے دھوکا دے کر عیص کے حصہ کی برکت حاصل کرلی ہے۔رفقہ نے فوراً عیص کے ارادہ سے یعقوب علیہ السلام کو آگاہ کیا اور کہا کہ اے بیٹے اب جو میں کہتی ہوں اسے سن اور اس پر عمل کر۔اب تو میرے بھائی لابان کے پاس بھاگ کر چلا جا جو حمران میں رہتا ہے اور وہیں چند روز بسر کر جب عیص کا غصہ اتر جائے گا اور جو کچھ حق تلفی اس کی تو نے کی ہے اس کا خیال عیص کے دل سے جاتا رہے گا تو میں وہاں سے تجھے بلالوں گی تاکہ میرے ہاتھ سے ایک ہی دن میں دونوں عزیز بیٹے نہ جاتے رہیں۔یعقوب علیہ السلام کو یہ باتیں سمجھا کر رفقہ اسحٰق کے پاس گئیں۔وہ آنکھوں سے معذور اپنے خیمہ میں بیٹھے ہوئے یاد خدا کر رہے تھے ان سے کہا کہ تم جانتے ہو کنعان کی بیٹیوں کے سبب میں اپنی زندگی سے تنگ ہوں اگر یعقوب علیہ السلام نے اس ملک کی لڑکیوں میں سے کسی کے ساتھ بیاہ کرلیا تو میری زندگی اجیرن اور کس قدر بے لطف ہو جائے گی۔تم سمجھتے ہو کہ یہاں کی بیٹیوں کو بیاہنا کسی طرح مناسب نہیں۔

اسحٰق علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کو بلا کر برکت دی اور تاکید کر کے کہا کہ میری یہ نصیحت ہے کہ کنعانی لڑکیوں میں اپنا عقد ہرگز نہ کرنا۔بہتر یہ ہے کہ تم اپنے نانا بتوئیل کے گھر چلے جاؤ وہ فدان ارم میں رہتے ہیں۔وہاں اپنے ماموں لابان کی بیٹیوں میں سے کسی کو اپنی زوجیت میں لے آنا یہ کہہ کر یعقوب علیہ السلام کو کچھ دعائیں دے کر اللہ کے حوالہ کیا اور حبران روانہ کردیا عیص کو جب یہ معلوم ہوا کہ میرے بزرگ باپ کو کنعان کی لڑکیاں پسند نہیں اور یعقوب علیہ السلام کو انہوں نے فدان ارم (حمران) اس غرض سے بھیجا ہے کہ وہاں اپنی شادی کرے۔تب اپنے چچا اسمٰعیل کے پاس چلے گئے اور وہاں پہنچ کر اپنے چچا کی بیٹی محلت (بسمت) سے نکاح کر لیا۔

لیکن قبل اس کے کہ بھائیوں میں صلح ہو اور یعقوب علیہ السلام واپس آئیں رفقہ نے وفات پائی اور ہمیشہ کے لئے وہ اپنے دونوں بیٹوں سے جدا ہوگئیں اور اس مزروعہ میں دفن کی گئیں جہاں ابراہیم علیہ السلام و سارہ موت کی نیند سو رہے تھے۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راحیل ولیّا

(زوجۂ یعقوب علیہ السلام)

یعقوب علیہ السلام کا سرزمین فلسطین سے روانہ ہو کر اپنے ماموں لابان کے یہاں پہنچ جانا تو آپ رفقہ کے حالات میں پڑھ ہی چکے ہیں۔ اب ان کے عقد کے قصہ کو جو نہایت دلچسپ و پُر لطف ہے، ہم بھی کئی مستند تاریخوں سے اخذ کر کے لکھتے ہیں۔

یعقوب علیہ السلام ارض فلسطین سے قدم بڑھائے ہوئے مشرق کی زمین میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک میدان میں ایک کنوئیں کے نزدیک بکریوں کے تین گلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ سب گلوں کو اسی کنوئیں کا پانی پلایا جاتا تھا۔ لیکن اس وقت اس کنوئیں پر ایک بڑا پتھر رکھا ہوا تھا۔ جب سب گلہ بان جمع ہو کر پتھر کھسکاتے تھے تب گلوں کو پانی پلایا جاتا تھا، اور پھر اسی طرح اس کنوئیں کو ڈھک دیا کرتے تھے۔ اس وقت جو لوگ کنوئیں پر موجود تھے اِن سے یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ بھائیو تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے جواب دیا ہم حران کے باشندے ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کیا آپ لوگ لابان بن ناحور کو جانتے ہیں۔ وہ بولے ہاں ہم خوب پہچانتے ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا وہ زندہ اور خیر و عافیت سے تو ہیں۔ حران والوں نے کہا ہاں، یہ دیکھو اس کی بیٹی راحیل بھیڑوں کو لیے ہوئے چلی آتی ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے گردن اٹھا کر جس طرف سے راحیل آ رہی تھی اودھر دیکھا پھر چرواہوں سے بولے "ان کو پانی پلا کر چرائی پر لے جاؤ ابھی تو دن بہت باقی ہے اور یہ مواشی کے یکجا کرنے کا وقت نہیں"۔ چرواہوں نے جواب دیا"۔ جب تک سارے گلے جمع نہ ہو جائیں یہ کیونکر ممکن ہے جب سب مل کر پتھر کو کنوئیں کے منہ سے ہٹائیں، تب پانی پلا سکیں گے"۔ ابھی یعقوب علیہ السلام حران کے ان چرواہوں سے باتیں کر ہی رہے تھے کہ راحیل اپنے گلے کو لیے ہوئے کنوئیں پر آ پہنچی۔ وہی ان کو چراتی اور ان کی نگہبانی کیا کرتی تھی۔ یعقوب علیہ السلام نے اس کو اور اس کے گلے کو دیکھ کر جھٹ آگے بڑھ کر پتھر کو کنوئیں سے کھسکا دیا اور اپنے ماموں کے گلے کو پانی پلایا۔ پھر راحیل کی پیشانی کو بوسہ دیا، اور اسے گلے لگایا اور بہت روئے اور راحیل سے کہا کہ "میں لابان کی برادری میں ہوں اور رفقہ کا بیٹا ہوں"۔ راحیل یہ سن کر جھٹ دوڑیں اور اپنے باپ کو اطلاع دی۔ لابان نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعقوب علیہ السلام کے آنے کی خبر جو سنی تو فوراً دوڑے ہوئے آئے اور کنوئیں پر پہنچ کر ان کو گلے سے لگایا، اور پیار کیا پھر اپنے گھر لے آئے اور ان سے یہاں آنے کا سب قصہ پوچھا۔ تب یعقوب علیہ السلام نے لابان سے اپنا سارا ماجرا بیان کیا۔ لابان نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ بیٹا تم تو میرے گوشت پوست اور میری ہڈی ہو۔ تم یہاں رہو اور کام کرو لیکن چونکہ میری خدمت گزاری تم مفت کرنا چاہو گے اور یہ مجھے گوارا نہیں۔ لہٰذا سچ سچ بتاؤ کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ میں تم کو کیا بدلہ دوں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا اے میرے پیارے ماموں اپنی چھوٹی بیٹی راحیل کا میرے ساتھ عقد کر دیجئے میں اور کچھ نہیں چاہتا۔

لابان کی دو لڑکیاں تھیں۔ بڑی بہن کا نام لیّا اور چھوٹی کا نام راحیل تھا۔ لیّا کی آنکھیں چُندھی تھیں اور وہ کچھ خوبصورت بھی نہ تھی۔ مگر راحیل نہایت خوش پیکر و خوش منظر لڑکی تھی۔ لابان نے کہا تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے جو میں راحیل کو تمہاری زوجیت میں دے دوں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میرے پاس مال و دولت تو کچھ نہیں ہے مگر راحیل کے لیے میں آپ کی ایک مزدور کی حیثیت سے خدمت کروں گا اور جب تک میری اجرت سے اس کا مہر پورا نہ ہو جائے برابر خدمت گزاری کرتا رہوں گا۔ لابان نے جواب دیا۔ اچھا اس کا مہر یہ ہے کہ تم سات برس تک میری خدمت میں رہو اور ایک اجیر (مزدور) کی حیثیت سے میرا کام کرو۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا یہ شرط مجھے بخوشی منظور ہے لیکن آپ راحیل کو میرے عقد میں دے دیجئے گا۔ لابان نے کہا اچھا تو اب ہم میں تم میں یہ طے ہو گیا اور راحیل کو تمہارے عقد میں دینا اس سے بہت اچھا ہے کہ میں کسی غیر کو دوں۔ اس کے بعد یعقوب علیہ السلام سات برس تک لابان کے یہاں چرواہی کا کام کرتے رہے اور چونکہ راحیل کی محبت یعقوب علیہ السلام کے دل میں بہت تھی اس سبب سے مشقت کے یہ سات سال ان کی نظر میں چند روز سے زیادہ نہ معلوم ہوئے بلکہ بہت جلد گزر گئے۔ تب یعقوب علیہ السلام نے لابان سے کہا کہ اب آپ میری بیوی کو میرے حوالے کیجئے کیونکہ میرے ایام خدمت پورے ہو گئے۔ چنانچہ لابان نے تمام اہل بیت کو جمع کیا اور ولیمہ کا کھانا تیار کرایا جب رات زیادہ ہو گئی تو اس زمانہ کی رسم کے موافق لیّا کا یعقوب علیہ السلام کے ساتھ نکاح پڑھوا دیا اور راحیل کے نام سے لیّا کو یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیج دیا اور اس کے جہیز میں ایک لونڈی دی جس کا نام بلہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندھیری رات میں یعقوب علیہ السلام لیّا کو نہ پہچان سکے بلکہ اسے راحیل سمجھ کر بہت خوش ہوئے۔ لیکن صبح ہوئی تو یعقوب علیہ السلام نے خلاف شرط راحیل کی جگہ لیّا کو اپنی آغوش میں پایا۔ تب تو یعقوب علیہ السلام بہت جھنجھلائے اور لابان کے پاس اسی وقت آئے اور کہا کہ یہ تم نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ تم نے مجھے بڑا دھوکا دیا اور میری سات برس کی محنت کو برباد کر دیا اور میری بیوی کے نام سے دوسری عورت میرے حوالے کر دی کیا راحیل کے لیے میں نے سات برس تک تمہاری خدمت نہیں کی تھی۔ لابان نے کہا میرے پیارے بھانجے کیا تم اپنے ماموں کی رسوائی اور ذلت چاہتے ہو۔ میں تمہارا ماموں اور شفیق باپ کی جگہ ہوں تم نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بڑی لڑکی سے پہلے چھوٹی لڑکی کا عقد نہیں کیا جا سکتا۔ اب تم سات برس اور خدمت کرو تو میں راحیل کو بھی تمہارے ہی ساتھ بیاہ دوں گا[1]۔

آخر اس محبت سے مجبور ہو کر جو یعقوب علیہ السلام کو راحیل سے ان کے حسن و جمال بے مثال کی وجہ سے تھی انہوں نے اس کو بھی گوارا کیا اور پھر سات برس تک برابر لابان کے مواشی چراتے رہے۔ تب لابان نے راحیل کو بھی یعقوب علیہ السلام کے حوالے کر دیا اور اس کے جہیز میں بھی ایک لونڈی دی جس کا نام زلفا تھا۔ یعقوب علیہ السلام کو چودہ برس کی متواتر محنت و خدمت گزاری کے بعد اپنی منہ مانگی مراد پا کر جو کچھ مسرت اور خوشی ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ آپ راحیل کو لیّا سے بہت زیادہ چاہتے، اور محبت کرتے تھے، لیکن لیّا کے بطن سے یعقوب علیہ السلام کی چار اولادیں ہوئیں اور راحیل بانجھ رہیں ان سے کوئی اولاد عرصہ تک نہیں ہوئی۔ لیّا بہت خوش تھیں کہ اولاد کی وجہ سے یعقوب علیہ السلام کو لیّا کی خاطر بھی بہت عزیز ہو گئی تھی۔ جب راحیل نے دیکھا کہ ان کے بطن سے یعقوب علیہ السلام کی کوئی اولاد ہی نہیں ہوئی تو ان کو اپنی بہن سے سوتیلا جلاپا پیدا ہوا۔ انہوں نے اپنی لونڈی زلفا یعقوب علیہ السلام کو دی اور کہا میں چاہتی ہوں اس سے تمہارے کوئی اولاد ہو۔ تاکہ میرا گھر بھی آباد ہو۔ چنانچہ اس کے بطن سے دان اور نفتالی دو لڑکے پیدا ہوئے اس عرصہ میں لیّا سے پھر کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ جب لیّا نے دیکھا کہ اب مجھ سے کوئی اولاد نہیں ہوتی تو اپنی لونڈی بلہا کو یعقوب علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔ اس سے بھی یعقوب علیہ

---

[1] اس زمانے میں دو بہنوں کا ایک شخص سے نکاح میں آنا جائز اور حسب رواج شریعت تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے اور ان پر توریت نازل ہونے تک یہی شریعت رہی۔ دیکھو تفاسیر ۱۲ مؤلف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام کے دو بیٹے ہوئے جن کا نام جادا اور اشیر رکھا گیا پھر راحیل سے بھی ناامیدی کے بعد یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہ اپنی ماں سے بہت مشابہ اور حسین وخوبصورت تھے۔ یعقوب علیہ السلام کو تمام اولاد سے زیادہ یوسف علیہ السلام کی محبت ہوگئی اب آپ اپنے سب لڑکوں اور دونوں بیویوں اور دونوں لونڈیوں کو لے کر اپنے باپ اسحٰق علیہ السلام کے مکان اور اپنے وطن اصلی فلسطین کی جانب واپس ہوئے لیکن عیص سے ان کو بے حد جان کا خوف تھا۔ تاہم ان سے فائدے کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا کیونکہ عیص اپنے چچا اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس جارہے تھے اور ان کی لڑکی بسمت سے شادی کرلی تھی۔ پھر ان کو ملک شام میں اپنے آبائی مکان میں لے آئے تھے۔ ان سے بکثرت اولاد ہوئی یہاں تک کہ عیص کی اولاد شام میں تمام کنعانیوں پر غالب آگئی اور اطراف اسکندریہ وروم تک دریا کے کنارے کنارے پھیل گئی تھی اور عیص چونکہ گندی رنگ کے آدمی تھے اس سب سے آدم ان کا نام رکھ دیا گیا تھا۔ مگر یعقوب علیہ السلام نے وہاں پہنچ کر خوشامد درآمد کرکے عیص کا دل اپنی طرف سے صاف کرلیا۔ پھر تو عیص ان پر اس قدر مہربان ہوئے کہ یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد کے لیے انہوں نے کئی شہر خالی کرکے چھوڑ دیئے اور نقل مکان کرکے سواحل شام میں جارہے اور پھر دریا عبور کرکے روم تک پہنچ گئے۔ اس راوی کا بیان ہے کہ پھر عیص ہی کی اولاد میں سے بادشاہ ہوئے اور وہ یونانی بادشاہ کہلائے۔ یوسف علیہ السلام سے یعقوب علیہ السلام کی محبت عشق کے درجے تک پہنچ گئی تھی اور کسی وقت نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے مگر یہ محبت لیا اور یوسف علیہ السلام کے اور سب بھائیوں کو ناگوار تھی۔ وہ یوسف علیہ السلام سے بہت جلنے لگے آخر یوسف علیہ السلام کو ان کے مہربان باپ نے جو خواب کی تعبیر دی تھی، اور تاکید کی تھی کہ اپنی سوتیلی ماں اور دوسرے بھائیوں سے ہرگز ذکر نہ کرنا ورنہ بڑی مصیبت اور ہلاکت میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے لیکن لیا یہ سب باتیں چھپ کر سن رہی تھی۔ اس نے اپنے بیٹوں پر یہ راز ظاہر کردیا۔ آخر یوسف علیہ السلام نے بے حد مصائب اٹھائے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ قرآن شریف میں اس قصے کو اللہ تعالیٰ نے بڑی تفصیل اور نہایت خوبی سے احسن القصص کے نام سے بیان فرمایا ہے۔

البتہ جب یوسف علیہ السلام نے قید خانہ سے رہائی پاکر وزارت مصر پائی، اور اپنے بھائیوں کو اور باپ کو طلب کیا ہے تو ان کے ساتھ لیا بھی آئی تھیں اور ان سب نے مل کر یوسف علیہ السلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو تعظیمی سجدہ کیا ہے اور یہ اس خواب کی تعبیر تھی، جس کی وجہ سے یوسف علیہ السلام مصائب میں مبتلا ہوئے۔

اس واقعہ کو مورخین نے یوں لکھا ہے کہ جب یعقوب علیہ السلام مقام فدان ارم سے چلے ہیں تو راحیل حاملہ تھیں آپ اپنی بیوی بچوں کو لے کر بیت ایل ہوتے اپنے وطن آ رہے تھے اور کنعان کی سرزمین میں داخل ہو چکے تھے کہ راحیل کے دردِ زہ شروع ہوا، اور اس زور سے یہ درد اٹھا کہ معمول سے بہت زیادہ تکلیف محسوس ہوئی۔ راحیل اس کی شدت سے بے حد بے چین اور پریشان تھیں لیکن دائی نے تسلی دی، اور ان سے کہا کہ، تم ڈرو نہیں اس دفعہ بھی لڑکا پیدا ہوگا۔ اس سبب سے تکلیف زیادہ ہے چنانچہ بڑی دشواریوں سے لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یعقوب علیہ السلام نے بنیامین رکھا لیکن راحیل کی قضا آ چکی تھی وہ ہنوز مبتلائے درد تھیں، اور بچہ کو پیدا ہوئے ابھی پورے چالیس روز بھی نہیں گزرے تھے کہ راحیل نے وفات پائی اور ہمیشہ کے لیے اپنے شوہر کو اپنی جدائی کا ناقابل برداشت داغ دیا۔ راحیل سے یعقوب علیہ السلام کو جس قدر محبت تھی وہ معلوم ہی ہے۔ آپ کو ان کے مرنے کا بہت رنج و قلق ہوا اور اس محبت کی یادگار میں ان کی قبر پر ایک ستون قائم کیا۔ (توریت میں لکھا ہے کہ) وہ اب تک موجود ہے۔ یہ مقام جہاں راحیل نے انتقال کیا اور دفن ہوئیں افرات سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے اس کو اب بیت لحم کہتے ہیں۔

راحیل کے دفن اور رسوم میت سے فراغت کر کے پھر یہ قافلہ سرزمین کنعان کی ر روانہ ہوا اور منزل بہ منزل چل کر آخر مقام حبرون پر پہنچ گیا جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام کا قیام تھا۔ اسحٰق علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے بخیر و عافیت واپس آنے کی بہت خوشی ہوئی لیکن ابھی اس قافلے کو آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اسحٰق علیہ السلام نے بھی ۱۸۰ برس کی عمر کو پہنچ کر دنیا سے آخرت کا کوچ کیا اور اپنی وصیت کے موافق اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ باپ کی اس دوامی مفارقت کے بعد یہاں یعقوب علیہ السلام عرصہ تک اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کی جدائی کے مصائب میں مبتلا رہے اور پھر ایک مدت کے بعد بیٹے کی ملاقات سے دل شاد ہوئے۔ جس وقت آپ یوسف علیہ السلام کی طلب پر مصر گئے ہیں تو لیّا ساتھ تھیں۔ وہاں سے واپسی پر لیّا نے بھی انتقال کیا۔ تب آپ نے ان کو بھی وہیں دفن کیا جہاں اس سے قبل ابراہیم علیہ السلام و سارا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسحق علیہ السلام و ربقہ دفن تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو وصیت کی تھی کہ مجھے بھی یہیں دفن کرنا یہ زمین عفرون متی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارا کو دفن کرنے کے لیے خرید کی تھی اور اس کا کسی قدر ذکر سارا کے حالات میں گزر بھی چکا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسنات

(زوجۂ یوسف علیہ السلام)

جب یوسف علیہ السلام قید خانے سے رہا کیے گئے تو فرعون مصر کو اس کے خواب کی تعبیر بتانے کی وجہ سے وہ بہت محبوب ہو گئے۔ فرعون نے جس کا نام ریان[1] بن ولید بن دومغ تھا۔ ان کو حسب خواہش تمام مملکت کا خزانچی کر دیا اور انہیں جہاں پناہ کا خطاب دیا اور تمام ملکِ مصر میں آپ کی بہت عزت افزائی ہوئی۔ یوسف علیہ السلام کی عمر اس وقت ۳۰ سال کی تھی۔

اسی زمانے میں شہر اون میں ایک کاہن رہتا تھا جو اپنی دینداری اور شرافت کی وجہ سے بہت معزز اور ذی مرتبہ سمجھا جاتا تھا۔ ملک ریان کی اس پر خاص عنایت تھی۔ اس کا نام فوطیفرع تھا اور اس کی ایک بیٹی آسنات نامی تھی جس سے فرعون مصر نے یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا اور آسنات کو یوسف علیہ السلام سے بیاہ کر کے اون سے مصر کے دار السلطنت میں لے آیا۔ آسنات بھی اپنے باپ فوطیفرع کاہن کی طرح راست باز اور نیک تھی اور اپنے تمام خاندان سے زیادہ خوش قسمت کہ اس کو یوسف علیہ السلام کی بیوی ہونے کی عزت حاصل ہوئی۔ آسنات زندگی بھر بڑی خوشی کے ساتھ یوسف علیہ السلام کی خدمت میں رہی اللہ نے اس کے بطن سے یوسف علیہ السلام کو دو بیٹے بھی دیئے اور یہ دونوں فرزند ملک مصر میں کال پڑنے سے پہلے (جس کی یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر کے سلسلہ میں پیشین گوئی کی تھی) پیدا ہوئے تھے۔ یوسف علیہ السلام نے پہلوٹھے بیٹے کا نام منستا رکھا اور جب یہ پیدا ہوا تھا تو نہایت خوشی منائی گئی۔ دوسرے بیٹے کا نام افرائیم رکھا اور اب بڑے اطمینان اور خوشی کے ساتھ آسنات اور یوسف علیہ السلام اپنی زندگی کے پرلطف دن گزار رہے تھے۔ آسنات کے یہ دونوں بیٹے بھی بڑے خوش قسمت تھے کہ جب یوسف علیہ السلام کنعان سے اپنے والد کی زیارت کو گئے ہیں تو ان دونوں کو بھی ساتھ لے گئے تھے۔ یعقوب علیہ السلام نے ان کو بھی برکت دی اور اپنی اولاد میں شامل کیا۔ اور یوسف علیہ السلام سے کہا کہ یہ تیرے دونوں بیٹے افرائیم ومنستا جو میرے مصر پہنچنے سے پہلے پیدا ہوئے ہیں یہ میرے ہیں وہ روبن اور سمعون کی طرح میرے ہوں گے[2]۔ چنانچہ ان دونوں کے بعد جو اولاد آسنات اور

۱۔ ابن خلدون جلد اول کتاب ثانی ۱۲۔

۲۔ توریت کتاب پیدائش ۱۲،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زلیخا سے یوسف علیہ السلام کی ہوئی وہ بالکل پردۂ گمنامی میں رہی اور یعقوب علیہ السلام نے اس کو اپنے سلسلہ میں شامل نہیں کیا۔

آسنات کے یہ حالات توریت کتاب پیدائش میں درج ہیں مگر اور جو اسلامی تاریخیں اور تفسیریں ہمارے پیش نظر ہیں افسوس ہے کہ ان میں کسی جگہ آسنات کا نام نہیں پایا جاتا۔ سب صرف زلیخا کا ذکر کرتے ہیں اور افرائیم ومنسا کا بھی زلیخا ہی کے بطن سے ہونا لکھتے ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ دونوں آسنات کے بطن سے تھے اور زلیخا سے بھی یوسف علیہ السلام کے چند بیٹا بیٹی پیدا ہوئے تھے جو بنی اسرائیل کے سلسلہ میں نہ ہونے کی وجہ سے گمنام رہے۔

آسنات کے اور کچھ حالات کہیں سے دستیاب نہیں ہوئے۔ یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کے بعد یہ زندہ تھیں یا ان کی حیات ہی میں مر چکی تھیں اور یہ کہ یعقوب علیہ السلام کے مصر میں آنے کے بعد ان کے بطن سے یوسف علیہ السلام کے اور کتنے بچے پیدا ہوئے اور ان کے کیا کیا نام تھے لیکن ہوئے ضرور ہیں۔ مورخ ابن خلدون لکھتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بہت سے لڑکے تھے ان میں سے دو مشہور ہیں (اور انہیں کا نام توریت میں بھی آیا ہے) افرائیم ومنسا اور یہ دونوں اسباط میں شمار کئے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے یعقوب علیہ السلام کا زمانہ پایا اور جناب موصوف نے ان کو اپنی اولاد میں شمار کیا تھا اور ان کے حق میں دعائے برکت کی تھی[1] لیکن مورخ مذکور نے یہ نہ لکھا کہ یہ دونوں آسنات کے بطن سے تھے یا زلیخا کے بطن سے۔

واللہ اعلم بالصواب ط

---

[1] صفحہ ۱۴۰ جلد دوم تاریخ ابن خلدون ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زلیخا

(زوجۂ یوسف علیہ السلام)

زلیخا عزیز مصر کی بیوی جو حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق تھی اس کا باقی قصہ نہ قرآن شریف میں موجود ہے اور نہ توریت میں بیان کیا گیا مگر اہل سیر نے لکھا ہے کہ اس سے بعد کو شادی ہو گئی تھی اور دو لڑکے اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی[1] چنانچہ علامۂ ابن خلدون لکھتا ہے کہ اطفیر کی معزولی کے بعد اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد یوسف علیہ السلام متولی وزارت ہوئے تب انہوں نے زلیخا سے بھی نکاح کر لیا اور اس کی کل املاک کے مالک ہو گئے[2]۔ اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے مورخ[3] ابن حریر طبری لکھتے ہیں کہ:۔

"جب فرعون مصر سے یوسف علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اپنی زمین کے تمام خزانوں پر افسر کر دیجئے میں بڑا محافظ و واقف کار ہوں تو بادشاہ مصر نے جس کا نام ریان بن ولید تھا کہا کہ بہتر ہے میں نے آپ کو اسی عہدے پر مقرر کر دیا چنانچہ یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر یعنی شوہر زلیخا کی جگہ پر معین کر دیا اور وہ معزول کر دیا گیا۔ عزیز مصر کا نام اطفیر یا قطفیر تھا۔ اطفیر اسی زمانہ میں چند روز کے بعد مر گیا تب فرعون[4] مصر نے یوسف علیہ السلام کا بیاہ زلیخا سے کر دیا اور اب یوسف علیہ السلام کو بھی زلیخا سے ویسی ہی محبت ہو گئی جیسی کبھی زلیخا کو یوسف علیہ السلام سے تھی۔ جب زلیخا یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا کہ "راعیل موجودہ حالت اس سے بہتر نہیں ہے جس کا تم ارادہ کرتی تھیں"۔ زلیخا نے یوسف علیہ السلام کے اس ارشاد کے جواب میں کہا "اے پیارے صدیق! مجھے ملامت نہ کیجئے کیونکہ میں حسین و خوبصورت اور دنیا میں ایک ناز پروردہ عورت ہوں اور میرا شوہر عورت کے کام ہی کا نہ تھا اور آپ اپنے حسن و جمال میں ویسے ہی

---

۱ تفسیر حقانی جلد سوم پارہ ۱۲ و ۱۳ سورۂ یوسف۔ ۱۲

۲ جز ثانی تاریخ ابن خلدون۔ ۱۲

۳ طبری ۳۹۲ صفحہ جلد اول جز اول۔ ۱۲

۴ یہ بالکل ممکن ہے کہ جس طرح آسنات کو فرعون نے یوسف علیہ السلام سے بیاہ دیا تھا اسی طرح قطفیر کے مرنے کے بعد زلیخا کا نکاح بھی ان سے کر دیا ہو۔ مؤلف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے جیسا کہ خدا نے بنایا ہے آخر میرے نفس نے مجھے ابھارا اور وہ مجھ پر غالب آیا'' مورخین کا گمان ہے کہ یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو کنواری عورتوں کی طرح پایا اور ان سے دو بچے افرائیم و منسا پیدا ہوئے اور انہیں سے یوسف علیہ السلام کی نسل چلی۔

اور اسی مضمون کو بعض الفاظ کے تغیر کے ساتھ صاحب تاریخ[1] گزیدہ بھی یوں لکھتا ہے:۔

یوسف علیہ السلام کو ملک ریان نے غلّے کے انتظام پر حاکم مقرر کیا اور تھوڑے دن کے بعد عزیز مصر کا بھی انتقال ہو گیا۔ عزیز وہاں کا خزانچی تھا۔ بادشاہ نے یہ جگہ بھی یوسف علیہ السلام کو دے دی۔ اب یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو یاد فرمایا جب زلیخا تشریف لائیں تو آپ نے پیغام نکاح دیا جو اسی وقت منظور ہوا۔ اس وقت یوسف علیہ السلام کی عمر ۳۲ سال کی تھی اور زلیخا کی عمر ۳۰ سال کی اور وہ اب تک کنواری تھی کیونکہ اس کا شوہر عورت کے کام کا نہ تھا۔ یوسف علیہ السلام کے زلیخا سے دو لڑکے افرائیم اور منسّا پیدا ہوئے مگر تحقیق یہ ہے کہ یہ دونوں لڑکے آسنات ہی کے بطن سے پیدا ہوئے اور یہی یوسف علیہ السلام کی بیاہتا بیوی تھیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ زلیخا سے بھی بعد کو آپ نے نکاح کر لیا تھا جیسا کہ مذکورہ بالا بیان ہے۔ نیز اور مورخ بھی اس باب میں ان سے متفق ہیں۔

اب ہم وہ واقعات لکھتے ہیں جو شادی سے پہلے یوسف علیہ السلام و زلیخا کے درمیان پیش آئے اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت دلچسپ و پر لطف ہیں۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس کا نام راعیل اور زلیخا لقب تھا اور یہ عابیل کی بیٹی تھی اور بعض نے اس کا نام بکا بنت فیوش لکھا ہے مگر اکثر تاریخوں میں زلیخا ہی نام لکھا ہے اور یہی معتبر بھی ہے۔

زلیخا کا باپ ملوک قبط کی اولاد میں تھا یہ بادشاہ ملوک عرب کے داخل ہونے سے پہلے مصر پر حکومت کرتے تھے جن کو مورخین ملوک الرعاۃ کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔

زلیخا بڑی حسین و جمیل لڑکی تھی اور بڑے ناز و نعم سے پالی گئی تھی جب وہ جوان ہوئی تو اس نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ عنقریب وہ مصر پر ملکہ ہونے والی ہے اور چاند اس کے سر کا تاج بن گیا ہے اور جس وقت وہ تختِ حکومت پر بیٹھے گی اس وقت یہ تاج زیب سر کیا جائے گا۔ اس نے

---

[1] صفحہ ۳۹ مطبوعہ لیڈن۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثر لوگوں سے خواب کی تعبیر پوچھی چنانچہ اس کے سوال کے جواب میں کہا گیا کہ اس خواب زریں کی یہ تعبیر ہے کہ اس کا نکاح مصر کے بادشاہ سے جلد تر ہونے والا ہے لیکن ایک عرصہ اسی حالت میں گزر گیا اور خواب کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا یہاں تک کہ قطفیر عزیز مصر کے ساتھ اس کا عقد ہو گیا جو اس زمانہ میں بادشاہ مصر کی جانب سے بلد خاص کا محافظ یا وزیر تھا۔ اس عہدہ پر جو شخص مامور ہوتا اس کو عزیز مصر کہا کرتے تھے۔ تب زلیخا نے خیال کیا کہ میرا خواب، پریشان تھا اور یہ خیال کر کے اس نے اپنی تمام امیدوں اور فکروں کی عنان اس طرف سے پھیر لی اور اس خیال سے باز آئی مگر اسی اثناء میں مصر کی سرزمین میں عرب داخل ہو گئے اور وہ ساری زمین پر غالب ہو کر حاکم بن بیٹھے لیکن انہوں نے اور سب ارکان حکومت اپنی اپنی جگہ بحال رکھے چنانچہ قطفیر بھی اپنی جگہ پر بدستور رہا اور چونکہ وہ ایک بڑے عہدہ پر تھا اس سبب سے زلیخا کی یہ حالت تھی کہ جو کلمہ زبان سے نکالتی وہ گوش ہوش سے سنا جاتا اور جو حکم وہ دیتی فوراً اس کی تعمیل کی جاتی اور جو کچھ وہ چاہتی فوراً قبول کیا جاتا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ بادشاہ کے یہاں سے اس کی استدعا نامقبول ہوئی ہو۔ غرض وہ اس شان و شوکت سے قطفیر کی زوجیت میں رہی[1] اسی عرصہ میں ایک اسمٰعیلی قافلہ کنعان سے یوسف علیہ السلام کو مصر لے آیا۔ اس اجمال کی تفصیل[2] یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام ۱۷ برس کی عمر میں اپنے اور سب بھائیوں کے ہمراہ اپنے باپ کا گلہ چرانے جاتے تھے چونکہ راحیل متوفیہ کی یادگار اور اس کے حسن و جمال کی ایک زندہ مثال تھے اس سبب سے یعقوب علیہ السلام کو ان سے بہت محبت تھی اور تمام بھائیوں کو اس وجہ سے رشک تھا۔ انہیں دنوں میں یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ گیارہ ستاروں اور چاند سورج نے آسمان سے اتر کر مجھے سجدہ کیا۔ یہ خواب آپ نے پیارے باپ سے بیان کیا۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ تم اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ بیان کرنا ورنہ وہ کسی فریب میں ڈال دیں گے لیکن بھائیوں کو خواب کا سارا حال یوسف علیہ السلام یا لیّا کی زبانی معلوم ہو گیا اس سے ان کے رشک و حسد کی آگ اور بھڑک اٹھی حسب دستور صحرائے نابلس میں ایک

---

[1] درالمنثور فی طبقات ربات الخدور ۱۲

[2] یہ واقعات قرآن شریف میں تفصیل سے مذکور ہیں لہٰذا ہم بھی ناظرین کی مزید دلچسپی کے خیال سے لکھتے ہیں ان کی صحت میں شک وشبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو "احسن القصص" کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز یہ بکریاں چرانے گئے تھے کہ سب نے یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر روبن نے خونریزی سے منع کیا اور کہا کہ اس بیابان میں جو اندھا کنواں بنا ہوا ہے اس میں ڈال دو تا کہ ادھر سے کوئی قافلہ نکلے تو وہ لے جائے چنانچہ مقام سرنا سے دو ڈیڑھ میل کے فاصلے پر جو اندھا کنواں واقع تھا اس میں یوسف علیہ السلام کو ڈال دیا اس کام سے فراغت کر کے یہ لوگ کھانا کھانے بیٹھے تھے کہ اسمٰعیلیوں کا قافلہ جلعاد سے مصر کو جاتے ہوئے ادھر سے گزرا اہل قافلہ نے یہاں قیام کیا اور اپنے سقّی کو کنوئیں پر بھیجا۔ اس نے پانی بھرنے کے لیے کنوئیں میں ڈول ڈالا تو یوسف علیہ السلام نے ڈول پکڑ لیا، اس نے جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ لڑکا ہے اسی وقت سردار قافلہ کو آ کر خبر کی اس نے نکال کر اپنے اسباب میں یوسف علیہ السلام کو چھپا لیا ان کے بھائیوں کو جو خبر لگی تو سب نے بالا تفاق بیس روپیہ میں اس کے ہاتھ بیچ ڈالا اور ان کی قبا بکری کے بچے کے خون سے آلودہ کر کے اپنے باپ کر لا کر دکھا دی اور کہا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیے نے پھاڑ کھایا۔ یعقوب علیہ السلام کو یہ سُن کر نہایت صدمہ ہوا اور وہ اس غم میں مدتوں مبتلا رہے اور قافلہ والوں نے یوسف علیہ السلام کو مصر میں لے جا کر قطفیر کے ہاتھ ایک معقول قیمت پر فروخت کر ڈالا بعض مورخوں نے اس کا نام اطفیر اور بعض نے بوطیفار یا بوتیفار بھی لکھا ہے لیکن ترجیح قطفیر ہی کو ہے اس نے اپنے گھر اور تمام کاروبار کا مختار کر دیا اور اپنی بیوی زلیخا کو ہدایت کی کہ اس کو بہت عزت سے رکھنا تا کہ اس کا وجود ہمارے لیے مفید ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔ یوسف علیہ السلام نہایت خوبصورت اور نور پیکر نوجوان تھے اور زلیخا نے اپنے شوہر کے حکم کی پوری پوری تعمیل کی، جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ زلیخا کو آپ سے رفتہ رفتہ بے حد محبت ہو گئی وہ اس قدر فریفتہ ہوئی کہ آپ کو اپنے شوہر عزیز سے بھی زیادہ چاہنے لگی، کئی بار آپ سے اظہار آرزو کیا لیکن یوسف علیہ السلام ہر وقت ٹالتے رہے کبھی اس کی استدعا پر توجہ نہ کی۔ تب ایک روز تخلیہ پا کر زلیخا یوسف علیہ السلام کو خالی کمرہ لے گئی اور دروازے بند کر کے اور یوسف علیہ السلام کا پیراہن پکڑ کے انہیں مجبور کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو متنبہ کیا۔ آپ نے صاف انکار کر دیا اور کہا عزیز میرا آقا ہے اس نے مجھے بہت عزت و احترام سے رکھا ہے۔ مجھ سے ہرگز ممکن نہیں کہ اس کی خیانت کروں یہ بڑی بے انصافی کی بات ہے لیکن جب کسی طرح زلیخا نہ مانی تو آپ اپنا دامن چھڑا کر بھاگے زلیخا بھی آپ کے پیچھے لپکی اور کرتا پکڑنا چاہا مگر وہ پھٹ کر ہاتھ سے چھوٹ گیا اسی حالت میں دونوں دروازے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک پہنچ گئے۔ اتنے میں باہر سے عزیز آتے ہوئے دروازے پر مل گیا۔ زلیخا نے اپنی بریئت کے لیے الٹا الزام یوسف علیہ السلام پر رکھا اور قطفیر سے کہا کہ یہ مجھ سے برا ارادہ کرتا تھا میں چلائی تو اپنا پیراہن میرے ہاتھ میں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ یہ خود مجھے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتی تھیں اور خود انہوں نے مجھے برے فعل پر بار بار ابھارا، اور آج بہت مجبور کیا لیکن میں نے صاف انکار کر دیا اور اپنی جان بچا کر بھاگا۔ عزیز حیران تھا کہ اس باب میں کیا فیصلہ کرے آخر زلیخا کے خاندان میں سے ایک شخص نے فیصلہ کیا کہ اگر یوسف کا کرتا آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی اور یوسف جھوٹا ہے اور اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو وہ سچا اور یہ جھوٹی ہے۔ یوسف کا پیراہن دیکھا تو پیچھے سے پھٹا ہوا پایا۔ عزیز سمجھ گیا کہ یہ زلیخا ہی کی چالاکی ہے۔ پھر یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم اس سے درگزر کرو اور اپنی بیوی سے کہا کہ تو یوسف علیہ السلام سے اپنے گناہ کی معافی مانگ بے شک تو ہی خطاوار ہے مگر چند روز میں اس واقعہ کا چرچا مصر کے گھر گھر میں پھیل گیا۔ ہر طرف عورتوں میں کانا پھوسی اور ذکر اذکار ہونے لگے کہ عزیز کی بیوی زلیخا اپنے غلام کو چاہتی ہے اور اس کی محبت میں دیوانی ہو رہی ہے۔ جب زلیخا نے یہ حال سنا تو چند معزز عورتوں کو مدعو کر کے ایک پر تکلف محفل آراستہ کی۔ ہر ایک عورت کے سامنے ترنج چُنے گئے اور ایک ایک چھری سب کو دی اور یوسف علیہ السلام کو خوب بنا سنوار کر چھپا رکھا اور ان مہمان عورتوں سے کہا کہ میں اسے بلاتی ہوں جیسے ہی وہ سامنے آئے تم کھانا شروع کرنا پھر یوسف علیہ السلام سے کہا نکل آؤ آپ کا برآمد ہونا تھا کہ ایک پیکرِ حسن و جمال کو دیکھ کر ان سب پر کچھ ایسی حیرت چھائی کہ ترنج کاٹنے کے بجائے سب نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے (زخمی کر لیے) اور کہنے لگیں کہ ماشاء اللہ یہ تو آدمی نہیں فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ زلیخا نے کہا یہ وہی تو ہے جس کے لیے تم مجھے ملامت اور بدنام کرتی تھیں بے شک میں نے اس سے دلی خواہش کی تھی لیکن اس نے اپنے نفس کو بچا لیا اور اگر اب بھی میرا کہا نہ مانے گا تو ذلیل ہوگا اور سخت قید بھگتے گا۔ یوسف علیہ السلام نے کہا، یا اللہ! جس بات پر یہ مجھے آمادہ کرنا چاہتی ہیں اس سے تو قید ہی بہتر ہے یا رب! تو اگر ان کے مکر و فریب کو نہ ٹالے گا تو کیا عجب کہ میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور میری ثابت قدمی میں فرق آ جائے۔ یوسف علیہ السلام کی یہ دعا مقبول ہو گئی چنانچہ باوجودیکہ عزیز یوسف علیہ السلام کی عصمت کی بہت سی نشانیاں دیکھ چکا تھا مگر زلیخا کے کہنے سے آپ کو قید خانہ بھجوا دیا اور تقریباً بارہ برس آپ کو قید کی مصیبت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھگتنی پڑی۔ گو اس قید کا باعث زلیخا ہی ہوئی تھی اور اس نے اپنی رفع خفت کے خیال سے ایسا کیا لیکن اس کا یہ طویل زمانہ جدائی بھی بڑی بیقراری اور نہایت مصیبت سے کٹا اور سارا عیش و آرام تلخ ہو گیا۔ وہ یوسف کے فراق میں بیواؤں کی طرح زندگی کے دن بے لطفی اور بدمزگی سے بسر کرنے لگی۔ اتفاق سے اسی قید خانے میں یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو شخص اور بھیجے گئے تھے ایک فرعون کا ساقی تھا اور دوسرا باورچی خانہ کا داروغہ۔ ان دونوں نے ایک رات کو خواب دیکھے اور یوسف علیہ السلام سے بیان کئے ساقی نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں انگور کا شیرہ نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ اپنے سر پر روٹی رکھے ہوئے ہوں جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ ہم کو اس کی تعبیر دیجئے کیونکہ ہمارے خیال میں آپ ایک نیک بخت اور راست باز آدمی ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ جو کھانا تمہیں روزانہ (یہاں) دیا جاتا ہے اس کے آنے سے پہلے ہی میں تمہیں تعبیر دوں گا تعبیر دینا بھی منجملہ ان چیزوں کے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں۔ مگر تعبیر دینے سے پہلے کچھ نصائح کرنا چاہتا ہوں یہ کہہ کر آپ نے ان دونوں کے سامنے خدا کی توحید اور دین حق پر ایک زبردست و مؤثر تقریر کی۔ بعد ختم تقریر کہا کہ اے قیدیو تم میں سے ایک (ساقی) تو پھر اپنے عہدے پر اپنے آقا کو شراب پلانے پر مقرر کیا جائے گا اور دوسرے (داروغہ) کو اس کے جرم کی سزا میں پھانسی دے دی جائے گی پھر پرندے اس کا سر نوچیں گے جس بات کو تم نے پوچھا اور جو تعبیر میں نے دی یہ ہو کر رہے گا۔ پھر ساقی سے یوسف علیہ السلام نے کہا کہ بعد رہائی تو اپنے آقا فرعون مصر سے میرا بھی ذکر کرنا چند روز کے بعد یوسف علیہ السلام کی تعبیر کے موافق ظہور میں آیا۔ مگر ساقی اپنی جگہ پر پہنچ کر فرعون سے آپ کا ذکر کرنا بھول گیا اور یوسف علیہ السلام بدستور قید خانے میں رہے۔ دوسرے سال کے آخر دنوں میں فرعون نے اپنے ارکانِ دولت سے ذکر کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو اور سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سبز بالیاں (خوشے ہیں) اور سات خشک۔ یہ خشک بالیں سبز بالیوں کو کھا گئیں۔ اے درباروالو! اگر تمہیں خواب کی تعبیر دینا آتی ہو تو میرے اس خواب کی تعبیر دو۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک خواب پریشان ہے پریشان خوابوں کی ہم کو تعبیر دینا نہیں آتی۔

اسی دربار میں فرعون کا ساقی بھی موجود تھا اس وقت حسن اتفاق سے اسے یوسف کی بات یاد آئی۔ اس نے کہا کہ قید خانے میں ایک عبری نوجوان قید ہے وہ تعبیر خواب دیتا ہے مجھے بھی تجربہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکا ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں وہاں جا کر اس سے دریافت کروں جو تعبیر وہ دے گا وہ بالکل صحیح ہو گی چنانچہ اسے اسی وقت اجازت دی گئی۔ ساقی نے یوسف علیہ السلام سے آ کر خواب بیان کیا۔ یوسف علیہ السلام نے تعبیر دی کہ مصر میں سات برس خوب ارزانی اور بافراط غلہ کی پیداوار ہو گی لہٰذا جس قدر فصل کاٹی جائے خوشوں میں لگی رہنے دیں صرف تھوڑا سا خرچ بھر کا غلہ نکال لیں کیونکہ پھر سات برس تک قحط پڑے گا اس وقت یہ غلہ کھانے کے کام آئے گا۔ فرعون کو چاہئے کہ ایک ہوشیار آدمی مصر کی سرزمین پر معین کرے جو جابجا تحصیلدار مقرر کرے تاکہ ابھی سے قحط کے زمانہ کا انتظام شروع ہو جائے۔ ان سالوں کے بعد ایک سال ایسا آئے گا کہ خوب بارش ہو گی اور لوگ انگور سے خوب شیرہ نچوڑیں گے۔

یوسف علیہ السلام نے جو کچھ کہا تھا ساقی نے بادشاہ کے آگے جا کر کہا۔ بادشاہ یہ تعبیر سن کر بہت خوش ہوا اور یوسف علیہ السلام کو یاد فرمایا۔ جب چوبدار پہنچا کہ بادشاہ سلامت حضور کی زیارت کے مشتاق ہیں تو آپ نے کہا کہ پہلے اپنے آقا کے پاس واپس جا کر پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ میرا خدا اُن سب کے مکر سے واقف ہے۔ فرعون نے اسی وقت ان عورتوں کی طلبی کا حکم دیا۔ جب وہ دربار میں حاضر ہوئیں تو پوچھا یوسف علیہ السلام کو تم نے جو پھسلایا تھا اس کا سارا واقعہ بیان کرو کہ اصل بات کیا تھی اور یوسف علیہ السلام کے قید کے کیا وجوہ ہیں۔ ان سب نے کہا کہ حاشالِلہ ان میں تو ہمیں کوئی برائی نہیں معلوم ہوتی اور نہ کچھ ان کا قصور ہے۔ زلیخا نے ان کی پاک دامنی کا اقرار کیا اور کہا کہ بے شک جو حق بات تھی وہ ظاہر ہو گئی۔ میں نے ہی ان کو پھسلانا چاہا تھا اور وہ بالکل سچا اور بے خطا ہے اور میں نے ہی اسے بلاوجہ قید خانہ بھجوایا تھا۔

اس صفائی کے بعد فرعون نے آپ کو طلب کیا اور جب دیکھنے سے حسن صورت اور گفتگو کرنے سے خداداد لیاقت کا حال معلوم ہو گیا تو حکم دیا کہ آج سے آپ میری مصاحبت میں رہیے۔ پھر آپ کو اپنی رعایا کا تمام اختیار دے دیا اور قحط کا انتظام بھی آپ کے سپرد کیا کہ آپ اپنی مرضی کے موافق سب کچھ کریں۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے سرزمین مصر کے تمام خزانوں کا نگران مقرر کیجئے تو بہتر ہے کیونکہ میں اس کام سے خوب واقف اور بڑی حفاظت سے کرنے والا ہوں چنانچہ یہ خدمت بھی نہایت خوشی سے فرعون نے یوسف علیہ السلام کے ذمہ کی اور اب آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے تزک و احتشام اور عزت و احترام سے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے لگے اور فرعون نے (بروایت توریت) شہرادن کے کاہن فوطیفرع کی بیٹی آسنات کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا پھر عزیز کی وفات کے بعد زلیخا بھی آپ کی زوجیت میں آگئیں اور مدتوں جدائی کے صدمے اٹھانے کے بعد اپنی منہ مانگی مراد پائی۔ پھر ان کے بطن سے یوسف علیہ السلام کی اولاد بھی ہوئی غرض اللہ نے دین و دنیا کی سب نعمتیں عطا فرمائیں اور ایک طویل عمر کے بعد پیری کا زمانہ آیا جو زندگی بھر رفیق و شریک حال رہا یہاں تک کہ موت نے اپنے وقت مقررہ پر آ کر سب عیش و عشرت اور حیات مستعار کا خاتمہ کر دیا اور دونوں قبر میں آرام کی نیند جا سوئے۔ کسی نے سچ کہا ہے

الله باقی و الکل فانی.

2 2010

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت

(زوجۂ ایوب علیہ السلام)

یہ افرائیم کی بیٹی اور یوسف علیہ السلام ابن یعقوب علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ بعض مورخین نے ان کا نام ماخیر اور ان کے باپ کا نام منسّا (برادر افرائیم) لکھا ہے مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ دنیا کی تمام عورتوں سے زیادہ ان میں صبر جمیل اور شریفانہ استقلال کی پاکیزہ صفت پائی جاتی تھی اور یہ ان تمام نیک بیبیوں میں سب سے زیادہ فایق تھیں جو اپنے شوہروں کی فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوتی ہیں۔ اب تک شام وروم ومصر وعرب کے ملکوں میں حسن و جمال کی یکتائی کے ساتھ ہی ساتھ ان کی وفاداری بھی ضرب المثل ہے۔ حضرت[۱] ایوب علیہ السلام ایک تندرست، خوبصورت، خوشحال کثیر اولاد اور نہایت مالدار نبی تھے۔ آپ اکثر مسافروں اور غریبوں کی مہمانداری میں اپنا عزیز وقت اور مال ومتاع صرف کرتے رہتے تھے اور نیک بی بی بھی ان کے تمام نیک کاموں میں برابر کا حصہ لیتی رہتی تھیں۔ اسی ثروت اور خوشحالی کے ساتھ انہوں نے زندگی کے ۸۰ سال پورے کئے اس کے بعد خدا نے ان کی آزمائش کرنی چاہی اور طرح طرح کی مصیبتیں نازل کیں۔

تمام اولاد اور مواشی فنا ہو گئے اور ساری دولت و جائیداد پر دم بھر میں پانی پھر گیا۔ نہ صرف دولت اور اولاد ہی ضائع ہوئی بلکہ وہ ایک نہایت سخت اور مہلک مرض جذام میں مبتلا ہو گئے جسم پھوٹ نکلا اور بڑھتے بڑھتے سارے بدن میں زخم اور زخموں میں کیڑے پڑ گئے۔

جب ان کی بیماری نے طول کھینچا تو بستی کے لوگ گھنانے لگے اور انہیں بستی سے باہر پہنچا دیا اور ان کے لیے ایک جھونپڑی ڈال دی اور سب ان سے منحرف ہو کر چلے گئے۔ وہ اس تنہائی اور بے کسی کی حالت میں جب کہ نہ ان کے پاس مال باقی رہا تھا اور نہ اہل وعیال، نہ کوئی غمخوار دوست

---

[۱] آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ ایوب بن موصٰی بن تارح بن روم بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم۔ موضع بثنہ ضلع بلقاء میں ان کا قیام تھا جو ملک شام میں خوارزم کے اعمال میں واقع ہے۔ تفسیر روح المعانی وتفسیر خازن۔۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کوئی مددگار۔ صرف یہی بی بی رفیق زندگی اور شریک حال بنی ہوئی تھیں[1] اور اس بلائے شدید کی تلخی کو صبر کے ساتھ برداشت کر رہی تھیں، اور اپنے عزیز شوہر کی پرورش کے لیے کچھ بناتیں اور بستی میں لے جا کر فروخت کرتیں۔ لیکن تھوڑے ہی دن کے بعد لوگوں نے ازراہ تنفر ان کی بنائی ہوئی چیزوں کو بھی لینا چھوڑ دیا ایک روز کا قصہ ہے کہ وہ تلاش معاش میں نہایت سرگرداں اور پریشان تھیں لیکن کسی سے کچھ نہ پایا۔ ایک عورت ان کے خوبصورت بالوں کی لمبی لمبی لٹوں پر فریفتہ تھی آخر اس کے ہاتھ ایک روٹی کے عوض میں اپنے دراز گیسوؤں کی لٹیں کاٹ کر فروخت کر ڈالیں اور روٹی اپنے عزیز شوہر کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام ضرورت کے وقت انہیں بالوں کو پکڑ کر چلتے پھرتے اور حرکت کرتے تھے۔ جیسے ہی یہ گھر میں آئیں سب سے پہلے حضرت ایوب علیہ السلام نے بالوں کو پوچھا۔ بی بی رحمت نے ایک آہ سرد بھری اور سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس جان نثاری اور وفاداری پر نہایت دلگیر و غمگین ہوئے اور شکریہ ادا کر کے چپ ہو رہے۔ آخر جب معاش کے تمام ذرائع معدوم ہو گئے تو انہوں نے بھیک مانگنا شروع کیا یہ روزانہ بستی میں جاتیں اور خیرات مانگ کر لاتیں اور جو کچھ میسر آتا دونوں صبر و شکر کے ساتھ کھا پی کر پڑ رہتے۔ وہ خدا کی بارگاہ میں اس درد انگیز مصیبت سے نجات پانے کے امیدوار تو تھے لیکن کبھی کوئی التجا زبان پر نہ لائے ایک دن رحمت حسب دستور بھیک مانگنے گئی ہوئی تھیں کہ راستہ میں شیطان ملا اور اس نے اس طمع میں کہ بہک جائیں اور رضائے الٰہی سے پھر جائیں کہا کہ اے نیک بی بی تمہارے شوہر کہاں اور کس حال میں ہیں؟

رحمت نے کہا یہ کیا جھونپڑی میں پڑے ہیں۔ رات دن ان کے جسم کے زخموں میں تپک ہوا کرتی ہے اور بدن میں کیڑے بج بجایا کرتے ہیں نہ کھانے کا ٹھکانا ہے نہ پینے کا۔ شیطان ان کی یاس آمیز تقریر سن کر سمجھا کہ بی بی رحمت کا صبر سے جی سیر ہو چکا۔ اب قدم ڈگمگا دینا آسان ہے۔

---

[1] آغاز آزمائش کے زمانہ میں تین خاص احباب ان کے ہمدرد اور خبر گیران تھے مگر جب کئی سال تک صحت حاصل نہ ہوئی تو انہوں نے باہم یہ گفتگو کی کہ ایوب نے غالباً کوئی سخت گناہ کیا اور عیش و نشاط کے سرور میں کسی بُرے فعل کا مرتکب ہوا ورنہ ہرگز اتنی مدت تک خدا اپنے نیک بندوں کو مصیبت میں نہیں رکھتا۔ لہٰذا ہم کب تک ایسے مقہور کا ساتھ دیں چنانچہ مشورہ کر کے بالاتفاق سب نے ایوب کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اب صرف یہی رحمت رہ گئیں جو ان کی شریک اور غم خوار و تیماردار تھیں۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے گذشتہ واقعات یاد دلائے اور کہا مال و متاع، حسن و جمال، شباب، اور زمانہ نشاط افسوس ہے کہ ایک ایک کر کے سب رخصت ہو گئے۔ دنیا میں اب ان کی یاد ایک بھولا ہوا افسانہ ہے۔ زیادہ رنج تو اس کا ہے کہ جو مصیبت اب پیش ہے کبھی دور ہونے والی نہیں بلکہ دوامی ہے، یہ سن کر ان سے ضبط نہ ہو سکا جی بھر آیا زور سے ایک چیخ ماری اور بیتاب ہو گئیں۔

شیطان کو اپنی کامیابی کے لیے اتنا سہارا کافی تھا وہ تاڑ گیا کہ اب طاقت ضبط بہت جلدی جواب دینے والی ہے پس اسی وقت بکری کا ایک بچہ لایا اور کہا کہ اگر ایوب علیہ السلام میرے نام پر اسے ذبح کریں تو بہت جلد صحت وشفا پائیں گے۔

وہ دوڑتی ہوئی خوشی خوشی واپس آئیں اور ایوب علیہ السلام سے کہا آخر اب کب تک تمہارا رب عذاب میں گرفتار رکھے گا اور کب تک تمہاری قابل رحم حالت پر ترس نہ کھائے گا۔ دیکھو مال و دولت کیا ہوئی، مواشی کون لے گیا، دوست احباب کہاں گئے اور اولاد واسباب کدھر ہے۔ اچھے اچھے کپڑے کس نے چھین لیے سب کچھ خاک میں مل گیا۔ تمہارا حسین و خوبصورت جسم اپنی حالت پر نہ رہا تم ایک سخت آزمائش میں مبتلا ہو سارے بدن میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے پھر اس بچہ کو ذبح کر کے دوامی راحت کیوں نہ حاصل کر لو۔ آخر اس میں حرج ہی کیا ہے؟

ایوب علیہ السلام اس ترغیب شرک کی تاب نہ لا سکے۔ انہوں نے کہا تجھے اللہ کا دشمن سکھا پڑھا کر لایا ہے اچھا ذرا یہ تو بتا کہ وہ کھوئی ہوئی دولت وہ اولاد اور صحت خداداد جسے تو رو رہی ہے کس کی عطیہ تھی۔ انہوں نے صرف اتنا جواب دیا ''خدا کی'' اور چپ ہو کر گردن جھکا لی۔ ایوب علیہ السلام نے کہا ہم نے کتنی مدت تک اس سے منفعت مسرت اور راحت حاصل کی بیوی نے جواب دیا ''۸۰ برس تک'' حضرت ایوب علیہ السلام نے پوچھا اچھا کتنی مدت سے تنگدستی کی، مصیبت اور بیماری اور کسمپری کی حالت میں مبتلا رکھا۔ بیوی نے عرض کیا تقریباً سات[1] برس سے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے برہم ہو کر فرمایا افسوس تم نے اللہ کے ساتھ بہت بے انصافی برتی اس موجودہ بلا پر اتنا صبر کیوں نہ کیا جتنا کہ فراخ دستی اور تندرستی کی حالت میں آرام واطمینان پایا ہے۔ خدا کی

---

[1] مگر انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایوب علیہ السلام ۱۸ برس مبتلائے اسقام رہے۔ تفسیر خازن۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم اگر اللہ مجھے شفا دے تو جس طرح تو نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے لیے مجھ سے کہا میں بھی اس کی سزا میں تجھے ضرور ۱۰۰ کوڑے لگاؤں گا۔

یہ جو کچھ تو کھانے پینے کے لیے لائی ہے تجھی کو مبارک رہے۔ مجھ پر اب اس کا چکھنا بھی حرام ہے۔ میرے سامنے سے دور ہو۔ اب میں تیری صورت دیکھنے کا روادار بھی نہیں۔ غرض حضرت ایوب علیہ السلام نے بیوی کو اس کے اس سخت قصور پر نکال تو دیا لیکن اب جو اپنی حالت پر غور کرتے ہیں تو نہایت ابتر، کھانا پینا کچھ بھی پاس نہیں۔ ایک رفیق زندگی تھی وہ بھی ہمیشہ کے لیے ہاتھ سے گئی اور کوئی یار و مددگار خدا کے سوا نظر نہیں آتا۔

وہ اسی وقت سجدہ میں گر پڑے اور صرف اس قدر کہنے پائے تھے کہ رَبِّ[1] اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ انہیں اپنی بے صبری کا احساس ہوا اور فوراً ہی سلسلۂ کلام کو خدا کی جانب پھیر کر نہایت عاجزانہ لہجہ میں کہا۔ وَاَنْتَ[2] اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اس سے زیادہ طاقت گویائی نے ساتھ نہ دیا۔ خدا رؤف و رحیم ہے۔ وہ کبھی اپنے بندوں کی ناچاری و مجبوری پر ترس کھائے بغیر نہیں رہتا نہ وہ ظالم و جابر ہے کہ سُنی کی اَن سُنی کر جائے۔ البتہ خلوص اور سچائی سے مانگنا شرط ہے۔ ایوب علیہ السلام کے اس انتہائی صبر و استقلال پر اس نے فوراً توجہ فرمائی اور اسی وقت وحی نازل ہوئی (اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ) حضرت نے زمین پر ٹھوکر لگائی ہی تھی کہ پانی کا ایک چشمہ جوش مارنے لگا۔ وہ اس سے نہائے نہانا تھا کہ اللہ نے اپنی رحمت کے دریا بہا دیے۔ شمہ بھر نشان بھی بیماری کا باقی نہ رہا۔ اسی وقت مرض کے کرب و درد اور جسمانی سُقم سے نجات حاصل ہوگئی۔ گذشتہ خوبصورتی و نوجوانی عود کر آئی۔ اب تو حضرت ایوب علیہ السلام پہلے سے زیادہ حسین و جمیل نظر آنے لگے۔ انہوں نے داہنے بائیں دیکھا تو کوئی نشان مرض نہ پایا اور سابقہ مال و متاع اور اہل و عیال سے دونا دون گھر میں موجود نظر آیا۔ حضرت نے سب سے پہلے خدا کا شکر ادا کیا پھر باہر تشریف لائے اور چبوترے پر بیٹھ گئے۔

اب رحمت کا حال سنیئے۔ جب حضرت ایوب علیہ السلام نے ان سے بیزاری ظاہر کی تو یہ وہاں سے جھنجھلا کر چلی آئیں لیکن ان کا ضمیر ملامت کر رہا تھا ان کا دل کہتا تھا کہ یہ بے وفائی

---

1. سورۂ جن پارۂ ۲۶۔

2. ترجمہ: اے رب مجھے بیماری نے گھیر رکھا ہے اور تو رحم کرنے میں سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری فطرت کے خلاف ہے۔ ذرا اپنی رائے پر غور کرو اور جلد پلٹو۔ کیا اس سنسان بیابان میں انہیں تنہا چھوڑ دینا مناسب ہے کہ بھوکے پیاسے مر جائیں اور درندے جانور انہیں کھائیں۔ یہ تو مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ خدا کی قسم میں تو اب واپس ہی جاؤں گی۔ چنانچہ اسی وقت وہ اپنے جھونپڑے کی طرف پلٹیں یہاں نہ وہ جھونپڑا تھا اور نہ وہ صحرائی زمین جس کو دیکھ اور چھوڑ کر گئی تھیں اور جس کا تصور ان کے ذہن میں جما ہوا تھا۔ دنیا کے سینکڑوں تغیر دیکھے اور سنے مگر یہ تغیر انوکھا اور بہت ہی اچنبھے میں ڈالنے والا تھا۔ شہر وہی، جگہ وہی، مگر زمین اور مکانیت اب دوسری صورت اختیار کر چکی تھی اور آسمانی تغیر نے سلطانی ٹھاٹھ لگا دیئے تھے۔ وہ اسی کنبہ کے گرد گھومتی اور روتی جاتی تھیں مگر مطلوب کا کہیں پتہ نہ پاتیں مایوسی سعی و جستجو پر غالب آ رہی تھی۔ حضرت ایوب علیہ السلام بھی اپنے چبوترے پر بیٹھے ہوئے سب تماشا دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے بلایا اور پوچھا اے نیک بخت بی بی کس چیز کی تلاش ہے؟ کاش میں تمہاری کوئی خدمت کر سکوں۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں اور کہا میں اس بیمار کو ڈھونڈ رہی ہوں جو اس جھونپڑی میں پڑا رہتا تھا۔ خدا جانے وہ ضائع ہو گیا یا کیا ہوا؟ ایوب علیہ السلام نے فرمایا اس سے مطلب، رحمت نے کہا وہ میرا شوہر تھا۔ کیا آپ نے کہیں دیکھا ہے؟ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا تم اگر اسے دیکھو تو پہچان لو گی۔ انہوں نے کہا جس شخص کو ہمیشہ دیکھا ہو کیا اسے پہچاننا کوئی دشوار بات ہے لیکن اگر وہ تندرستی اور صحت کی حالت میں ہوں تو آپ سے بہت زیادہ مشابہ ہوں۔ ایوب علیہ السلام نے فرمایا" ایوب علیہ السلام میں ہی ہوں تو نے ابلیس کے لیے ذبیحہ کی استدعا کی تھی مجھے یہ بات ناپسند ہوئی میں خدا کا اطاعت گزار بندہ تھا اور شیطان کا نافرمان دشمن۔ اللہ نے میری حالت سنوار دی۔ میں وہی ایوب علیہ السلام ہوں اور یہ میرا وہی مسکن ہے۔" رحمت دوڑ کر لپٹ گئیں اور گلے میں باہیں ڈال دیں۔ وہ ابھی باہیں گلے سے جدا بھی نہ کرنے پائی تھیں کہ مال اور اسباب اولاد سب سامنے تھے۔

صحت پانے کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنے سو کوڑوں والی قسم یاد آئی۔ خدا نے حکم دیا کہ وَخُذْ بِيَدِكَ[1] ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ، اور پکڑ اپنے ہاتھ میں سینگوں کا مُٹھا پھر اس سے مار لے اور قسم میں جھوٹا نہ ہو۔ ان واقعات کے بعد بی بی رحمت اور ان کے عزیز شوہر ایک مدت تک خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے مالا مال رہے اور عمر طبعی کو پہنچ کر انتقال فرمایا۔

---

[1] پارہ ۲۳۔ سورہ ص۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفورا

(زوجہ موسیٰ علیہ السلام)

صفورا شعیب علیہ السلام کی بیٹی اور موسیٰ علیہ السلام کی بیوی تھیں۔ ان کا قصہ جو درج تاریخ ہے وہ یہ ہے کہ موسیٰ فرعون مصر کے خوف قتل سے بھاگ کر مصر سے نکلے تو مقام مدین میں پہنچے۔ اس سفر میں یہ حال تھا کہ درخت کے پتے اور پھل کھا کر اپنا پیٹ پالتے تھے۔ ان کے ساتھ کھانے پینے کی کوئی چیز نہ تھی۔ بھوک، اور پیاس کی شدت اور رات دن کے سفر کی تکان سے چلنے تک کی قوت جسم میں باقی نہ رہی تھی۔ لیکن جس طرح بھی بن پڑا انہوں نے مدین کے چشمے تک اپنے آپ کو پہنچایا، اور چاہا کہ چشمے میں اتر کر کسی طرح پانی پئیں لیکن وہاں بکثرت آدمی موجود تھے، جو اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ ان لوگوں کے علاوہ دو لڑکیاں اور نظر آئیں جو گردن جھکائے اپنی بکریوں کو لیے ہوئے الگ ایک سایہ دار درخت کے نیچے معصومانہ ادا کے ساتھ کھڑی تھیں کہ جب یہ لوگ پانی پلا چکیں تو ہم اپنی بکریوں کو پلائیں یہ دونوں شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں۔ بقول بعض شعیب علیہ السلام کے بھائی یثر کی غرض جب موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں کو دیکھا تو دریافت کیا کہ تم کیوں اپنے گلے کو پانی نہیں پلاتیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے والد بوڑھے آدمی ہیں، اور ہم سے چرس نہیں کھنچ سکتا۔ جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جاتے ہیں تو ان کا بچا ہوا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلا لیتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو یہ عاجزانہ کلمے سنتے ہی رحم آ گیا۔ اللہ کے فضل سے شہہ زور اور نوجوان آدمی تھے جس ڈول کو مدین کے کئی لوگ مل کر کھینچتے تھے آپ نے اکیلے کھینچ کر ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔ پھر نیچی نگاہ کر کے درخت کے سائے میں آ بیٹھے۔ جب یہ دونوں لڑکیاں معمول کے خلاف اپنی بکریوں کو پانی پلا کر سویرے ہی واپس اپنے گھر پہنچیں تو حضرت شعیب علیہ السلام نے بہت متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ آج اتنی جلدی کیوں کر پانی پلانے سے فراغت ہو گئی۔ لڑکی نے جواب دیا کہ ایک مصری مسافر آج یہاں آیا ہوا ہے اسی نے ہم کو چرواہوں کے احسان سے بچایا اور ہمارے گلے کو پانی پلایا۔ شعیب علیہ السلام نے اپنی اسی لڑکی سے کہا کہ اچھا جاؤ اس مصری مسافر کو بلا لاؤ۔ چنانچہ یہ لڑکی نہایت شرم سے گردن جھکائے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور چپکے سے ایک ادائے شرم کے ساتھ کہا کہ ہمارے ابا جان آپ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاتے ہیں، تا کہ ہمارے گلہ کو آپ نے جو پانی پلایا ہے اس کا عوض ادا کیا جائے۔ یہ سنتے ہی موسیٰ علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے، اور آگے آگے وہ لڑکی اور پیچھے پیچھے موسیٰ علیہ السلام چلے راستے میں ہوا سے تہمد کا ایک سرا اٹھ گیا اور کچھ حصہ پاؤں کا کھل گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم میرے پیچھے چلو اور راستہ بتاتی جاؤ۔ جب موسیٰ علیہ السلام شعیب علیہ السلام کے مکان پر پہنچے تو شعیب علیہ السلام نے ان سے سارا قصہ دریافت کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مصر سے نکل کر بھاگنے پھر یہاں تک پہنچنے اور لڑکیوں کے گلے کو پانی پلانے کے تمام واقعات تفصیل سے کہہ سنائے۔ شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹا اب کچھ خوف نہ کرو اور یہ سمجھ کہ تو ظالموں کے پنجے سے بچ گیا اتنے میں پھر وہی لڑکی بولی کہ ابا جان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ آپ کو ایک قوی اور امانتدار آدمی کی ضرورت ہے۔ شعیب علیہ السلام نے کہا کہ قوت کا حال تو دیکھ چکی اور بیان کر چکی ہے مگر ان کے امانتدار ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ لڑکی نے راستے میں موسیٰ علیہ السلام کے آگے چلنے کا قصہ بیان کر دیا۔ شعیب علیہ السلام یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور سمجھ گئے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک شریف عالی ظرف آدمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھائی میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں میں سے ایک لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں بشرطیکہ تم ہمارے یہاں آٹھ برس تک رہو، اور میرا کام بطور اجیر انجام دیا کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری مہربانی ہے اور خدا چاہے تو میں تمہیں تکلیف نہ دوں گا بلکہ تم مجھے اچھا ہی آدمی پاؤ گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا بہتر ہے مگر جب ان مدتوں میں سے کوئی مدت میں پوری کر دوں تو پھر مجھ پر کوئی زیادتی نہ کی جائے اور یہ جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر خدا گواہ ہے۔ پس شعیب علیہ السلام نے اسی لڑکی کے ساتھ جو ان کو بلانے گئی تھی اور جس کا نام صفورا تھا موسیٰ علیہ السلام کا نکاح کر دیا۔ یہ شعیب علیہ السلام کی چھوٹی لڑکی تھی۔ تھوڑے زمانہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام موسیٰ علیہ السلام نے جیرسوم رکھا۔ صفورا اب تک اپنے میکے ہی میں رہتی تھیں اور موسیٰ علیہ السلام اپنے خسر شعیب علیہ السلام کے گلے کو بدستور چراتے رہے جب ان کی معینہ مدت پوری ہو چکی تو انہوں نے اپنے وطن جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کہ اب اگر آپ اجازت دیں تو اپنی بیوی بچے کو لے کر میں اپنے وطن چلا جاؤں۔ شعیب علیہ السلام نے بخوشی صفورا اور جیرسوم اور موسیٰ علیہ السلام کو رخصت[1] کیا۔

---

[1] کامل ابن اثیر جلد اول تاریخ بنی اسرائیل مطبوعہ دہلی۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ علیہ السلام اپنے بیوی بچے جیرسوم، کو لے کر ۱۰ برس کے بعد مصر کے ارادے سے چلے آ رہے تھے۔ جمعہ کی شب تھی اور رات ہو گئی تھی کہ آپ راستہ بھول کر ایک جنگل میں پہنچ گئے۔ رات نہایت تاریک تھی، اور سردی کا موسم بیوی بچے اور سارے گلے کو پریشان کئے ہوئے تھا۔ اس سنسان بیابان میں کوئی شے ایسی نظر نہ آتی تھی جس سے موجودہ تکلیف و پریشانی دور ہو سکتی جہاں آپ نے منزل کی تھی یہ جگہ گھاٹیوں اور پہاڑوں میں تھی۔ سردی بلا کی پڑ رہی تھی۔ بادل گھرے ہوئے تھے اور اندھیرے کا وہ عالم تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا اور چونکہ صفورا حاملہ تھیں اور وضع حمل کا زمانہ بہت قریب تھا اس سبب سے اور زیادہ فکر تھی، آخر سوا اس کے کوئی اور صورت نہیں تھی کہ یہیں آگ بنائی جائے اور اس کے آگے تاپ تاپ کے صبح کی جائے چنانچہ اس تاریکی میں آپ تاپنے کے خیال سے آگ بنانے کے لیے چقماق جھاڑنے لگے لیکن آج کچھ عجیب اتفاق تھا کہ نہ اس سے چنگاریاں جھڑیں، اور نہ آگ بن سکی اسی فکر میں تھے کہ کوہ طور کی جانب سے ایک چمک آگ کے شعلے کی سی نظر آئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے خوش ہو کر اپنی پیاری بیوی صفورا سے کہا کہ اس پہاڑ کے داہنی جانب میں نے آگ دیکھی ہے میں ابھی لاتا ہوں، تاکہ تم گرمی حاصل کر سکو اور سردی کی ایذا سے نجات پاؤ۔ تم یہیں ٹھہرو اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی راہنما وہاں مل جائے۔ اگر کوئی راہ بتانے والا نہ ملا تو آگ ہی تمہارے پاس لے آؤں گا۔ موسیٰ علیہ السلام تو کوہ طور پر روانہ ہوئے ادھر صفورا کو دردزہ شروع ہوا اور اس نے موسم سرما میں اور زیادہ دکھ پہنچایا۔

موسیٰ علیہ السلام جب پہاڑ پر پہنچے تو آگ کی جگہ نور الٰہی کی تجلی پائی۔ ادھر نبوت کی سند ملی اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا اور حکم فرمایا کہ تم بنی اسرائیل کی خلاصی اور فرعون کی ہدایت کے لیے فوراً مصر جاؤ اور کچھ خوف نہ کرو ہم تمہارے نگہبان ہیں۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام یہ حکم الٰہی لے کر واپس چلے، ادھر صفورا کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا بعد کو نام الیعذر رکھا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے اترے تو بیوی کی گود میں ایک ننھے بچے کو پایا جس کی ولادت کو چند گھنٹے بھی نہیں گزرے تھے۔ نبوت اور پھر بیٹا پا کر دہری خوشی ہوئی۔ صفورا کو سارا قصہ سنا کر آپ فرعون اور بنی اسرائیل کو راہ حق دکھانے کے لیے مصر سدھارے، اور بیوی کو مدین واپس کیا وہ اپنے میکے شعیب علیہ السلام کے گھر چلی آئیں کیونکہ ایسے موقع پر ان کا ساتھ رہنا بہت دشوار تھا۔ اس نیک بخت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی نے بہت خوشی سے موسیٰ علیہ السلام کو مصر جانے کی اجازت دی اور موسیٰ علیہ السلام نے صفورا کو خدا کے حوالے کر کے اپنے وطن کی راہ لی اور اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لے کر جو راستے ہی میں مل گئے اور موسیٰ علیہ السلام کے منتظر تھے۔ نبوت ورسالت کے فرائض انجام دینے لگے اور صفورا اپنے باپ کے گھر میں بآرام رہا کیں۔ اس کو ایک بڑی مدت گزر گئی۔ کوئی ذریعہ ایسا نہ تھا جس سے میاں کو بیوی کا اور بیوی کو میاں کا حال احوال معلوم ہوتا رہتا۔ مدت کے بعد موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجۂ ظلم سے چھڑا کر مصر سے نکال لائے اور مختلف مقامات پر ٹھہرتے ہوئے آخر فیدیم میں قیام کیا۔ وہاں پانی نہ تھا تو بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام سے جھگڑنے لگے آخر آپ نے زمین پر عصا کی ضرب لگائی اور بارہ چشمے پیدا ہو گئے مگر یہاں قوم عمالیق جو عیص بن اسحٰق علیہ السلام کی اولاد اور بہت جنگ جو تھی، ان پر حملہ آور ہوئی۔ اس نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہیوں کو یہاں سے بھگا دے لیکن موسیٰ نے بحکم خدا یوشع کو ان کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ آخر بنی اسرائیل نے فتح پائی پھر موسیٰ علیہ السلام نے وہاں ایک قربان گاہ بنائی۔ یہ مقام موسیٰ علیہ السلام کی سسرال مدین سے قریب ہی واقع تھا۔ جب آپ کی خبر بزرگوار یثرٖ (شعیب علیہ السلام) کو موسیٰ علیہ السلام کے کامیابی کے ساتھ واپس آنے اور رفیدیم میں قیام کرنے اور وہاں قربان گاہ بنانے کی خبر ملی تو آپ بھی موسیٰ علیہ السلام کی بیوی صفورا اور ان کے دونوں بیٹوں جیرسوم اور الیعذر کو ساتھ لے کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔ موسیٰ علیہ السلام استقبال کو گئے اور شعیب علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم قوم بنی اسرائیل میں عدالت کرتے کرتے تھک جاؤ گے لہٰذا کسی کو اپنا نائب مقرر کرو چنانچہ آپ نے یوشع کو نائب اور اپنے بیٹے الیعذر کو ان کا وزیر و معاون مقرر کیا اور پھر مختلف مقامات میں بنی اسرائیل کو بحکم خدا لیے پھرے اور دریائے لیردن کے اس پار ۱۲۰ برس کی عمر میں انتقال[1] کیا۔

صفورا کے مزید حالات نہ معلوم ہو سکے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی حیات ہی میں وفات پا چکی تھیں یا ان کے بعد بھی زندہ رہیں اور یہ کہ انہوں نے کتنی عمر پائی اور ان کی زندگی کے اور کارنامے کیا ہیں۔ مگر جس قدر واقعات گزر چکے ہیں ان سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ صفورا نہایت عقلمند اور سمجھدار عورت تھیں۔

---

[1] تاریخ بنی اسرائیل۔۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تین آدمی افسر الناس گزرے ہیں (سب لوگوں سے زیادہ تیز فہم) ایک ابوبکر رضی اللہ عنہ جس وقت کہ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ (کو خلیفہ بنانے) میں فراست کی اور صاحب یوسف (یعنی عزیز مصر) جبکہ اس نے کہا اَكْرِمِىْ مَثْوَاهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَا ترجمہ: اس کو اچھی طرح عزت سے رکھ کیا عجب کہ اس کا وجود ہمارے لیے مفید ہو اور موسیٰ علیہ السلام کی بیوی جبکہ اس نے کہا یٰابت استاجره لن خیر من استاجرت القوی الامین" اس میں شک نہیں کہ صفورا کی نسبت ابن مسعود کی رائے بہت درست ہے صفورا کی دوسری بہن کا جو موسیٰ علیہ السلام کو کنوئیں پر ملی تھی شرفیا یا عبدا نام تھا۔ اس کے علاوہ صفورا کی پانچ بہنیں اور تھیں جیسا کہ توریت سے ثابت ہے مگر ان کا نام نہ معلوم ہو سکا اور نہ اس تاریخ سے انہیں کچھ لگاؤ ہے۔

---

[1] (ترجمہ) اے اباجان انہیں آپ اجرت پر رکھ لیجیے کیونکہ آپ کے لئے بہتر مزدور قوی و امین چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیسبع

(زوجۂ ہارون علیہ السلام)

ہارون[1] بن عمران موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے اور تمام کاموں میں ان کے شریک رہے۔ اللہ نے ان کو بھی نبوت و رسالت کا مرتبہ عنایت فرمایا تھا اور چھوٹے بھائی کے لیے قوت بازو بنایا تھا۔ جس وقت موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپس آئے ہیں یہ راستہ میں مل گئے تھے۔ اس وقت سے برابر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ ان کی بیوی کا نام الیسبع ہے۔ یہ نحشون کی بہن، عمیناداب کی بیٹی اور اپنے شوہر کی بڑی فرمانبردار تھیں۔ مصر ہی کی رہنے والی اور خاندان نبی اضبہار سے تھیں۔ یہ لوگ وہ تھے جنہوں نے ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا تھا۔ اس خاندان کے لوگ بنی اسرائیل میں بہ زمانہ موسیٰ علیہ السلام اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔ گو فرعون کے عہد میں تمام بنی اسرائیل پر غضب نازل تھا پھر بھی الیسبع کے خاندان کو اپنی قوم میں عزت و ریاست حاصل تھی۔ الیسبع نے عمر بھر اپنے شوہر کا ساتھ دیا اور اللہ نے ہارون کی بیوی ہونے کی جو عزت دی تھی اس کی قدر کی۔ پھر اللہ نے اولاد کی نعمت بھی عطا فرمائی اور چند سال کے اندر ان کے بطن سے ہارون علیہ السلام کے چار بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ ندب، ابیہو، الیعذر، اتمر یہ لڑکے بھی اپنے ماں باپ کی طرح سعادت مند تھے اور ہارون و موسیٰ علیہ السلام کے فرمانبردار و مددگار رہے۔ الیعذر نے فوطئیل کی بیٹیوں میں سے ایک لڑکی کے ساتھ بیاہ کر لیا تھا اس سے ایک بیٹا فیحاس پیدا ہوا۔

یہ نہ معلوم ہو سکا کہ الیسبع کب تک زندہ رہیں اور کہاں انہوں نے وفات پائی اور نہ کسی تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہارون کے بعد وہ زندہ تھیں یا ان کی موجودگی ہی میں انتقال کر چکی تھیں۔

---

[1] توریت کتاب خروج باب ٦۔ آیت ۲۱-۲۲-۲۳-۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میکل بنت طالوت

(زوجۂ اول داؤد علیہ السلام)

داؤد علیہ السلام کی بیوی طالوت بادشاہ بنی اسرائیل کی بیٹی تھیں جو شموئیل نبی کے زمانے میں انہیں کے زیر اثر تھا اور داؤد ایک شخص یشی نامی کے بیٹے تھے جو طالوت کی رعایا میں تھا۔ ان کے نکاح کا قصہ یہ ہے کہ فلسطیون کا ایک قوی گروہ طالوت سے ہمیشہ برسر پیکار رہا کرتا[1] تھا اور ان کا سرخیل جالوت تھا جو لڑائی لڑ کر طالوت کو شکست دینے کی کوشش میں لگا تار محنت کرتا رہا تھا۔ آخر طالوت نے تنگ آ کر بہ مشورت شموئیل نبی اپنی سلطنت کی حدود میں یہ اعلان شائع کیا کہ جو شخص جالوت کو ہلاک کرے گا میں اس کو اپنی بیٹی دوں گا اور اپنے ملک میں اس کی مہر سے تمام احکام جاری کروں گا۔ طالوت کی دو لڑکیاں تھیں نہایت حسین وخوبصورت جو اس کے ملک میں اپنے حسن و جمال کی وجہ سے مشہور تھیں۔ بڑی بیٹی کا نام میرب اور چھوٹی کا نام میکل تھا جس قدر لوگ فوج میں تھے سب نے کوشش کی لیکن کوئی کامیاب نہ ہوسکا۔ آخر داؤد علیہ السلام نے اس کے لیے خود کو پیش کیا۔ یہ دیکھنے میں سرخ رنگ اور خوش چشم تھے۔ مواشی چرایا کرتے تھے ان کے باپ ان کو طالوت کی خدمت میں لائے شموئیل نبی نے خدا کے حکم سے انہیں برکت دی اور داؤد علیہ السلام بغیر تیغ وتفنگ کے میدان جنگ کو روانہ ہوئے۔ جالوت کو حیرت ہوئی کہ یہ مجھ سے کیا لڑے گا اور انہیں نہایت حقیر سمجھا کیونکہ یہ پستہ قد اور دُبلے پتلے آدمی تھے مگر داؤد علیہ السلام تین پتھر اپنی خُرجی میں رکھ کر لے گئے تھے۔ انہیں کو گوپھن میں رکھ کر جالوت کو نشانہ بنایا جس کی ضرب سے اس کی بھوں (ابرو) پھٹ گئی اور وہ مر گیا۔ طالوت نے میدان جنگ سے واپس آ کر بہت خوشیاں منائیں اور اس جرأت کے سبب بنی اسرائیل داؤد علیہ السلام سے بہت محبت کرنے لگے۔ اب داؤد علیہ السلام نے طالوت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ جو وعدہ آپ نے مجھ سے کیا ہے اسے پورا کیجئے اور مجھے میری بیوی دیجئے۔ مگر اس کی نیت بدل گئی۔ اس نے جواب دیا کیا تم بغیر مہر کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہو۔ میری لڑکی کا مہر لاؤ اور اپنی حالت اس کی شان کے موافق بناؤ۔ داؤد علیہ السلام نے کہا پہلے تم نے کوئی شرط نہیں لگائی تھی اور میرے پاس کوئی چیز ہے

---

[1] توریت کتاب سلاطین اول ودوم ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں۔ اب تمہیں مجھے کچھ مہر کے لیے قرض دو۔ اس کی ادائی کا بار مجھ پر ہے۔ طالوت نے کہا ملک میں جو تمہارا حصہ ہے وہ مہر قرار دیتا ہوں۔ بنی اسرائیل نے کہا داؤد علیہ السلام پر ظلم نہ کیجئے اور جو کچھ اس سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کیجئے۔ جب طالوت نے بنی اسرائیل کی محبت اور میلان داؤد علیہ السلام کی جانب اور زیادہ دیکھا تو کہا کہ میری لڑکی کو مال و دولت کی حاجت نہیں اور جس چیز کو تم برداشت نہیں کر سکتے اس کی تکلیف میں تم کو دینا نہیں چاہتا۔ البتہ تم چونکہ بہادر آدمی ہو اور ہمارے پہاڑوں میں مشرکین دشمن پناہ گزین ہیں جن کی سرکوبی ضروری ہے تم جا کر ان سے لڑو جب دو سو آدمی قتل کر کے ان کے سر میرے پاس لاؤ گے تو میں اپنی بڑی بیٹی میرب تمہارے ساتھ بیاہ دوں گا۔ اس حکم سے اس کا مقصود صرف یہ تھا کہ داؤد علیہ السلام میرے ہاتھ سے نہیں بلکہ فلسطیوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوں۔ داؤد علیہ السلام یہ سنتے ہی جالوت کی بقیہ قوم میں گھس پڑے اور جس کو مارتے اس کا سر بہ حفاظت رکھ لیتے اور ایک ڈورے میں پروتے جاتے جب دو سو کھوپڑیاں پرو چکے تب طالوت کے پاس لے کر حاضر ہوئے اور ان کھوپڑیوں کو اس کے سامنے ڈال دیا اور کہا اب میری بیوی کو میرے حوالے کیجئے مگر جب میرب کو داؤد علیہ السلام سے بیاہ دینے کا وقت آیا تو وہ محولاتی عزرئیل سے بیاہ دی گئی۔ طالوت کی چھوٹی بیٹی میکل داؤد علیہ السلام سے محبت رکھتی تھی۔ طالوت کو معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ اچھا ہے فلسطیوں کے ہاتھ سے دونوں مارے جائیں گے۔ آخر اس نے اپنی چھوٹی بیٹی میکل کا عقد داؤد علیہ السلام سے کر دیا اور ان کا حکم ملک میں جاری کر دیا۔ تب تو رعایائے بنی اسرائیل داؤد علیہ السلام کی جانب اور زیادہ مائل ہو گئی اور ان سے بہت محبت کرنے لگی۔ اس سے طالوت برائے نام بادشاہ رہ گیا۔ یہ دیکھ کر اس کے دل میں حسد کی آگ بھڑکی اور داؤد کو دھوکے سے قتل کرنے کا ارادہ کر بیٹھا اور اس فکر میں رہنے لگا کہ کسی اچھی تدبیر سے انہیں قتل کر ڈالا جائے۔ یہاں تک کہ ایک روز اس ارادے سے داؤد علیہ السلام کے مکان میں وہ چلا آیا، لیکن وفادار میکل نے اپنے باپ کے ظالمانہ ارادے سے وقت سے پہلے آگاہ کر دیا۔ اس کو ایک اور شخص سے اس سازش کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ پھر میکل نے داؤد علیہ السلام سے کہا کہ آج رات تم قتل کیے جاؤ گے۔ داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ مجھے کون قتل کرے گا میکل نے جواب دیا میرا باپ (احسان فراموش اور محسن کش باپ) داؤد علیہ السلام نے کہا۔ کیا میں نے کوئی جرم کیا ہے۔ میکل بولی مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا ہے جو جھوٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بولتا لیکن تم گھبراؤ نہیں مناسب ہے کہ رات کو چھپ جاؤ اور اس کی سچائی کا انتظار کرو۔ داؤد نے فرمایا اگر ایسا ہوا تو نکل کر بھاگ بھی نہ سکوں گا۔ اچھا تم مجھے ایک شراب کا مشکیزہ منگوا دو میکل اسی وقت عزیز شوہر کا حکم بجالائی۔ داؤد علیہ السلام مشکیزہ کو اپنی جگہ پر لٹا کر اور اس پر چادر ڈال کر خود تخت کے نیچے چھپ رہے۔ آدھی رات گزری ہوگی کہ طالوت گھر میں داخل ہوا اور داؤد علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ اپنی لڑکی میکل سے پوچھا کہ تیرا شوہر داؤد کہاں ہے۔ میکل نے کہا وہ کیا تخت پر سو رہے ہیں۔ طالوت نے پورے زور کے ساتھ ایک تلوار لگائی تو مشکیزہ پھٹ گیا اور شراب مشکیزے سے بہ نکلی۔ جب ظالم نے شراب کی بو پائی تو کہا اللہ داؤد علیہ السلام پر رحم کرے۔ شراب پینے والا اس سے بڑھ کر کوئی نہ ہوگا۔ صبح اس کو معلوم ہوا کہ میں اپنے ارادے میں ناکامیاب رہا۔ میں نے داؤد علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ شراب کا مشکیزہ پھاڑا ہے۔ تب اسے اور ندامت ہوئی اور اس نے ان کی گرفتاری اور قتل کے لیے کئی جاسوس مقرر کیے اور خود بھی مدت تک اس ٹوہ میں رہا کہ کسی صورت سے داؤد علیہ السلام پر قابو حاصل ہو لیکن کسی طرح کامیابی نہ ہوئی۔ آخر وہ ایک عرصے کے بعد تائب ہو کر شموئیل نبی کے حکم سے جہاد میں مصروف ہو گیا مگر وہ اور اس کے بیٹے مقتول ہوئے اور داؤد علیہ السلام جالوت کے قتل کے سات برس بعد روئے زمین کے بادشاہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **يَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْاَرْضِ** ط یہی قصہ شموئیل نبی کی پہلی کتاب میں دوسرے طور پر لکھا ہوا ہے جو درج ذیل[۱] ہے ایک روز داؤد علیہ السلام گھر میں بیٹھے تھے کہ طالوت نے چپکے سے آ کر بھالے کا ایک وار کیا مگر داؤد علیہ السلام نے وار خالی دیا برچھی دیوار میں جا گھسی۔ داؤد علیہ السلام بھاگ نکلے پھر اس نے کئی آدمی اس کام پر مقرر کیے۔ مگر جب آپ رات کو اپنے گھر واپس آئے تو پیاری بیوی میکل نے خبر دی کہ اگر آج رات تم اپنی جان بچا بھی گئے تو کل تک مارے جاؤ گے۔ پھر میکل نے کھڑکی کی راہ سے داؤد علیہ السلام کو اتار دیا وہ راتوں رات اس سرزمین سے نکل گئے اور اس طرح قتل کی سازش سے بچ رہے۔ میکل نے ایک پتلا بنا کر پلنگ پر لٹا دیا اور بکریوں کی کھال تکیے کی جگہ اس کے سرہانے رکھ کر اوپر سے چادر اڑھا دی۔ جب طالوت کے بھیجے ہوئے جاسوس داؤد علیہ السلام کو پکڑنے کے لیے آئے اور داؤد علیہ السلام کو پوچھا تو میکل نے کہا کہ وہ بیمار ہیں اور پلنگ پر لیٹے ہوئے ہیں۔

---

[۱] اور اس کے بعد تمام واقعات بھی اسی شموئیل کی اور دوسری کتاب سے ماخوذ ہیں۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طالوت نے حکم دیا کہ پلنگ سمیت میرے پاس اٹھالاؤ میں خود اسے قتل کروں گا۔ جاسوسوں نے اندر آ کر پلنگ پر دیکھا تو ایک پُتلا پڑا ہوا ہے، اور بکریوں کے اُون کا ایک تکیہ سرہانے دھرا ہے۔ انہوں نے اپنے بادشاہ کو خبر دی طالوت اپنی بیٹی پر نہایت درجہ خفا ہوا اور بڑے غصے سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ دغا کیوں کیا کہ میرے دشمن کو گھر سے نکال دیا اور وہ بچ رہا۔ میکل نے جواب دیا انہوں نے مجھ سے کہا کہ مجھے نکل جانے دے ورنہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ میں ڈر کے مارے کچھ نہ کر سکی۔ داؤد بھاگ کر مقام راما میں شموئیل نبی کے پاس چلے آئے۔ طالوت نے ان کا پیچھا کیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ وہ راما کی ¹نبوت میں ہے تو چند آدمیوں کو لے کر یہاں آیا۔ داؤد علیہ السلام یہاں سے بھی بھاگے غرض مدت تک وہ اسی طرح مختلف مقامات میں طالوت کے خوف سے بھاگتے اور اپنی جان بچاتے رہے اور اس ضرورت سے رفتہ رفتہ انہوں نے اپنی ایک جنگجو جماعت بنالی۔ ادھر طالوت نے یہ شرارت کی کہ جب داؤد علیہ السلام بھاگ گئے تو اس نے اپنی بیٹی میکل کو جو داؤد علیہ السلام کی مہربان اور فرمانبردار بیوی تھی زبردستی اپنی رعایا میں سے ایک شخص لیس کے بیٹے فلسطی ایل کو دے دی جو واقعات گزر چکے ہیں اُن سے ظاہر ہے کہ میکل خود بھی اس بات پر راضی نہ تھی۔ بلکہ داؤد علیہ السلام کی جدائی اُس کو بہت شاق ہوگی اور اُس کو بے حد صدمہ ہوگا اور یہاں بڑی مجبوری اور بے بسی کی حالت میں رہتی ہوگی۔ اس مدت میں طالوت اور طالوت کے مرنے کے بعد اُس کے خاندان سے داؤد علیہ السلام کی باہمی جنگ برابر ہوتی رہی لیکن داؤد روز بروز زور پکڑتے گئے اور طالوت کے خاندان کی قوت گھٹتی گئی۔ یہاں تک کہ وہ بالکل عاجز ہو گئے۔ طالوت کے بعد اُس کے سپہ سالار انبیر نے اُس کے بیٹے اشیومت کو بادشاہ بنا دیا تھا لیکن داؤد علیہ السلام سے وہ بھی برابر شکست کھاتا رہا۔ تب انبیر نے داؤد علیہ السلام کے پاس قاصد روانہ کئے کہ آپ میرے ساتھ عہد کر لیجئے ملک آپ کا ہوگا اور میں آپ کے لئے قوت بازو کا کام دوں گا اور سارے بنی اسرائیل کو آپ کی جانب متوجہ کر دوں گا۔ داؤد علیہ السلام نے کہلا بھیجا کہ مجھے منظور ہے لیکن یہ شرط ہے کہ تم مجھ سے ملنے آؤ تو طالوت کی بیٹی میکل کو بھی ضرور ساتھ لاؤ۔ ادھر داؤد نے اشیومت کی خدمت میں قاصد بھیجا کہ میری بیوی میکل کو جسے میں نے فلسطیون کے دو سو سروں کے بدلے میں پایا ہے میرے حوالے کر۔ اشیومت نے اُسی وقت چند لوگ بھیج کر

---

¹ اردو توریت میں اس طرح یہ لفظ لکھا ہے۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسطی ایل بن لیس سے میکل کو چھنوا منگوایا۔ مگر اُس کے جدید شوہر کو میکل کی جدائی گوارا نہ تھی وہ اُس کے پیچھے پیچھے بحوریم تک روتا ہوا آیا۔ تب انبیر نے اُس سے کہا کہ تو واپس چلا جا تیری کوئی کوشش نہیں چلے گی۔ آخر وہ مایوس ہو کر واپس چلا آیا اور میکل داؤد علیہ السلام کی خدمت میں رہنے لگی۔ اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی تھی کہ اُس کا بہادر شوہر تمام سرزمین بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا اور یہ ایک خوش نصیب ملکہ کی حیثیت سے اُن کے محل میں بسر کرتی تھی۔ تھوڑے دن کے بعد انبیر اور اشبوست ایک سازش میں رعایا کے ہاتھ سے قتل ہو گئے۔ داؤد علیہ السلام کو رنج بھی ہوا۔ مگر اب وہ خود مختار بادشاہ ہو گئے اور یہ سلطنت جس وقت اُن کو ملی ہے وہ تیس برس کے تھے۔ انہوں نے چالیس سال سلطنت کی۔ حبر ون میں سات برس چھ مہینے یہوداہ اور یروشلم میں سارے بنی اسرائیل و یہوداہ پر تیئیس (۲۳) برس۔ اب فلسطیوں نے جو سنا کہ داؤد علیہ السلام سارے بنی اسرائیل کا بادشاہ ہو گیا ہے تو وہ بڑی جمعیت کے ساتھ چڑھ آئے اور فانیون کے نشیب میں پھیل گئے۔ داؤد علیہ السلام نے بھی تیس ہزار اسرائیلی نوجوان چنے ہوئے جمع کر کے پیچھے سے اُن پر حملہ کیا اور گھیر کر خوب مارا اور خوب مالِ غنیمت لوٹ کر پلٹے۔ اس فتح کی اُن کو بے حد مسرت ہوئی۔ یہ لوگ شادیانے بجاتے اور خوشیاں مناتے چلے آ رہے تھے۔ جب داؤد علیہ السلام فاتحانہ شہر میں داخل ہوئے تو اُن کی بیوی میکل کھڑکی سے دیکھ رہی تھی۔ اِس نے دیکھا کہ داؤد علیہ السلام بادشاہ (اپنے خداوند کے آگے) ناچتا، اُچھلتا، کودتا، (اظہار مسرت کرتا) چلا آ رہا ہے۔ داؤد علیہ السلام کی یہ حرکت اِس کے دل میں نہایت حقیر معلوم ہوئی۔ اب داؤد علیہ السلام نے اپنے شہر میں پہنچ کر قربانیاں کیں اور خدا کا شکر بجا لائے اور جب اپنے گھرانے کو برکت دینے کے لیے محل کے اندر آئے تو میکل ان کے استقبال کو آگے نکلی اور بولی کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ آج کیسا شاندار معلوم ہوتا ہے تعجب ہے کہ اس نے اپنے ملازموں کی لونڈیوں کے آگے ایسی خفیف حرکتیں کیں جیسے ادنیٰ درجے کے لوگ کرتے ہیں۔ داؤد علیہ السلام نے کہا یہ اس رب کے سامنے جس نے تیرے سارے گھرانے، اور تیرے باپ کے مقابلے میں مجھے پسند کیا، اور مجھے قوم بنی اسرائیل کا حاکم بنایا میں تو خدا کے آگے خوب ناچوں گا بلکہ اس سے زیادہ ذلیل بنوں گا اور اپنی نظر میں اپنے نفس کو اس سے زائد کمینہ بناؤں گا مگر جن لونڈیوں کا ذکر تو نے کیا ان کے آگے باعزت و شاندار ہی بنا رہوں گا۔ اس روز سے وہ اپنے شوہر اور خدا کے آگے ذلیل ہو گئی اور اس شامتِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال کا یہ نتیجہ ہوا کہ مرتے دم تک اس کے بطن سے داؤد علیہ السلام کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اولاد کا نہ ہونا بھی دراصل ایک بڑی نعمت سے محروم اور اپنی ہمعصر سوتوں کی نظروں میں حقیر ہونا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی جیل[۱]

(اخنوعم ومحکمۂ ابی طال وحجیت وعجلۃ زوجہائے داؤد علیہ السلام)

یہ تو تم پڑھ چکے ہو کہ طالوت کے خوف سے داؤد علیہ السلام ادھر ادھر پھرتے رہتے تھے اور جب تک کہ اللہ نے ان کو حکومت اور نبوت نہیں دی اس وقت تک وہ اس سرگردانی میں رہے لیکن شموئیل نبی ان کے حامی تھے اور جب آپ الیسع بن اخطوب نبی کے قیام گاہ پر پہنچے ہیں اور ان سے اپنی مجبوریاں بیان کی ہیں تو وہ بھی ان کے طرفدار ومددگار ہو گئے تھے۔ ان کے سوا اور بھی کئی سو نوجوان بہادروں کی ایک جماعت ان کی ماتحت ہو گئی جو ہر وقت ان کے ہمرکاب اور ان کی امداد کے لیے سرفروشی کے لیے تیار تھی۔ یہ سب بڑے بہادر اور جنگ جو تھے جہاں گئے کچھ نہ کچھ جنگ کا سامنا ہوا مگر اللہ نے داؤد علیہ السلام اور ان کی جماعت ہی کو سربلند کیا۔ اس عرصہ میں شموئیل نبی کا جو داؤد علیہ السلام کے بڑے حامی تھے انتقال ہو گیا۔ بنی اسرائیل ان پر بہت روئے اور راما میں ان کے گھر ہی میں انہیں دفن کیا۔ وہاں سے داؤد علیہ السلام چل کر دشت فاران میں اترے۔ اس سرزمین میں بمقام معون ایک شخص رہتا تھا جس کا مقام کرمل میں بہت کاروبار تھا اور یہ بڑا مالدار اور تین ہزار بھیڑوں اور ایک ہزار بکریوں کا مالک تھا اس کا نام نابال اور اس کی بیوی کا نام ابی جیل تھا۔ یہ عورت بہت اچھی، سمجھدار اور خوش رو تھی، اس کا حسن صورت، اور حسن سیرت اس قابل تھا کہ ابی جیل کی بہت قدر کی جاتی اور وہ عزت سے رکھی جاتی لیکن نابال بڑا سنگ دل اور بدکار تھا اور یہ کالب کے خاندان سے تھا۔ اس نے کبھی ابی جیل کا دل خوش نہیں رکھا پھر بھی وہ اس کی خیر خواہ ہی رہی۔

داؤد علیہ السلام نے بیابان فاران سے ۱۰ جوانوں کو کرمل روانہ کیا اور کہا کہ تم نابال کو میرا سلام پہنچا کر کہنا کہ آپ کے چرواہے اور گلے دشت میں ہمارے ساتھ تھے ہم نے ان کو کچھ نقصان نہیں پہنچایا لہٰذا جو کچھ بھی ہو سکے مہربانی فرما کر اپنے خادموں اور اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو عطا کیجئے۔ مگر نابال نے اس کے جواب میں بہت ہی بے التفاتی برتی اور کہا کہ داؤد علیہ

۱۔ بعض مورخین نے ابی غائل نام لکھا ہے۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام یشی کا بیٹا کون ہے بہت سے نوکر چاکر اپنے آقاؤں سے بگاڑ کر کے بھاگ جاتے ہیں۔ کیا ہم اپنا روٹی پانی اور ذبیحے اس کو بلاوجہ دے دیں جسے ہم نہیں جانتے کہ کون ہے اور اس کے ساتھی کون لوگ ہیں۔

یہ دسوں جوان ناکام واپس آئے۔ داؤد علیہ السلام نے نابال کا پیغام سن کر حکم دیا کہ سب اپنی اپنی تلواریں باندھ کر تیار ہو جاؤ اور داؤد علیہ السلام نے بھی اپنی تلوار زیب کمر کی چنانچہ چار سو جوان چلے اور ۲۰۰ جوان اسباب کے پاس ٹھہرے رہے۔ ان جوانوں میں نابال کے گلہ بان بھی تھے۔ انہیں گلہ بانوں میں سے ایک نے ابی جیل سے جھٹ جا کر اطلاع دی کہ داؤد نے ہمارے آقا کے پاس مبارکباد کے لیے قائد بھیجے تھے تو وہ جھنجھلایا اور سخت کلامی کی حالانکہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ بھلائی کی کہ کسی طرح کا ہم کو نقصان نہیں پہنچایا جب تک ہم ان سے ملے رہے ہماری کوئی شے گم نہیں ہوئی۔ اب تم سوچ سمجھ لو کہ کیا کرو گی۔ ہمارے آقا اور اس کے سارے گھر پر بلا نازل ہونے والی ہے۔ داؤد علیہ السلام ایسا شخص ہے کہ کوئی اس کے سامنے بات نہیں کر سکتا اور جو وہ چاہتا ہے کر کے رہتا ہے۔ ابی جیل جلدی سے اٹھی اور دو سو روٹیوں کے پارچے اور دو شراب کے مشکیزے اور پانچ بھیڑیں پکی ہوئی تیار اور پانچ پیمانے بھنے ہوئے غلے کے اور ایک سو خوشے کشمش کے اور دو سو (۲۰۰) ٹیس انجیر کی ساتھ لیں اور ان سب چیزوں کو گدھے پر لاد کر اپنے نوکروں سے کہا کہ مجھ سے آگے روانہ ہو۔ میں بھی تمہارے ہی پیچھے آتی ہوں۔ اس نے اپنے شوہر نابال کو کچھ اس واقعہ کی خبر نہیں کی اور جیسے ہی یہ خچر پر سوار ہو کر پہاڑ کی آڑ سے نشیب میں اتری ویسے ہی داؤد علیہ السلام اور ساتھ کے سب آدمی بھی استقبال کو بڑھے اور اس سے ملاقات کے لیے پیشقدمی کی۔

داؤد علیہ السلام نے کہا جو کچھ اس بیابان میں ہے ہم نے بے فائدہ اس کی نگہبانی کی کہ کوئی شے اس میں سے نہ کھونے پائے مگر اس نے نیکی کے بدلے، بدی کی۔ صبح کی روشنی پھیلنے تک اگر میں ایک جاندار کو بھی چھوڑ دوں تو خدا داؤد علیہ السلام کے دشمنوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے بلکہ اس سے زیادہ ابی جیل بڑی عجلت کے ساتھ خچر پر سے اتر کر داؤد علیہ السلام کے آگے اوندھی گر پڑی اور زمین پر پیشانی رکھ دی اور پھر داؤد علیہ السلام کے پاؤں پر گر پڑی اور کہا کہ میرے آقا صرف مجھ پر یہ گناہ رکھئے اور اجازت دیجئے کہ آپ کی لونڈی آپ کے کانوں میں کچھ کہنا چاہتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ براہ کرم اس کی عرض سنئے! میرے آقا آپ اس نالائق مرد کی باتوں سے دل گرفتہ نہ ہوں۔ اس نابال کی باتوں پر نہ جایئے کیونکہ جیسا اس کا نام ہے ایسا ہی وہ ہے نابال (احمق) اس کا نام ہی ہے۔ میں نے آپ کے جوانوں کو نہیں دیکھا تھا ورنہ اس کی نوبت ہی نہ آتی۔ اب یہ ہدیہ جو آپ کی لونڈی لے کر آئی ہے اسے قبول فرمایئے کہ جو جوان حضور کے ساتھ ہیں ان کو بانٹ دیا جائے اور اس لونڈی کا گناہ معاف فرمایا جائے۔ خدا آپ کا معین و مددگار ہے اور رہے گا۔ میں چاہتی ہوں کہ جس وقت خدا حضور کو بنی اسرائیل کا سردار کرے اور میرے آقا پر مہربان ہو تو اپنی کنیز کو ضرور یاد فرمایئے گا۔

داؤد علیہ السلام نے ابی جیل سے کہا کہ بنی اسرائیل کا خدا مبارک و مہربان ہے جس نے تجھے میرے استقبال کے لیے بھیجا۔ تیری عقل بہت اچھی ہے اور تو خود بہت مبارک ہے کہ مجھے خونریزی اور انتقام لینے سے بچا لیا۔ اور اگر تو جلدی نہ کرتی تو صبح تک نابال کا ایک جانور بھی باقی نہ رہتا۔

داؤد علیہ السلام نے یہ کہہ کر ہدیہ قبول کیا اور کہا کہ اچھا اب تم جاؤ۔ ابی جیل جب گھر آئی تو دیکھا نابال شراب کے نشے میں بدمست ہو رہا ہے اور اپنے آپ میں نہیں ہے۔ یہ دیکھ کر ابی جیل نے اس سے کچھ نہیں کہا چپکی جا کر سو رہی جب صبح ہوئی اور نابال کا نشہ ہرن ہوا تب اس کی جورو نے اس سے سب احوال کہا۔ یہ حالات سن کر اس کا سخت دل مردہ ہو گیا اور وہ بت کی طرح خاموش بیٹھا رہا اور اس دن سے وہ بہت غمگین رہنے لگا۔ اس قدر کہ دس روز کے بعد ہی مر گیا۔ جب داؤد علیہ السلام نے سنا کہ نابال مر گیا تو خدا کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے داؤد علیہ السلام کی جو ذلت کی تھی اس کا بدلہ لے لیا اور اس کی شرارت کا مزا جلد چکھا دیا۔

پھر داؤد علیہ السلام نے ابی جیل کو پیغام بھیجا کہ وہ زوجیت میں آ جائے جب داؤد علیہ السلام کے خادم مقام کرمل میں ابی جیل کے پاس آئے اور انہوں نے کہا داؤد علیہ السلام نے ہمیں تمہارے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ ہم تم کو اس کی بیوی بنانے کے لیے لے چلیں۔ امید ہے کہ تم کو بھی یہ نسبت بخوشی منظور ہو گی۔

یہ سن کر ابی جیل اٹھ کر زمین پر منہ کے بل گر پڑی اور خدا کا سجدۂ شکر ادا کیا اور اٹھ کر بولی کہ یہ لونڈی اپنے آقا کے غلاموں کے پاؤں دھونے کے لیے حاضر ہے۔ پھر ابی جیل جلدی سے ایک خچر پر سوار ہوئی اور پانچ اور نوجوان لڑکیوں کو ساتھ لیا جو اس کے جلو میں تھیں۔ اب یہ داؤد علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام کے پیامیوں کے ساتھ روانہ ہوئی اور داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پہنچی۔ اس وقت وہ اپنی خوش قسمتی پر بہت نازاں تھی۔ داؤد علیہ السلام نے اسی وقت اپنی بیوی بنالیا اور آگے روانہ ہو کر سر زمین یزرعیل میں اپنے لشکر سمیت داخل ہوئے۔

پھر داؤد علیہ السلام نے سر زمین یزرعیل کی ایک عورت سے نکاح کیا جس کا نام اخنوعم تھا۔ اب داؤد علیہ السلام اپنی دونوں بیویوں کو لے کر روانہ ہو گئے۔ طالوت اس وقت تک داؤد علیہ السلام کے ٹوہ میں رہتا اور کہیں کہیں دونوں کی مڈ بھیڑ بھی ہو جاتی تھی۔ مگر طالوت کا کوئی داؤ نہ چلتا تھا۔ ہاں ایسا کئی بار ہوا کہ داؤد علیہ السلام نے طالوت کو اپنے قابو میں پایا اور چاہتے تو اس کو قتل کر دیتے مگر ہر بار چھوڑ دیا اور آپ بچ نکلے۔ آخر داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں سوچا کہ میں ایک نہ ایک دن طالوت کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤں گا۔ پس میرے لیے اس سے بہتر کوئی بات نہیں کہ فلسطیوں کی زمین میں جا رہوں تا کہ طالوت مجھ سے ناامید ہو کر بنی اسرائیل کی حدود میں پھر مجھے نہ پائے۔ اس طرح اس کے ہاتھ سے مجھے نجات مل جائے گی۔ تب داؤد علیہ السلام اپنی دونوں بیویوں اخنوعم اور ابی جیل کو لے کر بادشاہ معوق کے بیٹے اخیش کی پناہ میں چلے آئے۔ ان کے ہمراہی بھی بال بچوں سمیت سب ساتھ تھے۔ اخیش کا قیام مقام جات میں تھا۔ ساول (طالوت) کو جب معلوم ہوا کہ داؤد علیہ السلام جات میں بھاگ کر جا رہے ہیں تو پھر یہ بھی بیٹھ رہا۔ داؤد علیہ السلام نے اخیش سے کہا کہ مجھے ازراہ کرم اپنی مملکت میں کوئی ایسی جگہ دیجئے کہ میں وہاں جا کر بسوں۔ اخیش نے شہر صقلاج دے دیا چنانچہ وہاں ایک سال چار ماہ داؤد علیہ السلام اور ان کے لشکر کا قیام رہا۔ یہاں سے داؤد علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے جشوریوں، جزریوں اور عمالیقیوں، پر حملہ کیا۔ یہ لوگ صور کی راہ سے مصر کے سوانے تک اس سر زمین پر قدیم سے بستے تھے۔ اب داؤد علیہ السلام نے اس سر زمین کو خراب کیا اور کسی مرد و عورت کو زندہ نہ چھوڑا۔ صرف جشور کے بادشاہ تلمی کی بیٹی کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ اور خوب مال غنیمت لے کر صقلاج میں واپس چلے آئے۔ اس کے چند روز بعد ہی فلسطیوں نے اپنے لشکر بنی اسرائیل سے جنگ کرنے کے لیے جمع کیے۔ اخیش نے داؤد علیہ السلام سے کہا کہ بنی اسرائیل کے مقابلے میں تم کو بھی میرے ساتھ جنگ میں شریک ہونا پڑے گا۔ داؤد علیہ السلام نے اسے بخوشی منظور کر لیا۔

چنانچہ فلسطیوں کے لشکر افیق میں جمع ہوئے اور بنی اسرائیل یزرعیل کی سر زمین میں ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چشمے پر ٹھہرے مگر جب فلسطیوں کے سرداروں نے داؤد علیہ السلام اور ان کے لشکر کو اخیش کے ساتھ دیکھا تو یہ انہیں ناگوار ہوا اور انہوں نے کہا کہ ان عبرانیوں کا یہاں کیا کام ایسا نہ ہو کہ جنگ کے وقت وہ ہم سے دشمنی کریں۔ تب اخیش نے داؤد علیہ السلام کو بلا کر کہا کہ ہمارے امراء آپ لوگوں سے راضی نہیں ہیں۔ آپ اپنی قیام گاہ کو واپس جائیں تا کہ یہ لوگ اور زیادہ ناراض نہ ہوں۔ مناسب ہے کہ صبح ہوتے ہوتے اپنی ساری جماعت کے ساتھ تم یہاں سے روانہ ہو اور اپنے مقام پر پہنچ جاؤ۔ چنانچہ داؤد علیہ السلام واپس روانہ ہو گئے لیکن جب تیسرے دن صقلاج میں پہنچے تو دیکھا کہ عمالیقی جنوب کی جانب سے صقلاج پر چڑھ آئے اور اسے آگ سے جلا دیا تمام عورتوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ مگر کسی کو قتل نہیں کیا۔ ان قیدیوں میں داؤد علیہ السلام کی دونوں بیبیاں اخنوعم اور ابی جیل بھی اسیر ہو گئی تھیں۔ داؤد علیہ السلام بہت پریشان تھے اور ایک نئی مصیبت یہ پیش آئی کہ سب لوگوں نے یہ ارادہ کر لیا کہ یہ آفت داؤد علیہ السلام کی وجہ سے آئی ہے لہٰذا اس پر پتھراؤ کریں لیکن داؤد علیہ السلام نے سب کو تسلی دی اور السبع (اضیملک) کے بیٹے اور ابی آتھر کاہن کی رائے سے اور ایک عمالیقی کی مدد سے اپنی جماعت کو لے کر ان پر ٹوٹ پڑے اور صبح سے شام تک ان کو قتل کیا صرف چار سو آدمی بچ کر بھاگ نکلے۔ اس طرح داؤد علیہ السلام نے اپنی تمام عورتوں اور اسباب کو واپس چھین لیا۔ ان کی کوئی شے تلف نہ ہونے پائی۔ اپنی دونوں بیویوں کو بھی چھڑا لیا اور سب بال بچوں کو بھی وہاں سے پلٹ کر صقلاج میں چند روز آرام کیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر داؤد علیہ السلام یہوداہ کی بستیوں میں چڑھ آئے اور جبرون میں آئے تو دونوں بیویاں ابی جیل اور اخنوعم بھی ساتھ تھیں سب ہمراہیوں کے بیوی بچے بھی ساتھ تھے۔ یہوداہ کے لوگوں نے ان سب کی بڑی آؤ بھگت کی اور داؤد علیہ السلام کو اپنے گھرانے کا بادشاہ بنایا اور ان کو ساؤل (طالوت) کے مر جانے کی خبر دی۔ جبرون میں داؤد علیہ السلام کے گھر میں کئی بیٹے پیدا ہوئے پہلوٹھے بیٹے کا نام جو اخنوعم یزرعیل کے بطن سے پیدا ہوا تھا امسنون رکھا دوسرے بیٹے کا نام جو ابی جیل کے پیٹ سے ہوا کیلاب تھا۔ تیسرا بیٹا اسلوم تھا جو تلمی بادشاہ جسور کی بیٹی محکہ کے پیٹ سے تھا اور چوتھے کا نام ادونیاہ اور اس کی ماں کا نام حجیت تھا۔ پانچویں بیٹے کا نام سفطیا اور اس کی ماں کا نام ابی طال تھا اور چھٹے کا نام خرعام یہ عجلۃ کے بطن سے پیدا ہوا تھا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ حجیت اور ابی طال اور عجلۃ کو داؤد علیہ السلام کب اپنی زوجیت میں لائے اور یہ کہاں کی رہنے والی تھیں۔ غالب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمان یہ ہے کہ یہ عورتیں جسرون ہی کی ہوں گی جن کو یہاں آپ کی زوجیت میں آنے کی عزت حاصل ہوئی۔

اس[1] کے بعد بنی اسرائیل کے سب فرقوں کے سردار جسرون میں داؤد علیہ السلام کے پاس آئے اور سب نے عہد کر کے انہیں اپنا بادشاہ بنایا اور ان کو یروشلم لے گئے۔ داؤد علیہ السلام نے جسرون سے یروشلم میں آ کر اور حرمین اور لونڈیاں کیں اور ان سے داؤد علیہ السلام کے اور بیٹا بیٹی پیدا ہوئے۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں شموع، سوباب، ناثن، سلیمان، بسمار الیوع، نفج، یفیح، الیسع، ابیداع، الیفط، یہ کل گیارہ بیٹے ہوئے۔

[1] یہ واقعات زیادہ تر توریت سے ماخوذ ہیں۔ مؤلف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتشبع

(زوجۂ داؤد علیہ السلام)

بتشبع[1] داؤد کی ان حرموں میں سے ہے جو آپ نے جرون سے یروشلم میں آ کر کی تھیں اور تم پڑھ چکے ہو کہ یروشلم میں ان کی جو اولاد ہوئی ہے اس میں سلیمان کا نام بھی تھا۔ بتشبع ہی سلیمان کی خوش قسمت ماں ہے جس کے شوہر اور بیٹے دونوں کو اللہ کی مہربانی سے تمام دنیا کی حکومت اور نبوت عطا ہوئی۔ ایک عورت کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا مسرت اور عزت کی بات ہو سکتی ہے یہ پہلے ایک غریب سپاہی کی بیوی تھی۔ اس کے باپ کا نام العام اور شوہر کا نام اوریا تھا۔ یہ شخص دارالخلافت کے حکم سے اکثر لڑائیوں میں مصروف رہا کرتا تھا۔

قسمت کی بات کہ آخر اس کا شوہر ایک جنگ میں مارا گیا۔ اس کے بعد اللہ نے یہ اعزاز اور مرتبہ دیا کہ وہ داؤد علیہ السلام کی نہایت چہیتی اور پیاری بیوی ہوئی۔ بتشبع نہایت خوبصورت و حسین عورت تھی اور جس قدر جمیلہ تھی اتنی ہی عقیلہ بھی تھی اس کا مکان بادشاہ داؤد علیہ السلام کے محل کے پاس تھا۔ تھوڑے دن کے بعد بنی عمون کے مقابلے میں یوآب سپہ سالار کے زیر کمان شاہی فوج بھیجی گئی۔ اس میں اوریا بھی تھا۔ یہ بڑی بہادری سے لڑتا رہا مگر قضا آ چکی تھی خود کئی ایک کو مار کر موت کا نشانہ بنا اور میدان جنگ سے خبر آئی کہ اوریا شہید ہو گیا۔ بتشبع کو اپنے شوہر کی وفات کا حال سن کر بے حد رنج و صدمہ تھا۔ اس نے کئی دن سوگ منایا۔ داؤد علیہ السلام نے اس کو بلا کر بہت ہمدردی سے تسکین و تشفی دی اور جب سوگ کے دن پورے ہو چکے تو نکاح کا پیام دیا جو بتشبع نے منظور کیا اور یہ خوش خوش داؤد کی حرموں میں شامل ہو گئی۔ تھوڑے عرصے کے بعد اس کے بطن سے داؤد کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس سے آپ کو بہت محبت تھی لیکن وہ سخت بیمار پڑا کہ داؤد علیہ السلام نے اس کے لیے دعائیں مانگیں۔ آخر ساتویں دن وہ لڑکا مر گیا۔ داؤد علیہ السلام نے خود بھی صبر کیا اور اپنی عزیز بیوی بتشبع کو بھی بہت دلاسا دیا اور سمجھایا اس کے چند سال بعد پھر ان کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس سے ماں کو بہت محبت تھی۔ چنانچہ اس کا نام اس نے سلیمان رکھا۔ یہ بچہ باپ کا بھی پیارا ہوا اور ناتن نبی نے آ کر خوشخبری سنائی کہ سلیمان کو اللہ بھی بہت محبوب رکھتا ہے۔ اللہ نے اس

---

[1] مورخین نے ان کا نام تین طریقوں سے لکھا ہے۔ بتشبع، باتشبا، بنت سبع۔۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام یدیدیاہ یعنی محبوب خدا تجویز کیا ہے۔ داؤد کو اس بیوی سے محبت تھی وہ اس کی دل دہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے تھے۔ وہ سب حرموں میں بہتر اور داؤد علیہ السلام کی بہت پیاری تھی۔ اس سبب سے داؤد علیہ السلام اس کے بیٹے سلیمان کو بھی حد درجہ پیار کرتے اور چاہتے تھے یہاں تک کہ بتشبع نے ایک روز ان سے وعدہ لے لیا کہ میرے بعد تیرا بیٹا سلیمان ہی تخت و تاج کا مالک اور بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ میں اپنے سامنے ہی اس کی صدر نشینی اور باقاعدہ ولی عہدی کا انتظام کروں گا۔ یہ وعدہ بتشبع کے لیے بڑی مسرتوں اور آئندہ کی خوش قسمتیوں کا ایک مشغلہ تھا۔

داؤد علیہ السلام جب بوڑھے ہو گئے تو بعض خیر خواہوں کی رائے ہوئی کہ ایک کنواری عورت تلاش کی جائے جو ہر وقت بادشاہ کی خدمت میں رہے۔ چنانچہ تمام بنی اسرائیل کی مملکت میں ایک جوان خوبصورت عورت دستیاب ہوئی جس کا نام شونمت ابی شاگ تھا۔ یہ نوجوان اور جمیل و شکیل عورت بادشاہ کی خبر گیری و خدمت پر مقرر ہوئی۔ جب داؤد علیہ السلام کی یہ حالت دیکھی تو آپ کے بیٹے ادونیاہ نے جو بہت خوبصورت آدمی تھا علم بغاوت بلند کیا اور اپنے کو بادشاہ مشہور کر کے تمام مملکت میں سربلند ہونا چاہا۔ اس نے اپنی سواری کے لیے ایک عمدہ گاڑی تیار کی اور پچاس آدمی خاص اپنی اردلی کے لیے مقرر کئے۔ یہ داؤد کی زوجہ حجیت کے بطن سے تھا اور ابی سلوم کے بعد پیدا ہوا تھا۔

جب اس نے یہ کوشش کی ہے تو ایک بڑی با اثر جماعت بھی اس کی طرفدار ہوگئی تھی یہاں تک کہ یوآب اور ابی، تیر کاہن وغیرہ بھی اس سے ساز و باز رکھتے تھے لیکن ناتن نبی اور صدوق کاہن اور داؤد علیہ السلام کے بہادر و قدیم رفیقوں نے اس کا ساتھ نہ دیا بلکہ یہ لوگ سلیمان کے لیے تخت و حکومت کے خواستگار ہوئے۔ ایک دفعہ ادونیاہ نے خوب قربانیاں کیں اور اپنے سب بھائیوں اور خاندان یہوداہ کے لوگوں کی جو شاہی ملازم تھے دعوتیں کیں لیکن نبایا کاہن اور ناتن نبی اور سلیمان اور داؤد کے بہادر رفیقوں کو نہ بلایا۔ یہ ایک اہم واقعہ تھا جس سے غفلت کرنے کی صورت میں بہت سی خرابیوں کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ آخر ناتن نبی نے سلیمان کی ماں کو جو خود بھی بڑی عقلمند اور سمجھدار عورت تھی ابھارا اور کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ حجیت کا بیٹا ادونیاہ سلطنت کا دعویدار بنا ہے اور بادشاہی کر رہا ہے اور داؤد علیہ السلام کو کچھ بھی خبر نہیں۔ تم اگر اپنی اور اپنے بیٹے سلیمان کی جان بچانا چاہتی ہو تو ہمت کر کے بادشاہ سلامت کے حضور میں جاؤ اور اس سے کہو کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے میرے آقا میرے بادشاہ کیا آپ نے اپنی لونڈی سے قسم کھا کر یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ میرے بعد تیرا بیٹا سلیمان سلطنت کرے گا اور وہی تخت پر بیٹھے گا لیکن اب صورتحال یہ ہے کہ اودیناہ سلطنت کر رہا ہے۔ حضور کو اپنا وعدہ شاید یاد نہیں رہا ہوگا جس وقت تم بادشاہ سے گفتگو کر دگی تو میں بھی پیچھے سے آ پہنچوں گا اور تمہاری تائید کروں گا۔ عقلمند بتشبع نے بڑی ہمت اور جرأت سے کام لیا اور وہ اسی وقت تیار ہو کر داؤد علیہ السلام ایسے بارعب فرمان روا کے حضور میں پہنچی۔ شوئمنت ابی شاگ بادشاہ کی خدمت گزار حاضر تھی اور کوئی نہ تھا۔ بتشبع نے آگے بڑھ کر ایک تعظیمی سجدہ کیا۔ بادشاہ نے ارشاد فرمایا اٹھ اور کہہ کیا چاہتی ہے۔ تب اس نے بڑی خوبی اور فصاحت سے بادشاہ کو وعدہ یاد دلایا اور اودیناہ کی دعوت عام اور ناتن نبی و سلیمان کو نہ بلانے کا سارا قصہ بھی خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کیا۔ اس نے یہ بھی بیان کیا کہ سارے بنی اسرائیل کی نگاہیں حضور کے ارشاد کی منتظر ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ حضور کے بعد یہ لونڈی اور سلیمان اور زیادہ آفت میں مبتلا کئے جائیں اور قصوروار قرار دیئے جائیں۔

اتنے میں ناتن نبی بھی آ پہنچے۔ بادشاہ کو خبر دی گئی ان کو بھی اندر آنے کا حکم ہوا۔ بتشبع اسی وقت چپکے سے وہاں سے کھسک گئی۔ انہوں نے بھی آتے ہی اس کی باتوں کی تصدیق کی اور کہا کہ میرے آقا یہ جو کچھ کہ اودیناہ کر رہا ہے حضور کے حکم وارشاد سے یا محض اپنی خوشی اور سرکشی سے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ آپ اپنے قسمیہ وعدے کو پورا کریں۔ بادشاہ نے پھر بتشبع کو یاد فرمایا وہ اسی وقت حاضر ہوئی اور ادب سے داؤد علیہ السلام کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

داؤد علیہ السلام بادشاہ نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً تیرا بیٹا سلیمان ہی میرے بعد بادشاہ ہوگا اور تخت پر بیٹھے گا اور میں آج ہی اس کا انتظام کئے دیتا ہوں۔ یہ سنتے ہی وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑی اور شکریہ کے طور پر اس نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی۔ پھر اٹھ کر بولی یا اللہ میرا بادشاہ میرا آقا داؤد علیہ السلام ہمیشہ زندہ رہے۔ اب سلیمان علیہ السلام کو صدر نشین کرنے کی کارروائی شروع ہوئی۔ داؤد علیہ السلام نے ناتن نبی اور نبایاہ اور صدوق کاہن کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ لوگ اسی وقت ہمارے ملازموں کو ساتھ لیجئے اور سلیمان کو میرے خاص گھوڑے پر سوار کر کے نیچے جیحون (دریا) تک لے جایئے پھر وہاں صدوق کاہن اور ناتن نبی اس کے سر پر تیل ملیں کہ وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ تسلیم کیا جائے اور پھر شادیانے بجاتے ہوئے اوپر آؤ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ سلیمان میرے تخت پر بیٹھے اور سب کے سب آواز لگاؤ کہ سلیمان بادشاہ زندہ رہے چنانچہ اس کی پوری پوری تعمیل کی گئی اور اس طرح بتشبع کی جرأت سے یہ مہم سر ہوئی ادونیاہ کو جب معلوم ہوا کہ داؤد کے حکم سے سلیمان باقاعدہ جانشین و بادشاہ بنی اسرائیل قرار پایا تو وہ خوف کھا کر بھاگ نکلا۔ تھوڑے زمانے کے بعد داؤد علیہ السلام کا انتقال ہو گیا اور سلیمان خود مختار بادشاہ ہو گئے۔

پھر ادونیاہ بن حجیت سلیمان کی ماں بتشبع کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بتشبع نے پوچھا کیا تو صلح کے لیے آیا ہے۔ اس نے کہا ہاں اور آپ سے کچھ اور بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرا قصور معاف فرمایئے اور اجازت دیجیے تو کہوں۔ بتشبع نے کہا جو کچھ کہنا چاہتا ہے کہہ ادونیاہ نے کہا یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ سلطنت کا حقدار میں تھا اور سارے بنی اسرائیل بھی میری جانب متوجہ تھے لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ سلیمان بادشاہ ہو لہٰذا مجھے اب اس کی شکایت نہیں تاہم ایک گزارش ہے امید ہے کہ اس سے انکار نہ کیا جائے گا۔ آپ مہربانی فرما کر سلیمان بھائی سے سفارش کیجیے کہ ابی شاگ شونیمت کو میرے ساتھ بیاہ دیں۔ یقین ہے کہ وہ آپ کی بات نہ ٹالیں گے۔ بتشبع نے وعدہ کیا کہ میں تیرے لیے بادشاہ سے ابی شاگ شونیمت کو مانگوں گی۔ یہ وعدہ کر کے وہ سلیمان کے پاس آئی سلیمان بادشاہ فوراً استقبال کو اٹھے۔ انہوں نے اپنی ماں کے لیے داہنے ہاتھ پر کرسی رکھوائی۔ بتشبع اس پر بیٹھ گئی اور بولی کہ بیٹا میں ایک تم سے معمولی درخواست کرتی ہوں۔ میری بات رد نہ کرو تو کہوں؟ سلیمان نے جواب دیا کہ میری مہربان ماں فرمایئے۔ میں آپ کی بات نہ ٹالوں گا۔ بتشبع نے کہا ابی شاگ شونیمت تمہارے بھائی ادونیاہ سے بیاہی جائے تو میری خوشی کا باعث ہوگا۔

یہ سنتے ہی سلیمان کو غصہ آ گیا اور ادونیاہ کا نام سنتے ہی وہ بولے صرف ابی شاگ شونیمت کو ادونیاہ کے لیے آپ کیوں مانگتی ہیں بلکہ اس کے لیے سلطنت بھی مانگیے کیوں کہ وہ میرا بڑا بھائی ہے اور وہی حقدار بھی ہو سکتا ہے نہ صرف اس کے لیے بلکہ یوآب اور ابیاتر کاہن کے لیے بھی۔

پھر سلیمان نے کہا ادونیاہ نے اگر یہ بات آپ سے کسی مخالفت اور سازش کر کے نہ کہی ہو تو مجھے خدا سمجھے اور اس سے زیادہ بڑا بدلہ لے لیکن میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ آج ہی قتل کر دیا جائے گا۔ افسوس آپ اس کی چالاکی کو نہ سمجھ سکیں۔ سلیمان نے بنایاہ کو بھیجا کہ ادونیاہ کا خاتمہ کر دے۔ اس نے جا کر ایک ہی حملے میں ادونیاہ کا کام تمام کر دیا۔ بتشبع چلی گئیں۔ وہ نہیں سمجھتی تھیں کہ ادونیاہ کی اس درخواست میں بھی مخالفت اور سازش کا راز مضمر ہے اور وہ باپ کے مرنے کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی نیا گل کھلانا چاہتا ہے اب بتشبع کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے سلیمان کو اس سے اور داؤد علیہ السلام سے بھی زیادہ سمجھ دی ہے۔ وہ اپنے لائق فرزند کے مرتبے اور عزت کو دیکھ دیکھ کر خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتی تھی کہ آخر ایک روز موت نے اس کی تمام خوشیوں اور دلچسپیوں کا خاتمہ کر دیا اور ہمیشہ کے لیے لائق بیٹے سلیمان سے بچھڑا کر عزیز شوہر داؤد علیہ السلام کے پاس وہاں پہنچا دیا جہاں سے پھر کر کوئی نہیں آتا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنتِ فرعون

(زوجۂ اوّل سلیمان علیہ السلام)

باپ کی وفات اور ملکی سازشوں کے فرو کرنے کے بعد جب سلیمان علیہ السلام تخت حکومت پر مستقل ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کی سلطنت ثابت ہو گئی۔ تب انہوں نے مصر کے بادشاہ فرعون کو اپنے عقد کا پیغام بھیجا۔ اس بادشاہ کے ایک لڑکی تھی جس سے وہ بہت محبت رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی اچھے مرد سے یہ بیاہی جائے۔ چنانچہ جب سلیمان علیہ السلام کا پیام پہنچا تو اس نے بہت خوشی سے منظور کر لیا۔ جب نسبت قرار پا چکی تو آپ اسے داؤد علیہ السلام کے گھر میں بیاہ لائے کیونکہ اس وقت تک ان کے رہنے کا کوئی خاص محل تیار نہیں ہوا تھا بلکہ اس وقت تک قربانیوں کے لیے بھی خاص مکانات تعمیر نہیں ہوئے تھے۔ اس عورت کے باپ فرعون نے مقام جرز پر چڑھائی کر کے اس کو جلا دیا تھا اور جو کنعانی وہاں بستے تھے اُن کو قتل کر کے جو کچھ مال غنیمت ہاتھ لگا تھا اس میں سے اپنی بیٹی کو بہت کچھ سامان جہیز دیا تھا۔ سلیمان علیہ السلام نے اس نکاح سے فراغت حاصل کر کے یروشلم کے شہر پناہ بنوانے کی بنیاد ڈالی اور کئی ایک قربان گاہیں تعمیر کیں اور اپنی اس بیوی کے رہنے کے لیے بھی خاص طور پر ایک قصر معلیٰ بنوایا اور جب وہ تیار ہو گیا تو یہ فرعون کی بیٹی داؤد علیہ السلام کے شہر سے اپنے ساز و سامان سمیت یہاں آ رہی۔

یہ سب عمارتیں ملک صور کے بادشاہ حیرام کی مدد سے تیار ہوئی تھیں۔ اس نے سلیمان علیہ السلام کو بہت عمارتی لکڑی بھیجی تھی۔ کاریگر مزدور بھیجے اور سونا بھی بہت کچھ روانہ کیا تھا۔ سلیمان علیہ السلام کی اس بیوی کے بطن سے دو لڑکیاں ہوئیں تھیں۔ ایک کا نام طافت تھا یہ بیٹی ابنا داب سے بیاہی گئی تھی جو سلیمان علیہ السلام کے مقرر کیے ہوئے بنی اسرائیل کے بارہ منصبداروں میں سے ایک منصب دار تھا اور دوسری بیٹی کا نام بسمت تھا۔ اس کا عقد اخمعض سے کیا گیا تھا۔ یہ شخص بھی سلیمان علیہ السلام کا منصب دار اور نفتالی میں مقرر تھا۔ ان لڑکیوں کے علاوہ سلیمان علیہ السلام کا ایک بیٹا بھی ہوا جس کا نام رحبعام تھا یہ اپنے باپ کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا اور بنی اسرائیل کا سردار ہوا مگر غیر منتظم اور ظالم آدمی تھا۔ مصنف تاریخ گزیدہ نے لکھا ہے کہ رحبعام بلقیس کے بطن سے ہوا تھا لیکن یہ غالباً ان کی ذاتی رائے ہے تاریخی واقعہ نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ اس بی بی کا نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی طرح نہیں معلوم ہو سکا اور نہ مزید حالات کسی تاریخی کتاب سے دریافت ہو سکے۔ ہاں کتاب سلاطین اول توریت (باب ۱۱) میں لکھا ہے کہ اس بیوی کے سوا سلیمان علیہ السلام کی سات سو جورویں اور تین سو بیگمات اور بھی تھیں لیکن یہ بالکل خلاف قیاس ہے اور کسی دوسرے مورخ نے بھی مستند حوالہ سے نہیں لکھا۔ یہ ممکن ہے کہ یہ ان تمام لونڈیوں اور ماماؤں اور بیویوں کی تعداد ہو جو سلیمان علیہ السلام کے محل خاص میں رہتی اور کام کاج کرتی تھیں۔ البتہ حدیث میں آیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی سو حرم تھیں اور یہ بالکل ممکن ہے۔ اس بیوی کے سوا سلیمان علیہ السلام کی ایک اور بیوی کا نام دریافت ہوا ہے جو آگے آتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرادہ

(زوجۂ سلیمان علیہ السلام)

جرادہ شہر صیدون کے بادشاہ کی بیٹی ہے۔ اس کے بچپن کے حالات نہیں معلوم ہوئے اور نہ اس کی ماں کا نام دریافت ہوا۔ جرادہ بہت خوبصورت اور دلچسپ عورت تھی۔ وہ بڑے نازوں سے پالی گئی تھی۔ اور جس قدر اس کا باپ اسے چاہتا تھا اس سے زیادہ جرادہ کو اپنے باپ کی محبت تھی۔ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اس کے نکاح اور بعد نکاح کے جو واقعات تواریخ میں درج ہیں وہ ہم بھی لکھتے ہیں۔

مؤرخ ابن جریر طبری بہ روایت وہب بن منبہ لکھتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام نے ایک روز سنا کہ دریائی جزائر میں سے ایک جزیرے میں ایک شہر ہے جس کا نام صیدون ہے۔ اس میں ایک بڑا بارعب عظیم الشان بادشاہ رہتا ہے کہ اس تک کسی کی رسائی نہیں کیونکہ اس کا سکونت گاہ بیچ دریا میں ہے۔ سلیمان کو اللہ نے خشکی اور تری سب پر قدرت دی تھی آپ بہ سواری ہوا اپنے لشکر کو لے کر صیدون میں پہنچ گئے اس لشکر میں جن اور آدمی دونوں شریک تھے۔ ان سب نے مل کر بحکم سلیمان علیہ السلام ملکِ صیدون پر حملہ کیا چنانچہ وہ بادشاہ مارا گیا اور جو کچھ اس جزیرے میں تھا وہ سب مال غنیمت کی صورت میں حاصل ہوا۔ اس بادشاہ کی ایک نہایت حسین و جمیل لڑکی بھی تھی جس کی نظیر کہیں دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ سلیمان علیہ السلام نے اس کو اپنے لئے چن لیا اور چاہا کہ وہ اسلام لے آئے۔ اس نے سلیمان علیہ السلام کا کہا مان لیا اور اسلام لے آئی مگر کچھ دلی رغبت اور خوشدلی سے نہیں۔ سلیمان علیہ السلام تمام مال غنیمت اور اس شہزادی کو لے کر اپنے دارالحکومت میں واپس چلے آئے۔ رفتہ رفتہ اس نے انہیں اپنا بے حد گرویدہ بنا لیا اور وہ اپنی تمام بیویوں سے زیادہ اس سے محبت کرنے لگے۔ باوجود اس کے کہ سلیمان علیہ السلام کے دل میں اس کی عزت تھی اور وہ سب سے زیادہ ان کی منظور نظر تھی۔ پھر بھی ہر وقت یہ غمگین رہا کرتی تھی۔ کبھی خوشی اور جوش مسرت سے سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش نہ آتی اور نہ کبھی اس کے آنسو ہی تھمتے تھے۔ جب سلیمان علیہ السلام نے اس کی زار نالی اور ہر وقت کی یہ پریشان حالی دیکھی تو ان کو بھی بہت قلق ہوا۔ آخر ایک روز اس سے کہا کہ افسوس! یہ تم نے اپنی حالت کیوں بنائی ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت غم دور ہی نہیں ہوتا اور آنسو تھمتے ہی نہیں۔ شہزادی نے جواب دیا کہ مجھے اپنے باپ کی یاد اور اس کے ملک اور جو کچھ اس میں تھا اور جو کچھ اس کو آفت پہنچی غرض ایک ایک بات کی یاد ہر وقت رنجیدہ رکھتی ہے۔ میں مجبور ہوں کہ ان سب کا خیال کسی وقت دل سے دور نہیں ہوتا اور غم کا ایک پہاڑ ہر وقت میرے سامنے کھڑا رہتا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اللہ نے تجھے اس کے بدلے دوسرا ملک دے دیا جو اس ملک سے بڑا ہے اور ایسا بادشاہ دیا جو اس ملک کے بادشاہ سے بڑا ہے اور سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ تجھے اسلام کی راہ دکھائی اور یہ ان سب سے بہتر ہے۔

شہزادی نے جواب دیا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن مجھے جب وہ (میرا باپ) یاد آتا ہے تو بے اختیار میرے دل پر غم کا بادل چھا جاتا ہے۔ لیکن پھر خود ہی اس نے سوچا کہ اگر میں اپنے محل میں اپنے باپ کا ایک مجسمہ بنوالوں اور اسے پیش نظر رکھوں تو مجھے امید ہے کہ اس صورت سے یہ میرا رنج والم جاتا رہے گا۔ چنانچہ سلیمان علیہ السلام کے بلا اجازت بلکہ ان سے چھپا کر اس نے اپنے باپ کی صورت کا ایک بُت بنوایا۔ جب وہ تیار ہو چکا تو اس نے دیکھا کہ ہو بہو اس کا باپ ہی معلوم ہوتا ہے۔ صرف روح کی کسر ہے اور یہ اپنے اختیار کی بات نہیں۔ آخر اسے ایک نہایت بھاری لباس پہنایا جیسا کہ اس کا باپ پہنتا تھا اور یہ قاعدہ مقرر کیا کہ جب سلیمان علیہ السلام اس کے گھر سے چلے جاتے تو صبح سویرے ہی اپنی لونڈیوں سمیت بُت کے پاس آتی اور اسے سجدہ کرتی اور یہ سب بھی سجدہ کرتیں اور اسی طرح شام کو بھی جیسی بُت پرستی اپنے وطن میں کیا کرتی تھی ویسی ہی اس نے یہاں بھی شروع کی لیکن چالیس روز تک سلیمان علیہ السلام کو اس کا علم نہ ہونے پایا مگر یہ خبر آصف ابن برخیا تک پہنچ گئی۔ یہ سلیمان علیہ السلام کا بہت سچا دوست اور خیر خواہ وزیر تھا[1] اسے اتنی خصوصیت حاصل تھی کہ سلیمان علیہ السلام کے جس محل میں چاہتا بلا اجازت جا سکتا تھا۔ چاہے سلیمان علیہ السلام اندر موجود ہوں یا نہ ہوں کچھ روک ٹوک نہ تھی۔ سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں ایک روز حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے نبی اللہ (اے اللہ کے نبی) میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں میری ہڈیاں جوجری ہو گئیں اور عمر کا ایک بڑا حصہ گزر چکا ہے۔ اب میرے چل چلاؤ کا وقت قریب ہے۔ میری یہ آرزو ہے کہ کسی جگہ کھڑا ہو کر گذشتہ انبیاء کے کچھ اوصاف بیان کروں جو میرے علم میں ہیں اور عام لوگ ان کی بہت سی خوبیوں سے واقف نہیں ہیں۔ سلیمان علیہ السلام

---

[1] یعقوبی نے سلیمان کے وزیر کا نام زابود بن ناتان لکھا ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۲ جلد اول۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بہت خوشی سے انہیں اس کی اجازت دی اور بہت سے لوگوں کو آصف کا لیکچر سننے کے لئے جمع کیا۔ اب یہ فاضل شخص ایک خوش بیان خطیب کی حیثیت سے کھڑا ہوا اور جو نبی گزرے تھے ان کے اوصاف کو بیان کرنے لگا۔ جب سلیمان کی نوبت آئی تو آصف نے کہا سلیمان علیہ السلام اپنے بچپن میں بہت بُردبار تھے۔ تم اپنے بچپن میں بہت پرہیزگار اور بزرگ تھے تم اپنے بچپن میں تمام امور کا بہتر فیصلہ کرنے والے اور تمام مکروہات سے دور رہنے والے تھے۔ اس بیان پر آصف کا خطبہ ختم ہو گیا اور چلے آئے۔

سلیمان علیہ السلام نے اپنے دل میں ہر چند غور کیا مگر کچھ نہ سمجھ سکے کہ آصف نے میرے اوصاف کے بیان میں بچپن کی کیوں قید لگائی آخر اسی فکر کی حالت میں آصف کے مکان پر پہنچے۔ انہیں بلایا اور کہا کہ اے آصف جو نبی پہلے گزر چکے ہیں ان کے ہر زمانے کو تم نے سراہا اور ان کی ہر حالت کو بہتر دکھایا مگر میرے تذکرے میں صرف کم سنی کے زمانے کو ہر لحاظ سے بہتر کہا اور اب جو کچھ میں نے کار خیر کئے ہیں ان سب کو فراموش کر دیا۔ آخر یہ کیا بات ہے۔ آصف نے جواب دیا۔ قصور معاف ہو آپ کے دولت خانے میں صرف ایک بیوی کی خاطر چالیس روز سے غیر خدا کی پرستش کی جاتی ہے اور آپ کو خبر نہیں۔ سلیمان کو سخت تعجب ہوا۔ انہوں نے کہا میرے گھر میں؟ آصف نے کہا ہاں آپ کے گھر میں! سلیمان علیہ السلام کو یہ معلوم کر کے بہت رنج ہوا وہ اسی وقت اپنے محل میں گئے اور اس بت کو توڑ کر شہزادی اور اس کے تمام متعلقین کو اس گناہ کی ایسی معقول سزا دی کہ پھر کبھی اس کو جرأت نہ ہوئی اور ہمیشہ کے لئے ان کو اپنی زوجیت اور محل سے نکال باہر کیا۔ پھر آپ نے نہایت پاک وصاف لباس پہن کر طہارت کاملہ کر کے کئی روز تک نہایت عاجزی سے درگاہ الٰہی میں معافی مانگی اور سربسجود رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے عذر کو قبول کیا اور قصور معاف فرمایا اور جرادہ نے ہمیشہ کے لئے اپنے کئے کی سزا پائی۔

طبری کے علاوہ اس قصے کو ابن اثیر اور صاحب روضۃ الصفا وغیرہ نے بھی تفصیل سے بیان کیا ہے مگر مورخ یعقوبی نے صرف اس قدر لکھا ہے کہ ان کی بیویوں میں سے ایک بیوی نے اپنے باپ کی شبیہ بنا کر اس کی پرستش شروع کی اور محل کی لونڈیوں نے بھی اس کی تقلید کی۔ آخر جب سلیمان کو معلوم ہوا تو آپ نے سب کو نکال باہر کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلقیس

(ملکۂ سبا و زوجۂ سلیمان علیہ السلام)

بلقیس کا قصہ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ساتھ مشہور آفاق ہے کتب آسمانی و تاریخی میں ان کا ذکر موجود ہے یہ اپنی وجاہت و دبدبہ اور حسن و جمال اور سلطانی دبدبے کی وجہ سے ضرب المثل ہیں۔ اکثر مورخین نے بلقیس کا سلسلہ نسب یہ بیان کیا ہے۔ بلقمہ بنت یشرع بن حارث بن قیس بن صیفی بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان اور بعض مورخین اس طرف گئے ہیں کہ وہ بنت یشرح بن تبغ ذے الاذعار بن تبع ذی المنار بن تبع ذی الرائش ہے اور اس کا لقب ہداد ہے اور بعض نے کہا ہے کہ بلقیس کے باپ کا نام حارث بن سبا ہے اور بقول بعض وہ شیبان کی بیٹی ہیں اور بعض مورخین کے نزدیک شراحیل کی بیٹی ہیں۔ مگر اول الذکر نسب نامہ زیادہ صحیح ہے۔ کثیر التعداد راویوں کا قول ہے کہ ان کی ماں جنیہ تھی اور اس کا نام رواحہ یا ریحانہ بنت سکن ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ بلقمہ بنت عمرو بن عمیر جنّی ہے۔ بلقیس کے باپ کا جنوں سے یوں میل جول ہوا کہ وہ یمن کے چالیس ملکوں پر ایک نہایت عظیم الشان بادشاہ تھا جس کی برابری کا کوئی بادشاہ اس اطراف میں نہ تھا چنانچہ یہ کہا کرتا تھا کہ کوئی اس مرتبے اور شان کا نہیں جو میرا ہمسر ہو اور اسی علوے ہمت و بلندی شان کی وجہ سے انسانوں میں بیاہ کرنا اس نے پسند نہ کیا۔ اس کی دلچسپی کا دنیا میں صرف یہ ذریعہ تھا کہ سیر و شکار میں اپنا وقت صرف کیا کرتا تھا اور جنوں کو گرفتار کر کے چھوڑ دیتا تھا۔ ایک روز بادشاہ جنّات نے بصورت انسان سامنے آ کر اس مہربانی کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔ اس بادشاہ نے فرصت کو غنیمت جانا اور اپنی زوجیت کے لئے اس کی بیٹی کی نسبت چاہی۔ ملک جن نے قبول کر لیا۔ ایک روایت یوں ہے کہ وہ ایک بار شکار کے لئے نکلا کہ دو سیاہ و سفید سانپ نظر آئے جو باہم لڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ سیاہ نے سفید پر فتح حاصل کی اور غلبہ پایا۔ عمرو نے حکم دیا کہ سیاہ سانپ مار ڈالا جائے اور سفید وہاں سے اٹھا لایا جائے۔ اس سانپ پر پانی ڈالا جب اس سفید سانپ کو کچھ افاقہ ہوا تو عمرو اسے اپنے گھر لے آیا۔ ایک دن یہ تنہا بیٹھا تھا کہ ناگاہ اس نے اپنے پہلو میں ایک نوجوان حسین کو پایا اور ڈر کر سہما۔ حسین نوجوان نے کہا ''ڈریے نہیں میں وہی سانپ ہوں جس کو آپ نے نجات دلائی تھی۔ میں اس احسان کی مکافات دولت مال یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم طب سے کرنا چاہتا ہوں اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری جان بچائی"۔ بادشاہ نے جواب دیا" مال و دولت کی تو مجھے حاجت نہیں اور علم طب بادشاہوں کے لیے فعل عبث ہے لیکن یہ مناسب ہوگا کہ اگر تمہاری کوئی دختر ہو تو اس کو میرے ساتھ بیاہ دو"۔ اس نوجوان نے کہا" اچھا بشرطیکہ اس کے کام کاج میں دخل نہ دیا جائے ورنہ اسے جدا ہو جانے کا اختیار ہے اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ ببرین سے عدن تک جس قدر رقبہ ساحل بحریہ پر واقع ہے اسے عطا کیا جائے"۔ بادشاہ نے اس شرط کو بہت خوشی سے قبول کیا اور جنّیہ کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ چنانچہ اسی جنّیہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جنّیہ نے اسے آگ میں ڈال دیا۔ بادشاہ گھبرایا مگر شرط کی پابندی نے کچھ زبان سے نکالنے کی اجازت نہ دی اور صبر کر کے بیٹھ رہا۔ پھر ایک عرصے کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جنّیہ نے اسے بھی بادشاہ کے روبرو کتے کے سامنے ڈال دیا۔ یہ امر بھی بادشاہ کو شرط کے موافق چار و ناچار گوارا کرنا پڑا۔ ایک دفعہ بادشاہ کے منصب داروں میں سے کسی نے نافرمانی کی اس نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور میدان جنگ کی طرف کوچ کیا۔ ملکۂ جنّیہ بھی ہم رکاب تھی۔ وہ ایک سنسان بیابان میں تھے کہ سب نے دیکھا کہ سارا اسباب و سامان سفر خاک آلودہ ہو رہا ہے اور مشکیزوں سے پانی برابر نکل رہا ہے۔ یہ دیکھ کر سب نے اپنی ہلاکت پر یقین کر لیا اور یہ سمجھے کہ یہ فعل ملکۂ جنّیہ کے اشارے اور جنوں کی شرارت سے عمل میں آیا ہے۔ اس ستم ظریفی کو وہ برداشت نہ کر سکا اور سامنے آ کر بیٹھ گیا اور زمین کی جانب اشارہ کر کے کہنے لگا۔" اے زمین میں نے اپنے بیٹے کو آگ میں جلا دینے پر بھی صبر کیا اور اپنے بچے کو کتے کو کھلا دینے پر بھی ضبط و سکوت سے کام لیا مگر اب تو نے پانی اور زاد سفر کے لئے اتنا پریشان کیا کہ ہم لوگ ہلاکی کو پہنچ گئے"۔ یہ سن کر ملکہ نے مسکرا کر کہا" اگر آپ صبر کرتے تو بہتر تھا اس لئے کہ آپ کے دشمن نے جو آپ کا وزیر بنا ہوا ہے فریب کیا اور کھانے پینے میں زہر ملا دیا ہے اور اس کے امتحان کی یہ صورت ہے کہ جو پانی بچا ہے اسے پلایا جائے۔ یقین ہے کہ وہ اس پر راضی نہ ہوگا"۔ بادشاہ نے فوراً اپنے وزیر کو پانی پینے کا حکم دیا۔ وزیر نے انکار کیا اور بادشاہ نے اسی وقت اسے تلوار کے گھاٹ اتارا۔ پھر ملکہ نے ایک چشمے کا پتا دیا اور کھانا لانے کے لئے بھی ٹھکانا بتایا۔ پھر کہا کہ بادشاہ سلامت کے بیٹے کو میں نے ایک انّا کے حوالے کر دیا تھا مگر وہ قضا کر گیا اور لڑکی ابھی زندہ موجود ہے۔ اتنے میں ایک کم سن لڑکی زمین سے نکلی وہی بلقیس تھی۔ پھر وہ ملکہ اپنے شوہر سے جدا ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گئی اور بادشاہ نے بڑھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دشمن پر فتح حاصل کی۔ اس کے بعد پھر بلقیس کی ماں کا پتہ نہ لگا۔ بادشاہ نے اپنا ملک بلقیس کے حوالے کر دیا اور یہ اپنے باپ کے بعد مالک تخت و تاج ہوئی۔

بعض مورخین کا قول ہے کہ وہ جنگ سے واپس آ کر چند روز بعد بلا وصیت کئے مر گیا۔ رعایا نے اپنے بادشاہ کی وفات کے بعد بہت اختلاف کیا۔ ایک فریق نے بلقیس اور دوسرے نے بادشاہ کے بھتیجے سے بیعت کی مگر رعایا کی حالت روز بروز خراب ہونے لگی اور بلقیس کے چچا زاد بھائی کی بدعنوانیوں سے لوگ تنگ آ گئے کیونکہ یہ نہایت بدکار آدمی تھا۔ بلقیس نے جب یہ حالت دیکھی تو اسے غیرت آئی۔ اسی زمانے میں اس ظالم نے بلقیس کو طلب کیا۔ بلقیس نے جواب بھجوا دیا کہ میرے پاس خود تمہیں آنا چاہئے۔ ادھر دو مسلح آدمی تیار کر رکھے کہ جیسے ہی وہ محل میں داخل ہو یہ دونوں نکل کر اس کا کام تمام کر دیں چنانچہ جیسے ہی وہ بلقیس کے محل میں پہنچا دونوں نے جھپٹ کر اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد بلقیس نے اس کے تمام وزراء کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ کیا کوئی تم میں ایسا نہیں ہے کہ جو اس ظالم کے ظلم سے رعایا کو نجات دے سکے۔ پھر ان سب کو مقتول کا سر دکھایا اور کہا کہ اب کسی ایسے آدمی کو تم پسند کرو جسے اپنا بادشاہ بنا سکو۔ ان سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا ہم آپ کے سوا کسی کو پسند نہیں کرتے اور ایک روایت یہ ہے کہ اس نے اپنے چچا زاد بھائی سے درخواست کی کہ مجھے آپ اپنی بیوی بنانے کی عزت دیں تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوا اور اس نے جواب دیا کہ "مجھے امید نہ تھی کہ تم راضی ہو جاؤ گی۔ اسی سبب سے میں یہ خواہش نہ کر سکا اور کبھی تم کو مجبور نہیں کیا"۔ بلقیس نے کہا کہ میں آپ سے کیونکر انکار کر سکتی تھی۔ آپ تو میرے بہتر کفو (خاندان سے) ہیں مگر اب آپ میری قوم کے لوگوں کو جمع کیجئے اور ان کو میری منگنی کا پیام دیجئے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ بلقیس کے عزیزوں نے اس سے پوچھا اس نے بہت خوشی سے اس نسبت کو قبول کیا اور نکاح ہو گیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو بلقیس دلہن بن کر اس کے پاس پہنچی اور اس کو اس قدر شراب پلا دی کہ وہ بالکل بے ہوش ہو گیا تب اس کا سر قلم کر کے اپنے محل کو واپس چلی آئی اور حکم دیا کہ اس کا سر میرے محل کے دروازے پر لٹکا دیا جائے جب لوگوں کو اس راز سے آگاہی ہوئی تو سب نے مل کر اسی کو ملکہ بنا لیا اور اب وہ تمام اطراف ملک میں خود مختار ملکہ ہو گئی۔

مؤرخین کی ایک جماعت کا یہ قول بھی ہے کہ بلقیس کا باپ خود مختار بادشاہ نہ تھا بلکہ ایک بادشاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا وزیر تھا اور یہ بادشاہ بدکار تھا۔ اس کے افعال یہی تھے جو اوپر مذکور ہوئے۔ تمام رعایا اس کی حرکتوں سے نالاں اور پریشان تھی۔ آخر بلقیس نے اس کو اپنی مذکورہ حکمت عملی سے قتل کر ڈالا اور ملکہ بن بیٹھی۔ اس کی یہ ایک ایسی جرأت تھی جس نے تمام رعایا کو اس کا گرویدہ بنا دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے بہت خوشی سے بلقیس ہی کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا سچ کہا ہے "دل بدست آور کہ حج اکبرست"۔

بلقیس بڑی عقلمند عورت تھی۔ اس کے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی بادشاہی شان و شوکت کو بہت ترقی ہوئی۔ لشکر کی تعداد میں بھی بہت اضافہ ہو گیا اور حدود مملکت بھی پہلے سے بہت وسیع ہو گئے۔ یہاں تک کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ بلقیس کے زیر حکومت چار سو ملک تھے اور ہر ملک میں کئی کئی شہر و قصبات و دیہات آباد تھے اور تقریباً چالیس ہزار جرار جنگی فوج تھی اور تقریباً تین سو وزیر و ارکان شوریٰ و افسران فوج تھے۔

بعض مورخین نے بہت زیادہ مبالغے سے کام لیا ہے جس کو کسی طرح عقل قبول نہیں کرتی اور ایسی باتیں لکھی ہیں جن کو افسانے کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ بلقیس کے جس تخت کا ذکر قرآن شریف میں وارد ہے اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ایک بہت بڑا سونے چاندی کا جڑاؤ تخت تھا جس میں نہایت بیش قیمت جواہر جڑے ہوئے تھے۔ وہ سات مکانوں کے اندر رکھا رہتا تھا اور اس پر سات پردے پڑے رہتے تھے۔ یہ ساتوں مکان ایک کے اندر ایک بنائے گئے تھے جو مکان سب کے اندر واقع تھا اس میں یہ تخت رکھا ہوا تھا اور کہا گیا ہے کہ اس تخت کے سامنے کا حصہ سونے کا تھا جس پر سرخ یاقوت اور سبز زمرد کی پچی کاری کی گئی تھی اور پچھلا حصہ چاندی کا تھا مگر وہ بھی جواہرات سے مرصع تھا۔ اس تخت کے چار پائے تھے۔ ایک سرخ یاقوت کا ایک زرد یاقوت کا ایک سبز زبرجد کا ایک سفید موتی کا اور اوپر کا حصۂ نشست بالکل سونے کا تھا۔ جس رخ سے سورج اس مکان میں داخل ہوتا تھا ادھر ایک دریچہ تعمیر کیا گیا تھا جس کی تعمیر میں بلقیس نے تیس لاکھ اشرفیاں خرچ کی تھیں اور یہ وہاں سورج کی پرستش کیا کرتی تھی[1]۔

سلیمان علیہ السلام کے دربار میں بلقیس کے آنے اور اسلام لانے کا سبب مورخین نے یہ بیان کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام اپنی کسی لڑائی میں مصروف تھے کہ ان کو لشکر کے لئے پانی کی

---

[1] بلقیس کے تخت اور اس کے لشکر کی تعداد بیان کرنے میں بعض لوگوں نے نہایت مبالغہ اور گڑھنت سے کام لیا ہے ان سب واقعات کو قصداً چھوڑ دیا ہے۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجت ہوئی مگر بے حد تلاش کرنے پر بھی کوئی چشمہ یا کنواں اس سرزمین پر نہ دریافت ہوا۔ آپ نے ہُد ہد کو یاد کیا معلوم ہوا کہ وہ اس وقت موجود نہیں ہے۔ آپ کو بلا اجازت اس کی غیر حاضری ناگوار ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ آج میں ہُد ہد کو نہیں پاتا کیا وہ غائب ہو گیا ہے۔ اس کی ضرورت یہ تھی کہ وہ اڑ کر معلوم کرے کہ اس سرزمین میں کہیں پانی ہے یا نہیں اگر ہے تو نزدیک ہے یا کہیں دور۔ تھوڑی دیر میں ہُد ہد بھی آ گیا۔ اس نے ملک سبا کی شہزادی بلقیس کا حال بیان کیا کہ "آپ کی خدمت میں ایک ایسی خبر لایا ہوں جس سے آپ اب تک واقف نہیں ہیں۔ میں آپ کے دربار میں اس وقت ملک سَبا سے ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ وہ یہ کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ وہاں حکومت کر رہی ہے۔ اسے سلطنت کا تمام ساز و سامان اور شاہی آرائش و زینت کا اسباب سب کچھ حاصل ہے اور اس کے پاس ایک نہایت عمدہ تخت ہے جس پر وہ جلوس کرتی ہے مگر وہاں کے باشندے سورج کو پوجتے ہیں اور اللہ کی پرستش نہیں کرتے"۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ "ہم دیکھتے ہیں تو جھوٹا ہے یا سچا۔ جا ہمارا خط لے جا کر اوپر سے تخت پر ڈال دے پھر چھپ کر دیکھنا کہ وہ کیا کرتی ہے اور اس کے مشیر کار کیا جواب دیتے ہیں"۔ یہ کہہ کر سلیمان علیہ السلام نے اسی وقت اس مضمون کا ایک مختصر خط عبرانی زبان میں لکھا اور ہدہد کو دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط سلیمان کی جانب سے بھیجا جاتا ہے کہ تم
میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو جاؤ اور تکبر نہ کرو"۔

ہدہد یہ خط لے کر روانہ ہوا اور بلقیس کے تخت پر ڈال دیا۔ اس نے پڑھا پھر اپنے ارکان دولت سے ذکر کیا کہ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ میں سلیمان علیہ السلام کے پاس جاؤں یا نہ جاؤں۔ میں کوئی بات آپ لوگوں کی عدم موجودگی میں طے نہیں کرتی۔ ارکان دولت نے جواب دیا کہ ہم لوگ بڑے زور آور بہادر اور بڑے لڑنے والے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام سے کچھ خوف نہیں تاہم آپ کی جو رائے ہو وہی مناسب ہے"۔

بلقیس بڑی عقلمند اور نکتہ رس عورت تھی اس نے کہا کہ میری دانست میں لڑائی کا انجام بُرا ہوتا ہے کیونکہ بادشاہوں کی عادت ہے کہ جب وہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو خراب کر دیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کرتے ہیں اگر سلیمان علیہ السلام غالب آ گیا تو وہ بھی ہماری تمام بستیوں کو الٹ پلٹ دے گا اور معزز لوگوں کو ذلیل کرے گا۔ میری رائے میں صلح کر لینا بہتر ہے اول مرتبہ وہاں جانا تو مناسب نہیں۔ تحفہ تحائف دے کر ایلچیوں کو بھیجنا چاہئے۔ اس سے سلیمان علیہ السلام کی ساری کیفیت معلوم ہو جائے گی۔ دیکھو ایلچی وہاں سے کیا جواب لے کر آتے ہیں''۔

یہ بات سب کو پسند آئی۔ اسی وقت بڑے بڑے بیش قیمت ہدیے دے کر ایلچیوں کو روانہ کیا تا کہ سلیمان اس مال و دولت کو دیکھ کر نرم ہو جائیں مگر آپ کا مقصد صرف اس شہزادی کو اسلام میں لانا اور برائی سے بچانا تھا۔ اس لئے وہ ان تحائف کو ذرا بھی خاطر میں نہ لائے اور فرمایا کہ میرے پاس اللہ کا دیا بہت کچھ موجود ہے۔ تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو ایسے ہدیوں سے تم ہی خوش رہو اور یہ مال و دولت تمہیں کو مبارک ہو۔ جاؤ جا کر بلقیس سے کہہ دو کہ جلد حاضر ہو ورنہ میں ایسا لشکر بھیجوں گا جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا اور میں ان کو ذلیل و خوار کر کے نکال دوں گا۔ یہ سن کر ایلچی تو ادھر روانہ ہوئے ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے کہا کہ اے سردارو تم میں کوئی ایسا بھی ہے کہ بلقیس کے آنے سے پہلے اس کا تخت میرے پاس اٹھا لائے۔ ایک بڑے قوی جن نے کہا کہ میں اس کو (آپ کا) دربار برخاست ہونے سے پیشتر اٹھا لاتا ہوں۔ میں قوی بھی ہوں اور امانت دار بھی۔ مگر آصف بن برخیا نے جو اسم اعظم جانتا تھا کہا کہ میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے بلقیس کا تخت اڑا لاتا ہوں۔ یہ کہنا تھا کہ سلیمان کے سامنے تخت آ گیا۔ سلیمان نے نظر اٹھا کر دیکھا تو تخت سامنے موجود ہے خدا کی عنایت کا بڑا شکر یہ ادا کیا پھر حکم دیا کہ اس تخت میں کچھ ایسا تغیر کر دو کہ اس کی کچھ صورت بدل جائے تا کہ جب بلقیس آئے تو میں اس کی عقل کا امتحان لوں۔ دیکھوں کہ وہ پہچان سکتی ہے یا نہیں۔ اگر نہ پہچان سکی تو کہوں گا کہ دنیاوی چیزوں کے پہچاننے میں یہ حال ہے تو خدا کی ذات و صفات کے پہچاننے میں تم نے کتنی غلطی کی ہوگی''۔

بلقیس کو جب سلیمان علیہ السلام کا دوسرا حکم پہنچا تو اس نے فوراً اپنی روانگی کی تیاریاں کیں اور شاہانہ تزک و احتشام سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے دربار میں آنے کا حکم دیا۔ جب وہ سامنے آئی تو آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ کا تخت ایسا ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ بلقیس دھوکا کھا گئی اور نہ پہچان سکی اور کہا جی ہاں ایسا ہی میرا تخت ہے۔ مگر تھوڑی دیر بعد بلقیس کو معلوم کرایا گیا کہ یہ وہی تخت ہے اس پر اس نے بطور معذرت کے کہا کہ حضور ہم کو کیا آزماتے ہیں ہمیں تو اس سے پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ آپ بڑے طاقتور ہیں۔ خدائے تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں اور ہم یہاں آنے سے پیشتر ہی آپ کے فرمانبردار ہو چکے ہیں''۔

اب سلیمان علیہ السلام نے اس کو غیر اللہ کی عبادت سے منع فرمایا اور مسلمان کرنا چاہا۔ بلقیس نے بہت خوشی سے توبہ کی اور اسلام و ایمان قبول کیا۔ پھر دوسرا امتحان لیا گیا کہ سلیمان علیہ السلام نے ایک محل بنوایا جس کے صحن میں پانی کا حوض تھا اور حوض میں رنگ برنگ کی مچھلیاں تھیں اور اس کو اوپر سے صاف بلور یا سفید شیشے سے پاٹ دیا تھا۔ اس کے اوپر سے آتے جاتے تھے۔ آپ اس صحن کے وسط میں تخت شاہی بچھوا کر بیٹھے اور بلقیس کو اندر آنے کا حکم دیا جس کا راستہ اس حوض پر سے تھا۔ شیشہ و بلور میں پانی کا لہرانا اور مچھلیوں کا تیرتے پھرنا دیکھ کر بلقیس یہ سمجھی کہ حوض ہے اس لئے پائنچے اوپر کھسکائے۔ اس سے پنڈلیاں کھل گئیں۔ پائینچوں کا اوپر اٹھانا تھا کہ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ ''یہ پانی کا حوض شیشے سے پٹا ہوا ہے پائنچے اوپر اٹھانے کی ضرورت نہیں''۔ بلقیس اس پر بادشاہ کے دربار میں اپنی بے عقلی اور گنوار پن ظاہر ہو جانے سے بہت کھسیانی ہوئی اور سمجھی کہ مجھے کچھ عقل نہیں۔ پھر سلیمان علیہ السلام کے سامنے کہنے لگی کہ اس وقت میں بڑی خطاوار تھی۔ میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا اور خدا کے پہچاننے سے قاصر رہی مگر اب سلیمان علیہ السلام کی ہدایت سے اللہ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے ساتھ نکاح کر لیا اور اس سے بہت محبت کرنے لگے۔

ایک عرصے تک بلقیس یہیں رہیں۔ پھر آپ نے اس کے ملک یمن میں پہنچا دیا اور ہر مہینے میں ایک دفعہ آپ بلقیس کی ملاقات کو جاتے تھے اور تین دن تک وہاں رہتے تھے[۱]۔ مؤلف تاریخ گزیدہ لکھتا ہے کہ بلقیس کے بطن سے سلیمان علیہ السلام کا ایک بیٹا بھی پیدا ہوا جس کا نام رحبعم تھا۔ یہ اپنے باپ کی وفات کے بعد ان کے تخت و تاج کا مالک و جانشین ہوا اور صاحب تاریخ الخمیس نے بحوالۂ حیات الحیوان لکھا ہے کہ بلقیس سے سلیمان کا جولڑکا پیدا ہوا اس کا نام آپ نے داؤد رکھا

---

۱ ابن اثیر وغیرہ ۱۲ مؤلف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا اور بلقیس کا دارالسلطنت شہر مآرب میں تھا جو سرزمین صنعاء ملک یمن میں واقع ہے۔

قرآن و دیگر کتب آسمانی سے بلقیس کا سلیمان علیہ السلام سے نکاح ہونا کہیں نہیں پایا جاتا اور یہ کوئی ضروری بات نہیں کیونکہ خدائے تعالیٰ صرف اسی قدر قصہ بیان فرماتا ہے جس کی موعظت یا حصول عبرت کے لئے ضرورت ہوتی ہے باقی ترک کر دیتا ہے لیکن اکثر مورخین و ارباب سیَر نے نکاح پر اتفاق کیا ہے مگر بعض کا قول ہے کہ جب بلقیس اسلام لے آئی تو آپ نے حکم دیا کہ کسی سے نکاح کر لے لیکن اس نے انکار کیا اور معیوب سمجھا تب سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام میں نکاح بھی ضروری شے ہے۔ بلقیس نے کہا کہ اگر اس سے کسی طرح گریز نہیں تو آپ میرا نکاح ہمدان کے بادشاہ ذاتبع سے کر دیجئے۔ چنانچہ آپ نے بلقیس کی خواہش کے موافق اس کا نکاح ذاتبع سے کر دیا اور بلقیس اس کے وطن ملک یمن میں بھیج دی گئی اور اس کا شوہر بھی اس ملک پر حاکم اور شریک بلقیس کر دیا گیا۔ ذاتبع نے کئی قلعے مثلاً سلحین، مرافع، فلیون، ہندہ وغیرہ بنوائے لیکن یہ قول نہایت ضعیف ہے کہ بلقیس کا نکاح ہمدان کے بادشاہ سے ہوا اور یہ قلعے بلقیس نے اپنی ہی رائے سے بنوائے تھے۔ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بھی یمن میں بدستور حکمران تھی۔ اس نے چالیس سال حکومت کی اور بقول بعض وہ سلیمان علیہ السلام کی وفات سے پہلے مر چکی تھی اور تدمُر میں دفن کی گئی مگر اب اس کی قبر کا بھی کہیں نام و نشان نہیں ہے[1]

ع خاک میں کیا صورتیں ہوں گی جو پنہاں ہو گئیں

صاحب تاریخ الخمیس لکھتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اِنَّ احَدَاَ بَوَیْ بِلْقِیْسَ کَانَ جِنِیًّا یعنی بلقیس کے ماں باپ میں سے ایک شخص جنّی[2] تھا۔

بلقیس جوانی میں بہت حسین و جمیل عورت تھی اور حسن و جمال کے ساتھ عقلمند و صاحب تدبیر تھی جب وہ اپنے باپ کی جگہ تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئی تو اور سب باج گزار بادشاہوں نے حسب دستور سابق بلقیس کی اطاعت کی۔ بلقیس نے حکومت کی باگ ہاتھ میں لینے کے بعد یہ مقرر کیا تھا کہ وہ ہفتے میں صرف ایک دربار کرتی تھی اور لوگوں سے پردہ کرتی تھی۔ اس صورت سے کہ

---

1. تاریخ کامل ابن اثیر و طبری و روضۃ الصفا وغیرہ ۱۲

2. صفحہ ۲۷۶ تاریخ الخمیس۔ جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک باریک پردہ حاضرین دربار کے اور اس کے درمیان میں ڈال دیا جاتا کہ وہ سب کو دیکھ سکتی مگر حاضرین دربار اسے نہ دیکھ سکتے تھے اور اس کے ہیبت وجلال سے سرنگوں کھڑے رہتے تھے اور جب کسی کو کچھ عرض کرنا ہوتا تو پہلے وہ بلقیس کے سامنے سجدۂ تعظیم بجالاتا پھر اس کے حضور میں اپنی حاجت پیش کرتا تب بلقیس اپنا شاہی حکم دیتی اور جب وہ دربار حکومت اور مظلوم وظالم کی دادرسی سے فارغ ہوتی تھی تو اپنے مکان کے ساتویں درجے میں چلی آتی۔ تمام دروازے بند کر دیئے جاتے اور سینکڑوں دربان شب وروز پہرہ دیتے رہتے تھے[1]۔

وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ (اسلام لانے کے بعد) بلقیس سات ماہ سات سال تک حکمران رہی پھر اس کا انتقال ہوگیا اور شہر تدمر میں جوارض شام میں واقع ہے ایک دیوار کے نیچے دفن کی گئی اس کے مدفن کو ولید بن عبدالملک بن مروان کے زمانے تک کوئی نہیں جانتا تھا۔

ابوموسیٰ بن نصر کا بیان ہے کہ میں ولید بن عبدالملک کے عہد خلافت میں شہر تدمر کی جانب بھیجا گیا اور میرے ساتھ ولید کے صاحبزادے عباس بن ولید بھی تھے۔ ہم وہاں پہنچے ہی تھے کہ سخت بارش ہوئی، ایسی بارش کہ تدمر کی بعض دیواریں تک گر کے بہ گئیں۔ ایک دیوار کے ڈھا جانے کے بعد زمین سے ایک تابوت ظاہر ہوا جس کا طول تیس گز تھا جو زرد زعفرانی پتھر کا بنا ہوا تھا اور اس پتھر پر یہ عبارت کندہ تھی:-

"یہ نیک بخت بیوی بلقیس کا تابوت ہے جو سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کی بیوی تھی۔ ۲۰ جلوس سلیمانی میں اسلام لائی تھیں اور عاشورہ کے دن سلیمان علیہ السلام نے اس سے نکاح کیا اور ماہ ربیع ۲۷ جلوس سلیمانی میں اتوار کے دن اس نے وفات پائی اور شہر تدمر کی ایک دیوار کے نیچے رات کو ایسے وقت دفن کی گئی کہ سوا ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو دفن کیا اور کوئی جن وانسان اس کے دفن سے واقف نہیں"۔

ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ ہم نے جو تابوت کا پردہ اٹھایا تو دیکھا کہ گویا ایک تازہ لاش ہے جو آج ہی شب کو اس تابوت میں رکھی گئی ہے۔ ہم نے اس چشم دید واقعہ کو خلیفۃ المومنین ولید کے حضور میں لکھ بھیجا وہاں سے یہ حکم آیا کہ وہ تابوت اپنی جگہ پر بدستور رہنے دیا جائے اور اس پر سنگ مرمر اور سنگ خارا کی ایک عمارت سی بنادی جائے۔ ابوحسن محمد بن عبداللہ کسائی کی قصص الانبیاء میں بھی اسی طرح یہ قصہ مذکور ہے[2]۔

---

[1] صفحہ ۲۷۷ تاریخ الخمیس جلد اول ۱۲

[2] صفحہ ۲۸۳ تاریخ الخمیس جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیسبات

(زوجۂ زکریا علیہ السلام)

زکریا علیہ السلام بیت المقدس کے امام اور نبی بھی تھے ان کی بیوی کا نام الیسبات تھا۔ وہ دھیال کی طرف سے ان کا خاندان ہارون بن عمران کی نسل میں اور ننھیال کی طرف سے یہودا کی نسل میں تھا۔ الیسبات کے باپ کا نام فاقوذ تھا۔ فاقوذ کی ایک اور بیٹی تھیں جو عمران کو بیاہی تھیں۔ ان کا نام حنہ[1] تھا۔ یہ دونوں بہنیں بانجھ تھیں مگر بڑھاپے میں حنہ کے بطن سے مریم پیدا ہوئیں اور الیسبات کے بطن سے یحیٰی علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام اور ان کی بیوی نہایت راست باز اور خدا کے بڑے فرمان بردار اور اپنا زیادہ وقت خدا کی عبادت میں صرف کرتے تھے مگر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے دونوں آدمی بہت غمگین رہا کرتے تھے۔ خدا کی قدرت کہ کوئی اولاد ہی نہیں ہوئی۔ اب زکریا علیہ السلام بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ اس قدر کہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کی کمر بالکل خم ہو گئی اور بدن پر سوا ہڈی اور چمڑے کے کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ انہیں اکثر خیال رہتا کہ میری کوئی اولاد نہیں اور عزیز و اقارب سے بھی بعد کو کھٹکا ہے۔ حسن اتفاق سے اسی زمانے میں زکریا علیہ السلام نے کئی بار مریم کے حجرے میں بے موسم کے میوے اور مختلف قسم کے پھل رکھے ہوئے دیکھے تو سخت تعجب ہوا آخر ایک روز مریم سے پوچھا کہ یہ میوے تیرے پاس کہاں سے آئے، مریم نے کہا خدا کے یہاں سے۔ وہ جس کو چاہے بے حساب دیتا ہے۔ یہ سن کر فوراً ہی زکریا علیہ السلام کے دل میں یہ خیال گزرا کہ جو خدا بے فصل کے میوے دینے پر قادر ہے وہ بے شبہ مجھ کو بھی اس بڑھاپے میں اولاد دے سکتا ہے۔ تب آپ ہیکل (مسجد بیت المقدس) میں گئے اور نماز حاجت پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے عین حالت نماز میں دل بھر آیا پھر تو بڑی عاجزی سے دعا مانگی کہ اے رب میں تجھ سے سوال کر کے کبھی محروم نہیں رہا اور اب میں اس حال کو پہنچ گیا ہوں کہ سر سے بڑھاپا نمایاں ہے اور جسم کی ہڈیاں جوجری ہو گئی ہیں میں اپنے بعد اقارب سے بھی ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے اب تجھ سے یہ التجا ہے کہ مجھے ایک پسندیدہ فرزند عطا فرما

---

[1] الیسبات کے قصے سے چونکہ حنہ کے قصے کو بھی بہت کچھ تعلق ہے لہذا ہم اس کے بعد اس کو لکھیں گے تاکہ ناظرین کی دلچسپی میں اضافہ بھی ہو اور یہ مضمون بھی تشنہ نہ رہے۔ ۱۲ مؤلف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میرا جانشین اور یعقوب (اسرائیل) کی نسل کا وارث ہو کہ نبوت اور بزرگی کا اسرائیل سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کو فرشتے کے ذریعے سے خوش خبری دی کہ ہم تجھے ایک بیٹا دیں گے جس کا نام یحییٰ علیہ السلام (یوحنا) ہوگا اس سے قبل اس نام کا کوئی نہیں ہوا اور یہ خدا کے نزدیک بہت مقبول ہوگا۔ وہ اس قوم کی خراب حالت کی اصلاح کرے گا اور پاک باز و راست گفتار ہوگا۔ اس کو دنیاوی خواہشوں کی طرف بالکل رغبت نہ ہوگی۔

زکریا علیہ السلام کو یہ مژدہ سن کر اور اپنے بڑھاپے اور اپنی بیوی کے بانجھ ہونے کا خیال کر کے تعجب ہوا، آپ نے پوچھا کہ یہ کیونکر ہوگا ہم دونوں میاں بیوی بوڑھے ہیں اور میری بیوی بانجھ بھی ہے۔ فرشتے نے جواب دیا کہ خدا کے نزدیک یہ سب آسان ہے۔ خدا نے انسان کو معدوم سے موجود کر دیا تو بلا اسباب کے پیدا کر سکتا ہے اور اسباب بھی بہم کر سکتا ہے۔ تب زکریا علیہ السلام کو اطمینان ہوا تو فرشتے سے اس کی علامت پوچھی اس نے جواب دیا کہ جب وقت آئے گا تو خود بخود تین دن رات تک آپ کی زبان بند رہے گی۔ یہ خوش خبری سن کے زکریا علیہ السلام بیت المقدس سے اپنے گھر واپس آئے وہ نہایت خوش تھے اور جو کچھ صورت وہاں پیش آئی تھی سب الیسبات سے بیان کی آخر ایک روز ان کو چپ لگ گئی اور تین روز تک وہ گونگے رہے کسی سے بات ہی نہ کر سکتے تھے۔ یہ سمجھ گئے کہ اب اللہ مجھ پر فضل کرنے والا ہے چنانچہ چند روز کے بعد الیسبات حاملہ ہوگئیں اور پانچ ماہ تک یہ برابر اپنا حمل چھپاتی رہیں۔ وہ بے حد خوش تھیں کہ جو شرمندگی بے اولادی سے عزیزوں اور رشتہ داروں میں ہے وہ اب بہت جلد دور ہونے والی ہے، ادھر تو الیسبات حاملہ تھیں ادھر بیت المقدس میں مریم کو بیٹے کی بشارت دی گئی اور جب یہ بھی حاملہ ہوگئیں تو لوگوں سے کنارہ کرنے کی ضرورت ہوئی۔ یہ فوراً بیت المقدس سے شہر جبرون میں اپنی خالہ الیسبات کے یہاں چلی آئیں اور گھر میں داخل ہو کے انہیں سلام کیا جیسے ہی مریم کے سلام کی آواز الیسبات کے کانوں میں پہنچی ایسا معلوم ہوا کہ جیسے لڑکا پیٹ میں اچھل پڑا۔

الیسبات نے مریم سے کہا کہ تم بھی حاملہ ہوتی ہو مبارک ہو، مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے پیٹ کا بچہ تمہارے آنے کی خوشی سے اچھل پڑا گویا تمہارے بچے کا استقبال کرتا ہے۔ مریم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ مریم جس زمانے میں یہاں آئی ہیں تو الیسبات کے حمل کو چھٹا مہینہ تھا۔ کچھ دن کم تین ماہ مریم یہاں رہ کر پھر چلی گئیں۔ اب جو الیسبات کے وضع حمل کا زمانہ قریب آیا اور بیٹا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوا تو ان کے عزیزوں اور پڑوسیوں میں بے حد خوشی کی گئی اور لوگوں نے باپ کے نام پر زکریا نام تجویز کیا مگر ماں اور باپ نے خدا کے حکم کے بموجب یوحنّا (یحییٰ علیہ السلام) نام رکھا سب نے تعجب کیا کہ یہ نام تو کبھی ہوا ہی نہیں اور پھر مزید تعجب اس پر ہوا کہ اسی وقت سے اس مبارک بچے کی زبان کھل گئی اور وہ بولنے لگا لوگوں میں اس کے چرچے ہونے لگے۔

زکریا علیہ السلام اور ان کی بیوی الیسبات یروشلم میں رہتے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ یہود کی سلطنت قائم نہیں رہی تھی۔ شاہانِ روم ان پر حکومت کرتے تھے اور ان کا ایک گورنر یہاں رہتا تھا۔ ان دنوں جو یہاں کا والی تھا اس کا نام ہیرودس تھا۔ یہ بڑا ظالم تھا جہاں کہیں لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس کو ملتی تھی یہ بڑی بے دردی سے فوراً قتل کرا دیتا تھا۔ چنانچہ پادری پطرس اسکندری کا بیان[۱] ہے کہ جب یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو الیسبات کو حبرون کا قیام چھوڑنا پڑا۔ انہوں نے عزیز بچے کو لے کر یہوذا کے پہاڑوں میں سے ایک کوہ میں پناہ لی کہ شاید اس صورت سے یہ جان سلامت رہے مگر خود ان کی زندگی نے وفا نہ کی۔ اسی پہاڑوں میں رہتے ہوئے چالیس روز بھی نہیں گزرے تھے کہ الیسبات نے وہیں وفات پائی اور یحییٰ علیہ السلام کو تنہا خدا پر چھوڑ کر آخرت کو سدھاریں۔ زکریا علیہ السلام بھی قتل ہو چکے تھے۔ اب ان پہاڑوں میں خدا کے سوا اور کوئی یحییٰ علیہ السلام کا مددگار نہ تھا تاہم وہ کئی برس اسی حالت میں رہے اور پھر جوان ہو کر وہاں سے نکلے لوگوں کو ہدایت اور وعظ کرتے پھرتے تھے کہ ایک عورت کے کہنے سے ہیرڈوس کے ظالمانہ حکم سے یحییٰ علیہ السلام بے خطا شہید کر دیئے گئے اور ان کا سر قلم ہو کر طشت میں رکھ کر بادشاہ مذکور کے سامنے لایا گیا اور یوں زکریا علیہ السلام و الیسبات کے نورِ چشم اور آئندہ نسل کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وعظ کہتے پھرتے تھے اور یحییٰ علیہ السلام کی شاگردی سے فیض پاتے تھے۔

۱۔ در المنثور طبع مصر۔۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنّہ

(زوجۂ عمران)

الیسبات کی بہن کا نام حنہ تھا۔ یہ بھی فاقوذ کی بیٹی تھیں اور اُن کے شوہر سلیمان بن داؤد کی اولاد میں تھے جن کا نام عمران بن ماثان تھا۔ حنہ جب بہت بوڑھی ہوگئیں اور اولاد کی طرف سے بالکل یاس ہوگئی تو اپنی حالت پر اکثر اوقات افسوس کیا کرتی تھیں اور دل ہی دل میں یہ خیال کرتی رہتی تھیں کہ مجھے بھی اللہ کوئی اولاد دیتا تو اس بے اولادی کے عار سے نجات پاتی اور اپنے ہم چشموں میں سرخرو ہوتی۔ ایک روز اسی سوچ میں بیٹھی ہوئی تھیں کہ ان کی نظر ایک درخت کے نیچے جا پڑی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک تنہا پرندہ درخت کے سائے میں بیٹھا ہوا اپنے چھوٹے سے بچے کو بڑی محبت سے دانہ بھرا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر ان کے دل میں خیال گزرا کہ کاش ہم کو بھی اللہ کوئی اولاد دیتا۔ پھر اللہ سے دعا کی کہ یا رب مجھے بھی کوئی اولاد دے اور نذر مانی کہ اگر اللہ مجھے کوئی بال بچہ دے گا تو میں اُسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف اور اُس کے خادموں میں شامل کر دوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول کی چنانچہ تھوڑے دن کے بعد ہی وہ حاملہ ہوگئیں۔ انہوں نے حسب دستور جنین[۱] کو نذر اللہ میں لکھ دیا۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ جنین لڑکا ہے یا لڑکی اور ''نذر محرّر'' اُس زمانے میں یہ تھی کہ جو لڑکا پیدا ہوتا تو ماں باپ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیا کرتے اور جب تک وہ جوان نہ ہو جاتا وہیں رہتا اور جب جوان ہو جاتا تو اُسے اختیار تھا خواہ وہ کنیسہ کا بدستور خدمت گزار رہے یا اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جائے لیکن یہ محرّر[۲] صرف لڑکے ہی ہو سکتے تھے لڑکیوں کو یہ عزت حاصل نہ تھی۔ حاملہ ہو جانے کے بعد حنہ نے اس نذر کا اپنے شوہر عمران سے ذکر کیا۔ عمران نہایت تردد میں ہوئے۔ انہوں نے کہا افسوس! یہ تم نے کیا سمجھ کر کیا تم کیا جانتی ہو کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ حال یہ ہے کہ عورت کسی طرح کنیسہ کی خدمت کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ یہ سُن کر حنہ بھی سوچ میں پڑ گئی اور دونوں ایک قسم کی نئی الجھن اور پریشانی میں رہنے لگے مگر قبل اس کے کہ وضع حمل ہو عمران کا انتقال ہوگیا۔ جب وضع حمل ہوا تو حنہ نے دیکھا کہ لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی

---

۱ جنین پیٹ کے بچے کو کہتے ہیں۔۱۲

۲ نذر کے لئے جس کی لکھا پڑھی ہو جاتی اُس کو محرّر کہتے تھے یعنی لکھا ہوا۔۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیکل یعنی (بیت المقدس) کی خدمت کے لئے صلاحیت نہیں رکھتی تھی کیونکہ یہ قاعدہ ہی نہ تھا اور حنہ کو یہ امید تھی کہ لڑکا پیدا ہوگا تاہم انہوں نے بہت افسوس کیا اور نہایت حسرت سے خدا کی بارگاہ میں عرض کی کہ یارب میرے یہاں تو لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اب میں کیونکر اپنی نذر پوری کروں اور تو جانتا ہے کہ لڑکی لڑکے کے برابر نہیں ہوتی ہے۔ میں نے اس کا نام مریم یعنی (عابدہ) رکھا ہے۔ میں اُسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ جب مریم کی دودھ بڑھائی ہو چکی تو بنی اسرائیل کے دستور کے موافق ہیکل میں کاہنوں[1] کے پاس بھیج دی گئیں۔ ان میں گفتگو ہوئی کہ اس کو کون پرورش کرے۔ زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں زیادہ مستحق ہوں۔ اس کی خالہ خوب نگرانی رکھے گی لیکن اس کو کسی نے نہ مانا آخر کو قرعہ ڈالا گیا۔ اس میں بھی زکریا علیہ السلام کا نام نکلا۔ تب مریم زکریا علیہ السلام کے سپرد ہوئیں۔ انہوں نے اِن کے لئے ایک الگ حجرہ تجویز کر دیا۔ اللہ نے مریم کو بہت خوشی سے نذر میں قبول فرمایا اور غیب سے اُن کے لئے کھانے پینے کا سامان مہیا ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ مریم جوان بھی ہو گئیں۔

ایک روز حضرت مریم اپنے حجرے میں نہا دھو کر پاک و صاف ہو کر بیٹھی تھیں کہ ایک حسین و خوب صورت جوان مرد کی شکل میں جبرئیل علیہ السلام دکھلائی دیئے۔ انہوں نے مریم سے کہا کہ خدا تجھ کو ایک سعادت مند فرزند کی بشارت دیتا ہے۔ مریم نے جواب دیا کہ نہ میں کسی مرد کے پاس گئی اور نہ میں بدکار عورت ہوں پھر لڑکا کیونکر ہوگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا خدا تجھ کو یوں ہی بیٹا دے گا پھر قریب آ کر اُن کے کرتے کے گریبان میں پھونک ڈال دی۔ مریم حاملہ ہو گئیں اور پھر بدنامی کے خیال سے اپنے چچازاد بھائی یوسف کے ساتھ اپنی خالہ کے یہاں چلی گئیں۔ وہاں سے تین ماہ رہ کر بحکم بادشاہ وقت اسم نویسی کے لئے ہیروڈس کے عہد میں یروشلم میں آئیں اور بیت لحم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی برکت سے خشک کھجور میں چھوارے نمودار ہو گئے مگر یہود کے گروہ مریم کو ملامت کرنے آتے تھے اور کہتے تھے کہ تیری ماں حنہ تو ایسی پاک دامن تھی تو نے یہ کیا کیا۔ مریم نے کہا اس لڑکے سے پوچھ لو اُن لوگوں نے کہا کہ وہ دودھ پیتا بچہ کیونکر بات کر سکتا ہے۔ تب خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول اٹھے کہ میں خدا کا برگزیدہ نبی ہوں اور میری ماں پاک دامن ہے۔ وہ سب متعجب ہوئے اور مریم کی بدچلنی

---

[1] یعنی خدام بیت المقدس۔ ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا گمان رفع ہوا مگر اس بات کو یہود نے مخفی کر دیا تا کہ لوگ ان کے معتقد نہ ہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام کو تہمت لگا کر قتل کرنا چاہا۔ یہ ایک گنجان درخت میں جا چھپے۔ یہود نے آرے سے درخت کو چیر ڈالا جس سے زکریا علیہ السلام کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے اور یوں وہ بے گناہ مارے گئے۔ اس کے بعد ہیرو ڈس کو نجومیوں سے دریافت ہوا کہ یہ لڑکا یہود کا بادشاہ ہو گا اور یہود کو غیر قوموں سے چھڑائے گا۔ اس نے چاہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر ڈالے۔ تب خدائے تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے یوسف کو حکم دیا اس لڑکے اور اس کی ماں کو لے کر مصر میں چلا جائے۔ اس نے اس حکم کی تعمیل کی اور ایک عرصے تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہاں پرورش پائی۔ جب یہ سنا کہ بادشاہ ہیرو ڈس مر گیا تو یوسف دونوں ماں بیٹوں کو لے کر وطن میں واپس آ گیا اور اپنے گاؤں ناصرہ میں قیام کیا۔ اسی نسبت سے عیسائی نصاریٰ بھی کہلانے لگے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام ہوشیار ہوئے تو طرح طرح کے معجزے یہود کو دکھا دکھا کر ہدایت کرنے لگے اور اپنے بارہ حواریوں کو لے کر یہودیوں کی ہدایت کے لئے گھر سے نکل پڑے۔ یہود کو ان سے اور عداوت ہو گئی۔ آخر یہاں کے بادشاہ پلاطوس کو آمادۂ قتل کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو ایک جگہ سے گرفتار کر کے لے گئے۔ مگر ان ہی میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو مسیح علیہ السلام کی صورت میں کر دیا اور ان کو آسمان پر بلا لیا۔ یہ شخص یہود کے ہاتھ سے بڑی اذیت سے مارا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۳۳ برس کی تھی اور یہ واقعہ غلبۂ اسکندر کے تین سو چھتیس برس بعد ظہور میں آیا۔ اس عرصے میں غالباً حنہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ کسی جگہ سے اور کچھ حالات ان کے دستیاب نہیں ہوتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست اُن کتابوں کی جن سے ''ازواج الانبیاء'' کی تالیف میں مدد لی گئی

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	نام مصنف	مطبع	مختصر تعریف کتاب
۱	قرآن شریف	عربی	کلام اللہ الملک القدیم	مطبع میر محبوب علی صاحب مرحوم لکھنؤ	تعریف سے بے نیاز اور توصیف سے بالاتر ہے
۲	تفسیر لباب التاویل معروف بہ تفسیر خازن	//	محی السنہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن	مطبوعہ تقدیم العلمیہ مصر ۱۳۲۲ھ	مشہور تفسیر ہے
۳	تفسیر سراج المنیر معروف بہ تفسیر شربینی	//	علامہ محمد شربینی خطیب	مطبوعہ بولاق مصر ۱۲۹۹ھ	مشہور اور عمدہ تفسیر ہے
۴	تفسیر روح المعانی	//	ابوالفضل شہاب الدین سید محمود الوسی بغدادی	مطبعہ امیریہ بولاق مصر ۱۳۰۱ھ	اگرچہ بارھویں صدی کی تصنیف ہے مگر نہایت نفیس و جامع تفسیر ہے
۵	تفسیر حقانی	اردو	شمس العلماء مولانا عبدالحق صاحب دہلوی مرحوم	مطبع انصاری ومجتبائی دہلی	اردو زبان میں یہ نہایت لاجواب محققانہ اور مفصل تفسیر ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶	المعجمات الاقران فی مبہمات القرآن	عربی	علامہ جلال الدین السیوطی	مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۰۹ھ	مصنف کا نام کتاب کی خوبی کی ضمانت ہے قرآن شریف کے مبہمات مطالب کی شرح کی ہے
۷	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری شریف	عربی	علامہ بدر الدین محمود بن احمد حنفی العینی	دار الطباعۃ العامرہ اسلامبول ۱۳۰۸ھ	یہ شرح بخاری شریف کی نہایت مستند و مشہور و قابل قدر ہے
۸	مجموعہ کتب مقدس توریت و انجیل و زبور وغیرہ	ترجمہ عربی	جمعیہ بریطانیہ لندن قائم شدہ ۱۸۰۴ء	مطبعہ مدرسہ اکسفورڈ ۱۸۶۹ع	نہایت عمدہ اور نایاب نسخہ ہے بہت صحیح طبع ہوا ہے
۹	کتاب العبر فی دیوان المبتدا و الخبر معروف بہ تاریخ ابن خلدون	عربی	علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون المغربی	مطبعہ الکبریٰ مصر ۱۲۸۴ھ	مشہور و معروف اور نہایت مستند تاریخ ہے
۱۰	تاریخ کامل ابن اثیر	عربی	ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن عبدالکریم شیبانی ملقب بہ عزالدین و معروف بہ ابن اثیر جزری	مطبعہ مصر	مشہور و معروف اور نہایت مستند تاریخ ہے
۱۱	مروج الذہب و معادن الجوہر معروف بہ تاریخ مسعودی	عربی	الامام ابوحسن علی بن حسین مسعودی	مطبوعہ مصر	مشہور و معروف اور نہایت مستند تاریخ ہے
۱۲	تاریخ الرسل و الملوک معروف "بہ تاریخ طبری"	//	ابوجعفر محمد جریر طبری"	مطبع بریل لیڈن ہالینڈ ۸۱-۱۸۸۲ء	یہ کتاب نہایت صحت کے ساتھ فرانس کی ایک مستشرق جماعت کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳	تاریخ گزیدہ	فارسی	حمید اللہ بن ابوبکر قزوینی المستوفیؒ	مطبع بریل لیڈن ہالینڈ ۱۳۲۸ھ ۱۹۱۰ء	۸۵۷ھ میں جو قلمی نسخہ نہایت خوش خط لکھا گیا تھا اُسکا عکس لے کر یہ نسخہ باہتمام پروفیسر ایڈورڈ براؤن طبع ہوا.....
۱۴	تاریخ الطوال	عربی	ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوریؒ	مطبعہ سعادۃ مصر ۱۳۳۰ھ	یہ مختصر کتاب نہایت مستند اور صحیح تاریخ ہے خاص اہتمام سے طبع ہوئی ہے
۱۵	تاریخ الخمیس	//	شیخ حسین ابن محمد بن حسن دیار بکری	مطبعہ عامرۃ العثمانیہ مصر ۱۳۰۲ھ	مشہور تاریخ ہے
۱۶	تاریخ الیعقوبی	//	علامہ احمد بن ابو یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح الکاتب العباسی المعروف بالیعقوبی	مطبعہ بریل۔ لیڈن ۱۸۸۳ع	نہایت مشہور و مستند تاریخ ہے
۱۷	تاریخ روضۃ الصفا	فارسی	محمد خاوند شاہ شیرازی	مطبع کریم الدین بمبئی ۱۲۷۰ھ	مشہور کتاب ہے
۱۸	درالمنثور فی طبقات ربات الخدور	عربی	زینب بنت علی فواز سوریہ مصریہ	مطبعہ الکبرٰی الامیریہ مصر ۱۳۱۲ھ	دنیا کی مشہور عورتوں کے حالات میں عربی زبان میں اس سے بڑی اور جامع آج تک نہیں چھپی۔ عمدہ کتاب ہے
۱۹	کشف الآثار	فارسی	مصنفہ پادری الگزنڈر کیتھ مترجمہ پادری جی، ایل میرک	مطبوعہ دارالطباعہ تامس کانسٹبل ڈنبرگ ۱۸۴۶ء ۱۲۶۲ھ	بنی اسرائیل کے زمانے میں جو شہر آباد تھے ان کے حالات مذہبی پیرائے میں لکھے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰	جامع التواریخ	فارسی	فقیر محمد ولد محمد رضا مرحوم ساکن راجہ پور	مطبع منشی ارادۃ الدین کلکتہ ۱۲۵۲ھ ۱۸۶۳ء	مدرسۂ عالیہ کلکتہ کے ایک قابل مدرس کے اہتمام و صحت سے چھپوائی گئی ہے اور نایاب کتاب ہے
۲۱	تحفۃ المجالس ونزہۃ المجالس	عربی	علامہ جلال الدین سیوطیؒ	مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء	دلچسپ اور بڑی معلومات کی کتاب ہے
۲۲	نوادر قلیوبی	//	علامہ شیخ شہاب الدین قلیوبیؒ	مطبع رزاقی کانپور ۱۳۱۳ھ	مشہور کتاب ہے مصنف نے نصیحت آمیز و سبق آموز حکایات جمع کی ہیں

اِن کتب کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ جن کا حوالہ بذریعۂ فٹ نوٹ کتاب میں جابجا دیدیا گیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری دیگر کتب

تفسیر حقانی	مولانا محمد عبدالحق حقانی
علم القرآن	مرتبہ: سید قاسم محمود
القرآن اور علم النفس	محمد عثمان نجاتی
فلسفہ سائنس اور قرآن	رائے خدا بخش کلیار ایڈووکیٹ
اللولو والمرجان	ترجمہ۔ سید شبیر احمد
اصول الحدیث	ڈاکٹر خالد علوی
حفاظت حدیث	ڈاکٹر خالد علوی
حدیث نبویؐ اور علم النفس	محمد عثمان نجاتی
سیرۃ النبی ﷺ	علامہ شبلی نعمانی
رحمۃ اللعالمینؐ	قاضی محمد سلیمان منصور پوری
رسول عربیؐ	نور بخش توکلی
حیات محمدؐ	محمد حسین ہیکل
محسن انسانیتؐ	نعیم صدیقی
انسان کاملؐ	ڈاکٹر خالد علوی
سیرت قرآنیہ سیدنا رسول عربیؐ	پروفیسر محمد اجمل خان
حیات سرور کائناتؐ	مارٹن لنگس
سیرت طیبہ محمد رسول اللہ	مولانا عبدالمقتدر ایم اے
نبی اکرمؐ بطور ماہر نفسیات	
اسوہ حسنہ اور علم نفسیات	

297.648 166 م
23957-EU-64

الفیصل
ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور